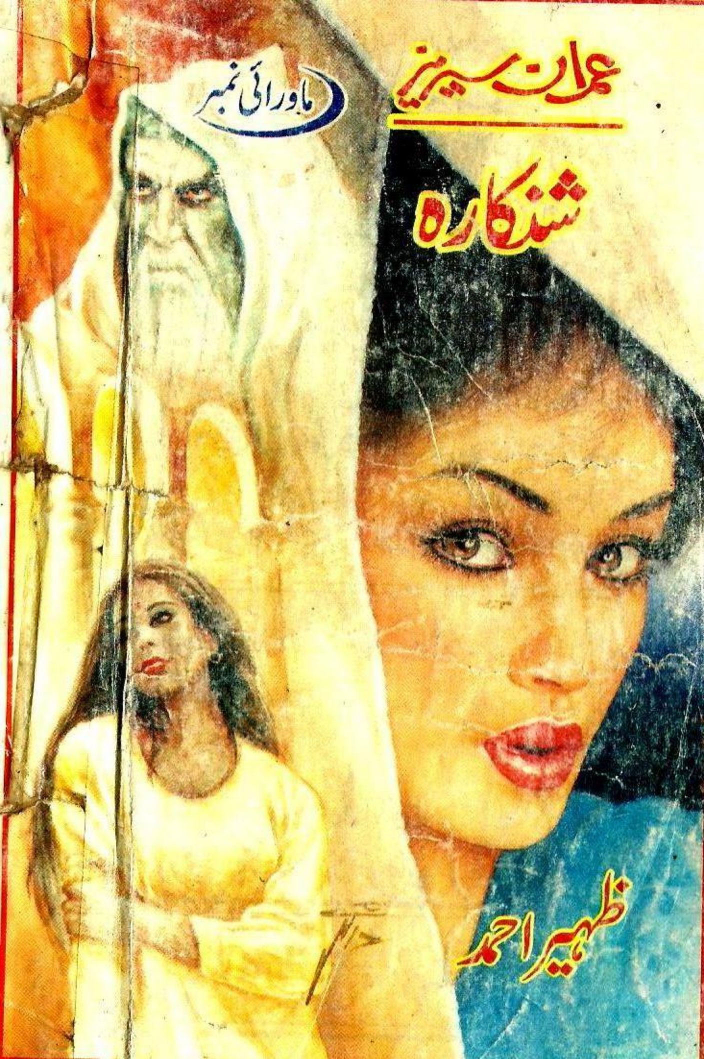


عمران سیریز
ماورائی نمبر
شنکارہ
ظہیر احمد

19
عمران سیریز نمبر

ماورائی نمبر

# شنکارہ

مکمل ناول

ظہیر احمد



ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔


ناشران ------ محمد ارسلان قریشی

---------- محمد علی قریشی

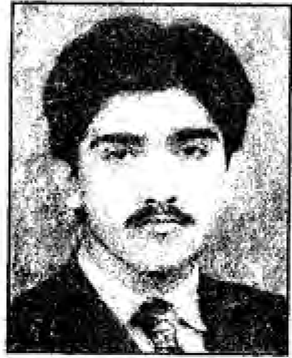
ایڈوائزرز ------ محمد اشرف قریشی

پرنٹر ------ سید ظہیر الحسن

طابع ------ منزل آرٹ پریس ملتان

قیمت ---------- روپے



# پیش لفظ

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا ماورائی سلسلے کا دوسرا نیا ناول "شنکارہ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کی کہانی بالکل انوکھے انداز میں لکھی گئی ہے۔ ایسی کہانی جسے پڑھ کر آپ قہقہے بھی لگائیں گے اور پراسرار ماحول کے سمندر میں غوطے لگانے پر بھی مجبور ہو جائیں گے۔

اس ناول میں جوزف ایک نئے اور انوکھے کردار میں نظر آئے گا جو آپ کو یقیناً بے حد پسند آئے گا۔ اس ناول میں جوزف اپنی پراسرار صلاحیتوں کے ایسے ایسے پرتو کھولتا ہے کہ آپ حیران رہ جائیں گے اور جوزف جب مکاشو بن کر آپ کے سامنے آئے گا تو آپ اس کردار کو مدتوں فراموش نہیں کر سکیں گے۔

ناول تو بہرحال آپ پڑھ لیں گے اور خود ہی جان جائیں گے کہ ناول آپ کے اعلیٰ معیار کا حامل ہے یا نہیں۔ میں آپ کو ادارہ ارسلان پبلی کیشنز کی طرف سے جدید اور نئے انداز میں تیار کئے گئے بک سیور کارڈ کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

بک سیور کارڈز نئی اور پرانی کتب کی حفاظت کے پیش نظر تیار

کئے گئے ہیں۔ ان سیور کارڈز کے ایک طرف میرے ناولوں کے سر ورق کی تصاویر ہیں اور دوسری طرف میرے سابقہ ناولوں کی مکمل لسٹ۔ یہ بات عام طور پر دیکھی گئی ہے کہ قاری ناول پڑھتے پڑھتے کسی ذاتی کام کے سلسلے میں جب ناول بند کرتا ہے تو اس ناول کا نشانی کے طور پر صفحہ موڑ دیتا ہے جس سے ناول کا حسن ماند پڑ جاتا ہے اور جگہ جگہ صفحات مڑے ہوئے نظر آتے ہیں جس سے ناول پھولا پھولا سا نظر آنے لگتا ہے۔ قارئین کی اس عادت کو روکنے اور ناول کا حسن برقرار رکھنے کے لئے بک سیور کارڈز تیار کئے گئے ہیں تاکہ وہ ان کارڈز کو نشانی کے طور پر صفحات میں رکھ سکیں۔ ان سے نہ تو ناولوں کا حسن ماند پڑے گا اور نہ ناولوں کے صفحات مڑے ہوئے نظر آئیں گے اور ناول تادیر صاف ستھرے اور نئے نظر آتے رہیں گے۔

ادارے کی جانب سے بک سیور کارڈز بالکل فری اور مسلسل تیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ آپ ایک خط لکھ کر یہ کارڈز بالکل فری اور اپنی ضرورت کے مطابق منگوا سکتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر بھی گزارش کروں گا کہ بک سیور کارڈز بطور نشانی اپنانے کی کوشش کریں تاکہ ناولوں کا رنگ روپ تادیر برقرار رہ سکے۔ امید ہے آپ میری گزارش پر ضرور غور کریں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد





وہ سب گنجے تھے۔ ان سب کی داڑھی مونچھیں بھی بالکل صاف تھیں۔ انہوں نے اپنے جسموں پر سیاہ رنگ کے ان سلے کپڑے باندھ رکھے تھے۔ وہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے مگر وہ دو دو چار چار کی ٹولیوں میں زمین پر دھونی رمائے بیٹھے تھے۔ ان سب کے سامنے آگ کے الاؤ روشن تھے۔

جنگل میں موجود اس میدانی علاقے میں اس وقت رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جہاں آگ کے روشن الاؤں سے سرخ اور زرد روشنی پھیل رہی تھی۔ آگ کی روشنی میں ان کے سیاہ چہرے دمک رہے تھے ان کی آنکھیں بند تھیں اور آہستہ آہستہ ہونٹ ہلاتے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے۔ آگ کے گرد دھونی رمائے بیٹھے ان سیاہ فام قبائلیوں کا تعلق افریقہ کے گھنے جنگلوں میں موجود ایک جنگلی قبیلے سامی گان سے تھا۔

اس میدان میں جمع ہونے والے تمام قبائلی جوان تھے۔ ان میں کوئی بوڑھا، بچہ یا عورت موجود نہ تھی۔ وہاں اس وقت اس قدر گہری خاموشی اور پراسرار سناٹا چھایا ہوا تھا جیسے وہ زندہ مجسمے ہوں۔ ان میں آواز اور حرکت نام کی کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی۔ تاریک اور اس قدر پراسرار ماحول میں صرف آگ میں جلنے والی لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز سنائی دے رہی تھی جو اس ماحول کو اور زیادہ پراسرار اور ہولناک بنا رہی تھی۔ ان قبائلیوں کے ہاتھوں میں ایک جیسے بڑے پھلوں والے خنجر تھے جو بے حد چمکدار تھے۔ انہوں نے خنجروں کے دستے اپنے گھٹنوں پر ٹکا رکھے تھے۔ ان کے خنجروں کی نوکیں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔

آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے جہاں ایک جگہ چاند کا چمکتا ہوا گولا یوں چھپا ہوا تھا جیسے وہ ان سیاہ فام قبائلیوں، وہاں چھائی ہوئی گہری خاموشی اور پراسرار سناٹے کے خوفناک ماحول سے سہما ہوا سا ہو۔

اچانک جنگل ایک الو کی تیز، مکروہ اور کریہہ ناک چیخ سے گونج اٹھا۔ الو کی خوفناک چیخ سن کر سیاہ فام گنجے چونک پڑے اور انہوں نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ ان کے چہروں پر یکلخت سراسیمگی پھیل گئی تھی۔ الو کی آواز ایک بار پھر وہاں بلند ہوئی تو وہ جلدی سے اپنی جگہوں پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے وہاں جلتے ہوئے آگ کے الاؤ خود بخود بجھ گئے اور وہاں یکلخت گہری تاریکی چھا گئی۔ اسی وقت وہاں



ایک زوردار کڑاکا ہوا۔ زمین پر یکلخت روشنی کا چمکتا ہوا ایک ہالہ نمودار ہوا جو تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ روشنی کے ہالے میں اچانک ایک انسانی سایہ سا نمودار ہوا اور پھر اس سائے میں انسانی نقوش واضح ہونے لگے۔

گنجے سروں والے قبائلیوں کی نظریں روشنی کے ہالے میں نمودار ہونے والے سائے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس سائے کو دیکھ کر ان کے تاریک چہرے اور زیادہ تاریک پڑ گئے تھے۔ ہالے سے نکلنے والی تیز روشنی سے پورا علاقہ یوں روشن ہو گیا تھا جیسے وہاں اچانک دن نکل آیا ہو۔

ہالے میں نمودار ہونے والے سایہ کے نقوش تیزی سے واضح ہوتے جا رہے تھے اور پھر چند ہی لمحوں میں وہاں ایک نہایت حسین و جمیل عورت نمودار ہو گئی۔ اس عورت کے جسم میں جیسے بجلیاں سی بھری ہوئی تھیں۔ اس کے جسم پر سفید چمکدار لباس تھا جس میں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ اس عورت کا روشنی سے بھرا ہوا چمکدار چہرہ بے حد جاذب نظر تھا۔ اس کی آنکھیں ہرنیوں کی آنکھوں کی طرح بڑی بڑی تھیں مگر اس قدر سرخ تھیں جیسے ان میں خون بھرا ہو۔ اس عورت کے بال سنہری تھے یوں لگتا تھا جیسے سونے کے تار ہوں جو اس کے پیروں کی ایڑیوں کو چھو رہے تھے۔ اس کے جسم پر خوبصورت اور قیمتی زیورات سجے ہوئے تھے جو سونے چاندی کے تھے اور ان میں باقاعدہ چمکدار اور مختلف رنگوں کے ہیرے جڑے ہوئے تھے اور اس

کے سر پر ایک چھوٹا سا خوبصورت تاج بھی موجود تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے قدیم زمانے کی کوئی ملکہ شاہی محلوں سے نکل کر وہاں آگئی ہو۔ اس عورت کے ایک ہاتھ میں بالکل ویسا ہی خنجر تھا جیسا ان سیاہ فام گنجے قبائلیوں نے پکڑ رکھے تھے۔ عورت کے دوسرے ہاتھ میں لمبے دستے والا نیزہ تھا۔ جس کی انی تیز روشنی میں یوں چمک رہی تھی جیسے ہیرے کی بنی ہوئی ہو۔

اس عورت کو نمودار ہوتے دیکھ کر سیاہ فام گنجے قبائلی اس کے سامنے رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔ ان سب کے چہروں پر موت کے مہیب سائے لہرا رہے تھے اور ان کے جسم یوں کانپنا شروع ہو گئے تھے جیسے ان سب کو بیک وقت جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔

"تم سب یہاں کیوں جمع ہو اور تم مجھے بلانے کا جاپ کیوں کر رہے تھے"۔ اچانک اس عورت نے زخمی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"مقدس پجارن۔ مقدس پجارن ہمیں معاف کر دو۔ ہمیں معاف کر دو مقدس پجارن۔ ہم سے بہت بڑی بھول ہو گئی ہے"۔ ایک لمبے تڑنگے اور بھاری چہرے والے سیاہ فام گنجے قبائلی نے آگے بڑھ کر اور اس عورت کے سامنے جھک کر بری طرح سے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"بھول، کیسی بھول۔ کیا ہوا ہے۔ کس بات کی معافی مانگ رہے ہو مجھ سے"۔ چمکتے ہوئے چہرے والی عورت نے حیرت سے کہا۔ اس کے لہجے میں وہی خوفناک پھنکار تھی۔



"مقدس پجارن، ہم مجبور ہو گئے تھے۔ انہوں نے ہمارے قبیلے پر اچانک آتشیں ہتھیاروں سے نہایت خوفناک حملہ کر دیا تھا۔ ان کا ہم نے ہر ممکن طریقے سے مقابلہ کرنا چاہا لیکن وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے اور ان کے پاس جدید دنیا کے آگ اگلنے والے خوفناک ہتھیار تھے جس کی وجہ سے نہ ہم ان کا مقابلہ کر پائے اور نہ ہی کسی طرح ہم ان کا راستہ روک سکے"۔ سیاہ فام قبائلی نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا بک رہے ہو آشوتا۔ کن لوگوں کی بات کر رہے ہو تم"۔ مقدس پجارن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ سیاہ فام گنجا جلدی سے اٹھا اور مقدس پجارن کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"م، مقدس پجارن۔ وہ جدید دنیا کے باسی تھے۔ وہ، وہ مقدس غار سے سیاہ مورتی لینے آئے تھے اور۔ اور......." سیاہ فام گنجے قبائلی آشوتا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس نے جیسے ہی مقدس غار کی سیاہ مورتی کا نام لیا مقدس پجارن کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ پھر یکدم اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کا چہرہ بھی جیسے غیض و غضب سے سرخ ہو گیا۔

"شنکارہ کی سیاہ مورتی لینے آئے تھے۔ کون، کون تھے وہ لوگ اور شنکارہ کی مورتی کہاں ہے"۔ مقدس پجارن نے غیض و غضب سے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا خوفناک لہجہ سن کر وہاں موجود تمام سیاہ فام قبائلی سر سے لے کر پیروں تک کانپ اٹھے تھے۔

"ہمیں معاف کر دو مقدس پجارن۔ اس معاملے میں ہماری کوئی غلطی نہیں ہے۔ ہم نے شنکارہ کی سیاہ مورتی کو مقدس غار میں بڑی حفاظت سے رکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ اچانک ہی اڑنے والے پرندوں جیسی بڑی بڑی مشینوں میں بیٹھ کر آئے اور انہوں نے اوپر سے ہی ہم پر دھماکہ کرنے والے گولے برسانا شروع کر دیئے۔ دھماکوں سے ہمارے قبائلیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ پھر وہ اڑنے والی مشینیں لے کر نیچے آ گئے اور انہوں نے ہر طرف آتشیں اسلحے سے ہم پر انتہائی خوفناک حملہ کر دیا۔ ہمارے پاس نیزے اور خنجر تھے جس سے ہم کسی بھی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر پائے۔ انہوں نے آتشیں اسلحے سے ہمارے بے شمار قبائلی مار دیئے اور پھر وہ مقدس غار میں گھس گئے۔ مقدس غار میں انہوں نے شنکارہ کی مورتی کے محافظوں کو بھی ہلاک کر دیا اور پھر وہ شنکارہ کی مورتی لے کر دوبارہ ہم پر آگ برساتے ہوئے انہی پرندوں جیسی اڑنے والی مشینوں میں بیٹھ کر واپس چلے گئے"۔ آشوتا لرزا براندام انداز میں جلدی جلدی کہتا چلا گیا۔ اس کی تفصیل سن کر مقدس پجارن کے جسم پر بھی لرزا طاری ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف اور دہشت کے سائے لہرانے لگے تھے۔

"شنکارہ کی سیاہ مورتی کو وہ مقدس غار سے نکال کر لے گئے۔ اوہ، اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کون تھے وہ لوگ۔ کہاں سے آئے تھے وہ۔ شنکارہ کی سیاہ مورتی کو وہ ناپاک ہاتھوں سے کیسے اور کہاں اٹھا کر لے گئے"۔ مقدس پجارن نے خوف سے لرزتے



ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم نہیں جانتے۔ ہم کچھ نہیں جانتے مقدس پجارن۔ وہ کون تھے اور شنکارہ کی مورتی کو کہاں لے گئے ہیں"۔ آشوتا نے اسی طرح لرزتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ یہ برا ہوا۔ بہت برا۔ شنکارہ کی سیاہ مورتی اجنبی ہاتھ مقدس غار سے اور ان جنگلوں سے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے"۔ مقدس پجارن نے بری طرح سے چلاتے ہوئے کہا۔

"ن، نہیں۔ نہیں مقدس پجارن۔ وہ شنکارہ کی مورتی کو جنگلوں سے باہر نہیں لے جا سکتے۔ انہوں نے شنکارہ کی مورتی کو مقدس غار سے نکالنے کے لئے خون کی بھینٹ بھی نہیں دی۔ اگر وہ شنکارہ کی مورتی کو اسی طرح جنگلوں سے باہر لے جانے کی کوشش کریں گے تو شنکارہ کی سیاہ مورتی ان سب کو جلا کر راکھ کر دے گی"۔ آشوتا نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کے باوجود وہ مورتی کو جنگلوں سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ مقدس پجارن نے کرختگی سے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا مقدس پجارن۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ شنکارہ کی مقدس مورتی ان جنگلوں سے باہر نہیں جا سکتی۔ اگر ایسا ہوا تو ہم سب گاری تارا کر لیں گے۔ مقدس شنکارہ کی قسم ہم سب گاری تارا کر لیں گے"۔ آشوتا نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"گاری تارا۔ ہاں، اب تم سب کو گاری تارا ہی کرنا ہو گا۔ تم

شالاگ کی شنکارہ کی سیاہ مورتی کی حفاظت نہیں کر سکے ۔ تمہاری موجودگی میں اجنبی انسان اس جنگل میں آئے اور تم لوگوں کو مار کر مقدس غار میں گھس گئے ۔ انہوں نے شنکارہ کی سیاہ مورتی کو خون کی بھینٹ بھی نہیں دی اور اسے اٹھا کر لے گئے ۔ اس بات کی خبر شالاگ کو یقیناً ہو گئی ہو گی ۔ وہ قہر و غضب کا پیکر بن کر تم سب پر ٹوٹ پڑے گا اور تم سب پر اس قدر ہولناک قہر توڑے گا کہ میں بھی تمہیں نہیں بچا سکوں گی ۔ اس سے پہلے کہ شالاگ یہاں آئے اور وہ تم پر قہر و غضب بن کر ٹوٹ پڑے تم اپنی موت کو آسان بنا لو اور گاری تارا کر لو ۔ اسی میں تمہاری بھلائی اور اسی میں تمہاری نجات ہے "۔ مقدس پجارن نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا ۔

" تم کچھ کرو مقدس پجارن ۔ تمہارے پاس شالاگ کی مہا طاقتیں ہیں ۔ ان طاقتوں سے کام لے کر ان سب کو ہلاک کر دو اور ان سے شنکارہ کی مورتی واپس لے آؤ ۔ ہمیں شالاگ کے قہر اور گاری تارا سے بچا لو ۔ ہم تم [illegible] رحم کی بھیک مانگتے ہیں ۔ ہم پر رحم کرو ۔ ہم پر رحم کرو [illegible] ۔ آشوتا نے خوف اور دہشت سے بری طرح سے [illegible] ہوئے کہا ۔

" نہیں ، اب یہ ناممکن ہے ۔ میری تیسری آنکھ دیکھ رہی ہے کہ وہ لوگ شنکارہ کی سیاہ مورتی کو جنگلوں کی حدود سے لے کر بہت دور چلے گئے ہیں ۔ میری طاقتیں ان جنگلوں تک محدود ہیں ۔ جنگلوں سے باہر جا کر میں شنکارہ کی سیاہ مورتی کو اب واپس نہیں لا سکتی ۔ بلکہ



اب مقدس شنکارہ کی مورتی کی واپسی ناممکن ہو چکی ہے ۔ قطعی ناممکن "۔ مقدس پجارن نے سرسراتے ہوئے کہا ۔ اس کی بات سن کر نہ صرف آشوتا بلکہ وہاں موجود تمام سیاہ فام گنجے قبائلیوں کے جسموں پر تھرتھری دوڑ گئی ۔ خوف اور دہشت سے ان کے سیاہ چہرے اور زیادہ سیاہ ہو گئے تھے ۔

" مقدس مورتی جنگلوں سے باہر چلی گئی ۔ ہماری مقدس شنکارہ کو وہ لوگ جنگلوں سے لے گئے ۔ نن ، نہیں ۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا ۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا "۔ آشوتا نے کپکپاتے ہوئے کہا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے کئی قدم پیچھے ہٹ گیا ۔ اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹی جا رہی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی ۔

" تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں ۔ مقدس شالاگ کی مقدس پجارن شاتانہ تم سے جھوٹ بول رہی ہے ۔ بولو ، جواب دو "۔ اس کی بات سن کر مقدس پجارن نے انتہائی خوفناک انداز میں غراتے ہوئے کہا ۔

" نن ، نہیں ۔ اوہ ، اوہ ہم مقدس شنکارہ کی مقدس سیاہ مورتی کی حفاظت نہیں کر سکے ۔ اس لئے ہمیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ۔ اس سے پہلے کہ مقدس شالاگ یہاں آئے اور ہم سب اس کے ہولناک قہر کا شکار ہوں ۔ ہم سامی گان قبیلے کے جنگلی خود کو " گاری تارا کی سزا دے رہے ہیں "۔ آشوتا نے اچانک تیز آواز میں چیختے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر اپنی گردن پر رکھ لیا ۔ پھر اس نے اچانک چیخ

کر گاری تارا کہا اور خنجر یکلخت اپنی گردن پر پھیر لیا۔ اس نے گردن پر خنجر اس قدر زور اور تیزی سے چلایا تھا کہ اس کی شہ رگ ایک جھٹکے سے کٹ گئی۔ خون فوارے کی طرح ابلا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح الٹ کر گر پڑا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی تیز آواز نکل رہی تھی۔ اسے گاری تارا کا نعرہ لگاتے اور اپنی گردن پر اس طرح خنجر چلاتے دیکھ کر دوسرے قبائلیوں نے بھی "گاری تارا، گاری تارا" کے نعرے لگاتے ہوئے اپنی گردنوں پر خنجر چلا دیئے اور زمین پر گر کر ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگے۔ ان کی گردنوں سے نکلنے والے خون سے میدان کی زمین تیزی سے سرخ ہوتی جا رہی تھی۔ یہ منظر اس قدر روح فرسا اور ہولناک تھا جسے دیکھ کر اچھا بھلا ہوشمند انسان بھی یقیناً خوف اور دہشت سے کانپ اٹھتا۔

"ہونہہ، اچھا کیا جو انہوں نے خود کو گاری تارا کی سزا دے دی۔ اگر یہ ایسا نہ کرتے تو مقدس شالاگ ان پر ان کے بچوں، بوڑھوں اور ان کی عورتوں پر اس قدر ہولناک قہر توڑتا جس سے ان کی نسلیں بھی کانپ اٹھتیں"۔ مقدس پجارن کے حلق سے غراہٹ بھری سفاکانہ آواز نکلی۔ اسی لمحے جنگل کی طرف سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ مقدس پجارن نے چونک کر اور پلٹ کر دیکھا تو درختوں کے پیچھے سے ایک بوڑھا قبائلی آتا دکھائی دیا۔ اس کا بھی سر گنجا تھا۔ البتہ اس کی داڑھی مونچھوں کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے اور برف کی مانند سفید تھے۔ اس نے بھی اپنے قبیلے کا مخصوص سیاہ لباس پہن رکھا



تھا۔ بوڑھا ہونے کے باوجود وہ جوان مردوں کی سی چال چل رہا تھا۔ ہاتھ میں اس نے قبائلیوں والا مخصوص خنجر تھام رکھا تھا۔ وہ مقدس پجارن کے قریب آ گیا اور پھر اس کی نظریں میدان میں اپنے قبیلے کے افراد کی لاشوں پر پڑیں تو وہ وہیں ٹھٹک کر رک گیا۔

"گاری تارا۔ کک، کیا انہوں نے گاری تارا کر لیا ہے"۔ بوڑھے نے خوف سے تھر تھر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں سردار زکاٹا۔ انہوں نے مقدس شالاگ کے قہر سے بچنے کے لئے گاری تارا کر لیا ہے۔ شنکارہ کی سیاہ مورتی کی حفاظت نہ کرنے والوں کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا"۔ مقدس پجارن نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔ بوڑھا سردار اس کی بات سن کر پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

"اچھا ہوا سردار زکاٹا تم یہاں آ گئے۔ ہمیں بتاؤ اصل معاملہ کیا ہے غیر متعلق افراد جنگل میں کیسے داخل ہوئے تھے۔ وہ شنکارہ کی سیاہ مورتی کو کیوں اور کہاں لے گئے ہیں"۔ مقدس پجارن نے چند لمحے توقف کے بعد بوڑھے سردار زکاٹا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"عظیم شالاگ کی پجارن شاتانہ، میں انہی لوگوں کا پتہ کرنے کے لئے مقدس غار میں گیا تھا۔ وہ مہذب دنیا کے باسی تھے"۔ بوڑھے پجاری نے مقدس پجارن شاتانہ کو وہی تفصیل بتا دی جو آشوتا اسے پہلے ہی بتا چکا تھا۔

"ہونہہ، یہ تفصیل قبیلے کا نائب سردار آشوتا ہمیں بتا چکا ہے۔ تم

بتاؤان لوگوں کا تعلق کس قوم اور مذہب سے تھا۔ وہ شنکارہ کی سیاہ مورتی کو کیوں اور کہاں لے گئے ہیں۔ کیا وہ شنکارہ کی اہمیت سے واقف تھے"۔ مقدس پجارن نے سر جھٹک کر غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"میرے علم کے مطابق ان کا تعلق مرہٹہ اقوام کے پیشواؤں سے ہے۔ یہاں سے بہت دور جدید اور مہذب دنیا کا ایک ایشیائی ملک کافرستان ہے۔ کافرستان کے شمال مغرب میں سمبالا نامی ایک جنگل ہے۔ بہت بڑا اور گھنا جنگل۔ اس جنگل میں بڑے پیشواؤں کا ایک بڑا پیشوا برسوں سے شیطان کی پوجا کر رہا ہے۔ اس پیشوا کا اصل نام تو معلوم نہیں کیا ہے لیکن طویل ریاضت اور شیطان کی پوجا کی وجہ سے اس نے سفلی علوم میں بے پناہ مہارت حاصل کر رکھی ہے۔ اس لئے اسے عرف عام میں زاشال کہا جاتا ہے۔ زاشال شیطان کے سب سے بڑے پجاری کو کہتے ہیں۔ جسے خاص طور پر شیطان کی آشیرباد حاصل ہوتی ہے۔ موجودہ زاشال انتہائی ظالم، بے رحم اور بربریت پسند انسان ہے اور وہ سفلی علوم اور شیطان کاریوں میں شیطان سے بھی کئی ہاتھ آگے ہے۔ اس نے سمبالا جنگل میں اپنی ایک الگ شیطانی دنیا آباد کر رکھی ہے۔ جہاں کھلے عام نہ صرف شیطانی کھیل کھیلے جاتے ہیں بلکہ شیطان کو خوش کرنے کے لئے بے گناہ اور معصوم انسانوں پر انتہائی سوزانگیز مظالم بھی ڈھائے جاتے ہیں اور شیطانی بُت کو انسانوں کی بھینٹ بھی دی جاتی ہے۔

زاشال اپنی سفلی طاقتیں بڑھانے اور شیطانی دنیا میں ایک اعلیٰ



مقام حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے شیطان کے بڑے نمائندوں کو اپنے بس میں کر کے ان سے یہ راز جان لیا تھا کہ دنیا میں شیطانی ذریت کی ایک اتنی بڑی طاقت موجود ہے جو اگر اس کے بس میں آ جائے تو وہ شیطان کے دربار میں اعلیٰ مقام حاصل کر لے۔ اس شیطانی طاقت کا نام شنکارہ ہے۔ شیطان کے نمائندوں نے زاشال کو شنکارہ، اس کی ماہیت اور اس کی ماورائی طاقتوں کے بارے میں بتا دیا تھا۔ زاشال کو شیطان کے نمائندوں نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ شنکارہ کی مورتی کہاں ہے اور کس کی حفاظت میں موجود ہے۔

زاشال کو جب شنکارہ کی اہمیت اور اس کی ماورائی طاقتوں کا پتہ چلا تو اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر حال میں شنکارہ کی سیاہ مورتی کو حاصل کرے گا۔ چنانچہ اس نے خصوصی طور پر چند خاص لوگوں کو تیار کیا۔ پھر کافرستانی حکومت سے اپنے اثر ورسوخ استعمال کر کے اس نے ان آدمیوں کو افریقہ بھیجنے اور ایک افریقی ملک سانگارا سے ان کو ہمارے جنگلوں میں پہنچانے کے انتظامات کرائے اور انہیں مقدس مورتی حاصل کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ جنگلوں اور ہمارے قبیلوں کی رہنمائی سانگارا والوں نے کی اور وہ لوگ یہاں خوفناک تباہی پھیلا کر ہمارے سینکڑوں قبائلیوں کو مار کر مقدس غار سے شنکارہ کی سیاہ مورتی لے جانے میں کامیاب ہو گئے"۔ بوڑھا سردار زکاٹا کہتا چلا گیا۔

"ہونہہ، تو کیا شنکارہ کی سیاہ مورتی زاشال تک پہنچ گئی ہے"۔

مقدس پجارن نے پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں۔ مورتی ابھی تک زاشال تک نہیں پہنچی "۔ سردار زکاٹا نے کہا تو مقدس پجارن شاتانہ چونک پڑی۔

" اوہ، تو پھر اس وقت مورتی کہاں ہے "۔ اس نے جلدی سے پوچھا۔

"جو افراد شنکارہ کی سیاہ مورتی لے گئے ہیں وہ اس وقت اڑنے والی ایک بہت بڑی اور لمبی مشین میں سوار ہیں۔ مورتی ان کے پاس ہے لیکن........ "سردار زکاٹا کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن، لیکن کیا"۔ مقدس پجارن شاتانہ نے جلدی سے پوچھا۔

" مقدس پجارن، میرے علم کے مطابق وہ شنکارہ کی سیاہ مورتی کو لے کر زاشال تک کبھی نہیں پہنچ پائیں گے۔ انہوں نے چونکہ شنکارہ کی مورتی کو غار سے نکالنے کے لئے خون کی بھینٹ نہیں دی تھی اس لئے شنکارہ کی مورتی ان کے پاس زیادہ دیر نہیں رہے گی۔ وہ ان سب کو زندہ جلا دے گی۔ اس کے علاوہ میں ہر طرف تباہی و بربادی اور موت کے مہیب سائے پھیلتے دیکھ رہا ہوں۔ آگ اور خون میں ڈوبی ہوئی سرخی ہر طرف چھا رہی ہے۔ جنگل جل کر راکھ ہو رہے ہیں، پہاڑ پھٹ کر بکھر رہے ہیں۔ آسمان پر سیاہ چادر پھیل رہی ہے اور ہر طرف انسانی لاشوں کے ڈھیر لگتے جا رہے ہیں"۔ سردار زکاٹا نے اس انداز میں کہنا شروع کر دیا جیسے وہ نیند کے عالم میں بڑبڑا رہا ہو۔

"ہاں، ایسا ہو گا۔ بالکل ایسا ہی ہو گا۔ ہر طرف موت رقص کرنے



لگے گی۔ ہر طرف آگ، ہر جگہ خون اور سیاہ دھواں پھیل جائے گا۔ شنکارہ کو مقدس غار سے خون کی بھینٹ دیئے بغیر نکالا گیا ہے۔ شنکارہ کی سیاہ مورتی بدروح بن جائے گی اور پھر وہ ہر طرف تباہی و بربادی پھیلا دے گی۔ آگ اور خون کا غسل کرنے کے لئے وہ سینکڑوں انسانوں کو ہلاک کر دے گی۔ اسے تباہی اور بربادی پھیلانے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی"۔ مقدس پجارن نے اسی انداز میں کہا۔

" مقدس پجارن، تم شیطان کے بڑے نمائندے شالاگ کی سب سے بڑی پجارن ہو۔ تمہارے پاس بھی بے پناہ سفلی طاقتیں ہیں۔ کیا تم یا شالاگ کسی طرح شنکارہ کو زندہ ہونے سے نہیں روک سکتے ابھی شنکارہ ایک سیاہ مورتی کے روپ میں ہے۔ اگر اسے کسی طرح اسی حالت میں واپس مقدس غار میں پہنچا دیا جائے تو........ "سردار زکاٹا نے پرامید نگاہوں سے مقدس پجارن شاتانہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" نہیں، اب یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔ شنکارہ ہماری حدود سے بہت دور جا چکی ہے۔ اسے اب زندہ ہونے اور تباہی و بربادی پھیلانے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ شنکارہ کی مورتی کی واپسی اب ناممکن ہو چکی ہے۔ قطعی ناممکن۔ وہ اب یہاں آئے گی تو بدروح بن کر آئے گی اور یہاں بھی تباہی پھیلا دے گی"۔ مقدس پجارن شاتانہ نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور سردار زکاٹا۔

مایوسی سے سر جھکا لیا۔ جب مقدس پجارن شاتانہ اور شیطانوں کا بڑا نمائندہ شالاگ شنکارہ کی مورتی کی واپسی کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا تو پھر بھلا وہ ایک عام سا اور کمزور پجاری کیا کر سکتا تھا۔ شنکارہ کی مورتی کے مقدس غار سے باہر آتے ہی خون پانی کی طرح بہنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے قبیلے والوں نے اپنے ناکردہ گناہوں کی پاداش میں خود ہی گاری تارا کر کے اپنا سارا خون بہا دیا تھا۔ اب شنکارہ جب بدروح بنے گی تو نجانے کب تک خون کی بھینٹ لیتی رہے گی۔ اس کی پیاس بجھانے کے لئے نجانے کتنے بے گناہ انسانوں کو اپنے جسموں کا خون بہانا پڑے گا۔ اس خیال سے سردار زکاٹا کی روح تک کانپ اٹھی تھی۔ لیکن وہ مجبور تھا۔ بے بس تھا اور کمزور تھا۔ وہ اب کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ شنکارہ، مقدس غار سے کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح نکل چکی تھی جس کی واپسی ناممکن ہو چکی تھی۔ قطعی ناممکن۔



"سلیمان، او سلیمان"۔ عمران نے حلق پھاڑ کر سلیمان کو آواز دی۔ اسی لمحے سلیمان دروازے پر یوں نمودار ہوا جیسے وہ الہ دین کا جن ہو۔ ادھر چراغ رگڑا ادھر جن حاضر۔

"جی صاحب۔ حکم"۔ سلیمان نے حسب خلاف بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور عمران یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے سلیمان کے سر پر یکلخت سینگ نکل آئے ہوں۔

"کیا، کیا کہا تم نے"۔ عمران نے اس کی جانب آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی کچھ دیر قبل ہی بیدار ہوا تھا۔ نہا دھو کر اور لباس بدل کر اس نے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر سلیمان کو ناشتے کے لئے اونچی آواز میں پکارا تھا۔ لیکن وہ سلیمان ہی کیا جو اس کے اس طرح گلا پھاڑ کر چلانے سے فوراً وہاں آ جاتا۔ باورچی خانے سے ہی وہ عمران کو جلی کٹی سناتا اور پھر وہ جب تک عمران کو دیر سے اٹھنے، دیر

سے ناشتہ کرنے پر دو چار الٹے سیدھے لیکچر نہ دے لیتا اور پھر اس کی مرضی ہوتی تو وہ اس کے لئے ناشتہ لے آتا۔ ورنہ عمران یونہی گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتا رہ جاتا۔ یہ ان دونوں کا معمول بن چکا تھا۔ عمران جب تک سلیمان سے نوک جھونک نہ کر لیتا اور اس سے دو چار بار چائے گرم نہ کرا لیتا اسے ناشتہ کرنے کا لطف ہی نہیں آتا تھا۔

لیکن آج سلیمان اس کی پہلی آواز پر ہی اس کے سامنے آ گیا تھا اور اس نے "جی صاحب، حکم" جس قدر مؤدبانہ اور فرمانبرداری سے کہا تھا عمران حقیقتاً اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"میں نے کہا نہیں آپ سے پوچھا ہے صاحب۔ حکم کیجئے میں آپ کی کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں"۔ سلیمان نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اب تو عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے پر مجبور ہو گیا۔ اسے خیال گزرا کہ یقیناً سلیمان اس وقت کسی شرارت کے موڈ میں ہے ورنہ سلیمان اور اس انداز میں اس سے پیش آئے یہ کیسے ممکن تھا۔

"یہ آج صبح صبح سورج کدھر سے نکلا ہے"۔ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"سورج ادھر سے نکلا ہے جدھر سے روز نکلتا ہے۔ کیوں، آپ اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہیں۔ میں نے ایسی کون سی انوکھی بات کر دی ہے جو آپ اس طرح میری جانب دیکھ رہے ہیں"۔ سلیمان نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔



"انوکھی۔ ارے آج تو تم خود دنیا کے انوکھے انسان بلکہ انوکھی مخلوق نظر آ رہے ہو۔ تمہارا یہ انکسارانہ انداز، مجھے کسی بڑے خطرے کا پیش خیمہ دکھائی دے رہا ہے"۔ عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں صاحب۔ کوئی خطرے والی بات نہیں ہے۔ میں واقعی سنجیدہ ہوں اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں اب آپ کی دل سے اور نہایت سنجیدگی سے خدمت کروں۔ میرے جیسا چھوٹا موٹا باورچی آپ جیسے عظیم اور باوقار انسان سے یوں ہنسی مذاق کرتا رہے یہ مجھے اچھا نہیں لگتا"۔ سلیمان نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

"چھوٹا موٹا باورچی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو تم تو آل ورلڈ ککس آرگنائزیشن کے صدر ہو۔ تمہارا عہدہ تو بہت بڑا ہے۔ تمہاری ایک کال پر دنیا کے تمام باورچی ہڑتال کر دیں تو ہم صاحبوں کا ویسے ہی بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ نہ ناشتہ ملے گا، نہ حریرہ مقوی، نہ مغز بادام اور نہ چائے"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے صاحب۔ اب میں کسی ککس آرگنائزیشن کا صدر نہیں ہوں"۔ سلیمان نے جواب دیا اور عمران واقعی حیرت زدہ رہ گیا۔ سلیمان آج جتنا سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا اس سے پہلے کبھی نہ تھا اور ضرور کوئی خاص بات تھی جو وہ اس قدر سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"بات کیا ہے۔ آج اس قدر سنجیدہ کیوں ہو"۔ عمران نے اس کی

طرف غور سے دیکھتے ہوئے سنجیدہ انداز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں صاحب۔ آپ کے لئے ناشتہ لاؤں"۔ سلیمان نے اس انداز میں کہا جیسے وہ بمشکل اپنی سسکیوں کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔ عمران نے واضح طور پر اس کی آنکھوں میں نمی تیرتے دیکھی تھی۔

"ارے کیا ہوا ہے۔ کیا تمہاری مرغیوں نے انڈے دینے چھوڑ دیئے ہیں یا بھینسوں نے دودھ کی جگہ چائے دینا شروع کر دی ہے"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صاحب میں آج خودکشی کرنے جا رہا ہوں"۔ سلیمان نے کہا اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"خودکشی۔ کیوں۔ کک، کیا مطلب"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خودکشی کا مطلب خودکشی ہوتا ہے صاحب۔ میں اپنی جان دینے جا رہا ہوں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے مگر کیوں۔ کیا تمہاری کبھی نہ ہونے والی نکٹی بیوی کسی بندر کے ساتھ بھاگ گئی ہے یا تمہاری لنگڑی محبوبہ کسی اور کے ساتھ فلم دیکھنے چلی گئی ہے۔ بات کیا ہے۔ تم خودکشی کرنے کیوں جا رہے ہو اور کہاں جا رہے ہو"۔ عمران کی زبان اپنی روانی میں آ گئی تھی۔

"نہ ہی میری کوئی بیوی ہے اور نہ محبوبہ اور میں اتنا چھچھورا نہیں ہوں جو لڑکیوں کے لئے مفت میں اپنی جان گنواتا پھروں"۔ سلیمان



نے اور زیادہ منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"تو بھائی تمہاری خودکشی سے کس کا بھلا ہوگا۔ کم از کم یہ تو بتا دو"۔ عمران نے زچ ہو کر کہا۔

"کسی کا بھلا ہو یا نہ ہو میں تو بس خودکشی کرنے جا رہا ہوں۔ آپ روکیں گے بھی تو میں رکنے والا نہیں ہوں"۔ سلیمان نے کہا۔

"اس نیک کام سے میں بھلا تمہیں کیوں روکوں گا"۔ عمران نے بڑبڑا کر کہا۔

"جی، کیا کہا آپ نے"۔ سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تم نے اگر خودکشی کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر حرام موت کیوں مر رہے ہو۔ اندر سے پسٹل لے آؤ۔ میں اپنے ہاتھوں تمہیں گولیاں مار دیتا ہوں۔ کم از کم شہید باورچیوں کی فہرست میں تمہارا نام تو آ ہی جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"رہنے دیں۔ پسٹل کی گولیاں بڑی مہنگی آتی ہیں۔ کیوں آپ مجھ غریب پر اتنی قیمتی گولیاں ضائع کرنا چاہتے ہیں میں باہر جا کر کسی ٹرک کے نیچے آ جاتا ہوں یا کسی اونچی جگہ سے چھلانگ لگا دیتا ہوں۔ خود ہی سب کچھ ہو جائے گا"۔ سلیمان شاید ضرورت سے زیادہ سسپنس پیدا کر رہا تھا۔ وہ اصل بات عمران کو بتا ہی نہیں رہا تھا۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے جاؤ کر لو خودکشی۔ میرا دماغ کیوں چاٹ رہے ہو۔ تمہارے مرنے کے بعد اندر الماری کے نچلے خانے میں کپڑوں کے نیچے میں نے جو دو لاکھ روپے رکھے ہوئے ہیں وہ کسی یتیم

خانے کو دے دوں گا تاکہ وہ تمہارے لئے کم از کم دعائے مغفرت تو کر سکیں"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دو لاکھ الماری میں کپڑوں کے نیچے تھے، ایک لاکھ آپ کے پرانے کوٹ کی خفیہ جیب میں، ڈھائی لاکھ صوفے کے نیچے چپکے ہوئے تھے اور پچاس ہزار آپ شاید قالین کے نیچے رکھ کر بھول گئے تھے۔ میں اپنی دعائے مغفرت کے لئے وہ سب پہلے ہی یتیم خانے میں جمع کرا آیا ہوں۔ آپ اگر اپنی طرف سے دس بیس روپے کسی فقیر کو دینا چاہیں تو یہ آپ کی عنایت ہوگی"۔ سلیمان نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"چھ لاکھ تم اپنی دعائے مغفرت کے لئے یتیم خانے میں جمع کرا آئے ہو۔ اوہ میرے خدا، اب دعائے مغفرت بھی تم رشوت دے کر کرانا چاہتے ہو"۔ عمران نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"چھ لاکھ نہیں آٹھ لاکھ۔ میں ان دو لاکھ کے بارے میں آپ کو بتانا بھول گیا تھا جو آپ کے بریف کیس میں تھے"۔ سلیمان نے کہا اور عمران دھم سے کرسی پر گر گیا۔

"آٹھ لاکھ۔ آٹھ لاکھ بھی حاصل کر لئے اس کے باوجود تم خودکشی کرنے جا رہے ہو۔ ارے یہ سن کر تو مجھے خودکشی کر لینی چاہئے۔ تمہاری نظریں تو عقاب سے بھی زیادہ تیز ہیں۔ میں نجانے کس کس طرح سوپر فیاض کو بے وقوف بنا بنا کر اس سے روپے اینٹھتا رہتا



ہوں۔ ایک ایک پیسہ جمع کر کے اپنی شادی کے لئے روپے اکٹھا کر رہا تھا اور تم نے ایک ہی جھٹکے میں آٹھ لاکھ یتیم خانے میں جمع کرا دیئے۔ وہ بھی اپنی دعائے مغفرت کے لئے"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کرا دیئے تو بس کرا دیئے۔ اب آپ بتائیں آپ کو ناشتہ لا دوں یا میں آپ کو بغیر ناشتہ کرائے ہی خودکشی کرنے چلا جاؤں"۔ سلیمان نے پوچھا۔

"جاؤ، اب ضرور جاؤ۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ لیکن جانے سے پہلے یہ بتا دو کہ تم نے آٹھ لاکھ کس یتیم خانے میں جمع کروائے ہیں۔ تمہارے بعد مجھے بھی خودکشی کرنی ہے۔ مرنے سے پہلے اس یتیم خانے میں اپنی دعائے مغفرت کا بھی حصہ ڈلوا لوں۔ ورنہ اپنی مغفرت کے لئے میں اتنی رقم کہاں سے لاؤں گا"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"وہ سلیمان کا یتیم خانہ ہے اور اس یتیم خانے میں صرف ایک ہی یتیم ہے جس کا نام سلیمان ہے۔ وہ اپنے لئے ہی دعائے مغفرت کر سکتا ہے آپ کے لئے نہیں۔ اس لئے آپ وہاں جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔ کیونکہ وہاں سے آپ کو کچھ نہیں ملنے والا"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا بھائی، کم از کم مرنے کا کوئی آسان سا طریقہ ہی بتا دو۔ جس میں زیادہ تکلیف نہ ہوتی ہو اور جان بھی آسانی سے نکل جائے"۔

عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔

"ہاں، یہ میں کر سکتا ہوں۔ خودکشی کرنے کے لئے بازار سے زہر کی پڑیا لایا تھا۔ اسے میں نے چکھا تھا وہ بے حد کڑوا ہے۔ اس لئے میں نے اسے نہیں کھایا۔ ایسا کرتا ہوں اس پڑیا کا سارا زہر آپ کو چائے کی پیالی میں ملا کر دے دیتا ہوں۔ چائے میں چینی زیادہ ملا دوں گا تا کہ آپ کو زہر کی کڑواہٹ کا احساس نہ ہو"۔ سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کو کوئی نیک مشورہ دے رہا ہو۔

"ٹھیک ہے۔ لے آؤ چائے۔ دو چار گھونٹ بھر کر چکھ ضرور لینا تا کہ اس میں زہر کم ہو تو اور ڈالا جا سکے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سلیمان مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

سلیمان ہنسی مذاق میں اصل بات ٹال گیا تھا۔ عمران نے اس کے چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں نمی واضح طور پر دیکھ لی تھی۔ نجانے کیا بات تھی جسے سلیمان چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور کمرے سے نکل کر باورچی خانے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ باورچی خانے میں سلیمان ٹرالی پر اس کے ناشتے کا سامان سجا رہا تھا۔ وہ کندھے پر رکھے ہوئے رومال سے بار بار اپنی آنکھیں صاف کر رہا تھا۔ عمران کو آتا دیکھ کر اس نے جلدی سے آنکھیں صاف کیں اور زبردستی مسکرانے لگا۔

"آپ کو مرنے کی زیادہ ہی جلدی ہے۔ جو زہریلی چائے پینے کے لئے یہیں آ گئے ہیں"۔ اس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے



ہوئے کہا۔

"سلیمان"۔ عمران نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ج، جی صاحب"۔ سلیمان نے بوکھلا کر اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"ادھر دیکھو میری طرف"۔ عمران نے اس بار بڑی سنجیدگی اور تلخ لہجے میں کہا۔

"کک، کیوں صاحب۔ میں کیوں دیکھوں"۔ سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

"سلیمان"۔ عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو سلیمان بری طرح سے سہم گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ عمران کے پیروں میں گر گیا اور اس نے عمران کے پیر پکڑ کر عمران کو حیران کر دیا۔

"صاحب، مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ میں نے یہ سب کچھ جان کر نہیں کیا تھا صاحب۔ میں مجبور تھا۔ لیکن غلطی، غلطی ہوتی ہے۔ آپ بے شک مجھے جان سے مار دیں۔ میرے سر پر جوتے ماریں، مجھے دھکے دے کر یہاں سے نکال دیں لیکن خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں۔ میری غلطی معاف کر دیں"۔ سلیمان نے اچانک بری طرح سے رونا اور گڑگڑانا شروع کر دیا۔ اس کی یہ حرکت اس قدر غیر متوقع تھی کہ عمران واقعی بوکھلا کر رہ گیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سلیمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ سلیمان کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ حقیقتاً سنجیدہ ہے یا

ادا کاری کر رہا ہے۔

" اٹھو، میں کہتا ہوں میرے پیر چھوڑو اور اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"۔ عمران نے اسے غصے سے ڈانٹتے ہوئے کہا اور سلیمان جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور وہ سسکیاں لے لے کر رو رہا تھا۔

" بتاؤ کیا بات ہے"۔ عمران نے اس کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سلیمان کے بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے پر اسے واقعی شدید غصہ آ رہا تھا۔

" صاحب، میں نے آپ کے ساتھ غداری کی ہے صاحب۔ مجھے معاف کر دیں۔ میں، میں ........" سلیمان نے سسکیاں لیتے ہوئے بڑی مشکل سے جواب دیا۔

" غداری۔ کیا مطلب۔ کیا بک رہے ہو"۔ عمران حلق کے بل غرایا۔

" صاحب، رات کو میں نے آپ کو دودھ دیا تھا۔ اس میں، میں نے خواب آور دوا ملا دی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر۔ اور پھر........" سلیمان نے رک رک کر کہا۔ عمران پہلے تو کچھ نہ سمجھ سکا مگر دوسرے ہی لمحے اسے یوں لگا جیسے اس کے سر پر بم آ پھٹا ہو۔

" کیا، کیا تم نے مجھے خواب آور دوا دی تھی۔ کیوں"۔ اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سلیمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔



" مجھے ایسا کرنے کے لئے مس سانچی نے کہا تھا"۔ سلیمان نے سر جھکا کر کہا۔

" مس سانچی۔ کون مس سانچی"۔ عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" میں اسے نہیں جانتا صاحب۔ وہ کل شام کو میرے پاس آئی تھی۔ وہ اس قدر حسین و جمیل تھی کہ میں اسے دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ وہ مجھ سے مل کر یوں بے تکلف ہو گئی تھی جیسے وہ مجھے برسوں سے جانتی ہو۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مجھے مرجانے کی حد تک پسند کرتی ہے۔ اس کی وارفتگی اور اس کی دیوانگی دیکھ کر میں دنگ رہ گیا اور پھر جب اس نے خود ہی مجھ سے شادی کرنے کی پیشکش کی تو میں بمشکل بے ہوش ہوتے ہوتے بچا تھا۔ اس قدر حسین و جمیل لڑکی مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی اور وہ میرے لئے دیوانی ہو رہی تھی۔ میں تو سچ مچ حیران و پریشان ہو گیا تھا۔ اس کی دل لبھانے والی باتیں اور اس کا والہانہ پن دیکھ کر میرا ذہن واقعی ماؤف ہو گیا تھا۔ وہ مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھی اور ادھر آپ کے آنے کا وقت ہو رہا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ میں اس لڑکی کے حسن کے جال اور اس کی دل لبھانے والی باتوں میں اس قدر کھو گیا کہ مجھے واقعی آپ کی آمد کا پتہ ہی نہیں چلا۔

ایک تو آپ رات کو دیر سے آئے تھے دوسرے تھکے ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے میری حالت پر توجہ نہ دی۔ آپ رات کو دودھ میں

ہلکی پتی ڈال کر پی کر سوتے ہیں۔ میں نے جلدی جلدی آپ کے لئے دودھ گرم کیا تو اس لڑکی نے گلاس میں ایک پڑیا الٹ دی اور کہا کہ یہ خواب آور دوا ہے۔ یہ میں آپ کو پلا دوں۔ آپ ساری رات گہری نیند سوتے رہیں گے اور پھر وہ اور میں ساری رات جاگ کر پیار محبت کی باتیں کریں گے۔ اس وقت میں واقعی اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آگیا تھا اور ذہنی طور پر اس بری طرح الجھ گیا تھا کہ میں نے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ لڑکی آپ کی دشمن بھی ہو سکتی ہے اور خواب آور دوا کی بجائے وہ دودھ میں زہر بھی ملا سکتی تھی۔ میں نے دودھ آپ کے کمرے میں رکھ دیا۔ پھر کافی دیر بعد مجھے احساس ہوا کہ مجھ سے کتنی بڑی اور فاش غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ میں گھبرا کر آپ کے کمرے میں آیا تو آپ گہری نیند سو رہے تھے۔ دودھ کا گلاس خالی تھا جسے لامحالہ آپ پی چکے تھے۔ میں نے گھبرا کر آپ کو چیک کیا۔ مگر خطرے والی کوئی بات نہیں تھی۔ آپ کو لڑکی نے واقعی خواب آور ہی دوا دی تھی۔ اس لئے میں قدرے مطمئن ہو گیا مگر پھر نجانے کیوں اچانک مجھے لڑکی کا وجود پراسرار لگنے لگا۔ اس کا اس طرح اچانک فلیٹ میں آنا، مجھ سے وارفتگی کا اظہار کرنا، آپ کے دودھ میں خواب آور دوا ملا دینا۔ مجھے انجانے سے خطرے کا احساس ہونے لگا۔ اس سے پہلے کہ میں واپس اس کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھتا اسی وقت مجھے یوں لگا جیسے میرے سر پر زوردار دھماکہ ہوا ہو۔ میری آنکھوں کے سامنے سورج روشن ہو گیا تھا جو صرف ایک لمحے کے لئے روشن ہوا تھا اور پھر میرے



ذہن میں تاریکی ہی تاریکی چھا گئی تھی۔ وہ لڑکی مس سانچی شاید خاموشی سے اور دبے قدموں میرے پیچھے آئی تھی اور اس نے میرے سر پر کوئی چیز دے ماری تھی۔

صبح جب مجھے ہوش آیا تو میں آپ کے کمرے کے فرش پر پڑا تھا۔ آپ بدستور سو رہے تھے۔ میں بوکھلا کر اٹھا۔ سب سے پہلے آپ کو چیک کیا مگر آپ نارمل تھے۔ میرا سر کسی پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ بہرحال میں جلدی سے باہر گیا اور لڑکی کو تلاش کرنے لگا۔ مگر لڑکی غائب تھی۔ بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ لڑکی کوئی دھوکہ باز تھی اور وہ فلیٹ میں کسی خاص مقصد کے لئے آئی تھی۔ گھر کی ہر چیز اپنی جگہ پر تھی۔ مگر......" سلیمان کہتے کہتے رک گیا۔

"مگر، مگر کیا"۔ عمران نے اس کا اڑا ہوا رنگ دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"صص، صاحب۔ سپیشل سیف......" سلیمان نے اتنا ہی کہا تھا کہ عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ بھڑک کر پلٹا اور نہایت تیزی سے اس کمرے کی طرف دوڑا جہاں اس کا سپیشل سیف تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سپیشل سیف پر پڑی تو وہ یوں رک گیا جیسے یکلخت زمین نے اس کے پیر جکڑ لئے ہوں۔ حیرت اور پریشانی سے اس کا رنگ لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا۔ سیف کھلا ہوا تھا اور بالکل خالی تھا۔ اس میں کاغذ کا ایک پرزہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ دوسرے

ہی لمحے اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور آنکھیں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں۔ وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے آگے بڑھ کر کمرے میں آتے ہوئے سلیمان کا یکلخت گریبان پکڑ لیا۔

"کون تھی وہ"۔ اس نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر کہا۔

"سس، سانچی۔ اس نے اپنا یہی نام بتایا تھا"۔ سلیمان نے خوف سے کانپتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ کیا تھا۔ جلدی بتاؤ"۔ عمران نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔ سلیمان جلدی جلدی لڑکی کا حلیہ بتانے لگا۔ خوف اور گھبراہٹ سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ اس کے جسم میں واضح طور پر تھرتھری دوڑ رہی تھی۔

"ہونہہ، دل تو چاہتا ہے تمہیں ابھی اور اسی وقت گولی مار دوں۔ تم جیسا انسان اس قدر غیر ذمہ دار اور احمق ہو گا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ جانتے ہو اس سیف میں کیا تھا"۔ عمران حلق کے بل غرایا۔

"غغ، غلطی ہو گئی صاحب۔ مم، مم۔ میں........"۔ سلیمان ہکلایا۔

"غلطی۔ ہونہہ، تم اسے غلطی کہتے ہو۔ یہ غلطی نہیں غداری ہے سراسر غداری۔ تم نے یہ غداری میرے ساتھ ہی نہیں پورے پاکیشیا کے عوام سے بھی کی ہے۔ اس سیف میں، میں نے ملکی دفاعی رازوں کی دو انتہائی اہم فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک ایسی فائل تھی جن میں تمام فارن ایجنٹوں کی تفصیل درج تھیں۔ ان



فائلوں کا دشمنوں کے ہاتھ جانے کا مطلب جانتے ہو"۔ عمران نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا۔ سیف میں فائلوں کی اہمیت کا سن کر سلیمان کا جیسے دل دھڑکنا بھول گیا۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا۔

"سلیمان، سلیمان۔ یہ تم نے کیا کر دیا"۔ عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور سلیمان کو ایک جھٹکے سے دھکا دے کر پیچھے گرا دیا۔ غصے اور نفرت سے عمران کا چہرہ بری طرح سے بگڑا ہوا تھا۔ سلیمان زمین پر گر کر بری طرح سے رونے لگا لیکن عمران نے اس کی طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھا اور نہایت عجلت میں کمرے اور پھر فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ اس وقت اس کا ذہن جیسے آندھی اور طوفان کی زد میں آیا ہوا تھا۔ سلیمان کا عاشقانہ مزاج اس کے لئے خوفناک عذاب بن گیا تھا۔ جس کے نتائج نجانے کس قدر بھیانک اور خوفناک نکلنے والے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی اندر داخل ہوئی۔اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سامنے ایک بڑی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر شخص کو سلام کیا۔اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ہینڈ بیگ تھا۔

"پھول وتی تم۔آؤ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔کام کا کیا ہوا"۔ ادھیڑ عمر شخص نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"کامیابی باس۔سو فیصد کامیابی۔پھول وتی بھلا جس کام کے لئے جائے اور وہ پورا نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے"۔خوبصورت لڑکی نے شوخی سے کہا اور میز کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ہاتھ میں پکڑا ہوا ہینڈ بیگ اس نے میز پر رکھ دیا۔

"بہت خوب۔اس کا مطلب ہے ٹاپ سیکرٹ فارن ایجنٹس کی فائل تم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہو"۔باس نے خوش ہوتے



ہوئے کہا۔

"یس باس۔نہ صرف میں نے ٹاپ سیکرٹ فارن ایجنٹس کی فائل حاصل کر لی ہے بلکہ میں دو ایسی فائلیں بھی لائی ہوں جس میں پاکیشیا کے بے حد اہم اور خصوصی دفاعی راز ہیں۔ان میں ایک فائل ایف ایکس تھرٹی اور دوسری زیرو ون سکس ہے"۔پھول وتی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایف ایکس تھرٹی اور زیرو ون سکس۔اوہ، یہ تو واقعی پاکیشیا کے دفاعی رازوں کی بڑی اہم فائلیں ہیں۔بہت خوب پھول وتی، تم واقعی گریٹ ہو۔تمہارا انتخاب سپر فارن سیکرٹ ایجنٹس میں غلط نہیں کیا گیا تھا۔تم میں واقعی وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک سپر فارن ایجنٹ میں ہونی چاہئیں۔ٹاپ سیکرٹ فارن ایجنٹس کی فائل حاصل کرنا ہمارے لئے ایک عرصہ سے مسئلہ بنا ہوا تھا۔تم نے دو تین دن میں ہی کام کر کے نہ صرف سیکرٹ فارن ایجنٹس کی فائل حاصل کر لی ہے بلکہ اس کے ساتھ پاکیشیا کی اہم دفاعی راز والی فائلیں بھی لے آئیں۔واقعی تمہاری کارکردگی اور تمہارے فعال ہونے کی یہ بہترین مثال ہے۔میں تم سے بہت خوش ہوں۔بہت خوش"۔باس نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔تو لڑکی کا چہرہ خوشی اور مسرت سے سرشار ہو گیا۔

"تھینک یو باس۔آپ کی تعریف میرے لئے کسی بہت بڑے اعزاز کا درجہ رکھتی ہے"۔پھول وتی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا لاؤ۔ وہ فائلیں مجھے دے دو۔ تاکہ میں انہیں جلد سے جلد کافرستان بھجوا دوں۔ ان کا زیادہ دیر تک ہمارے پاس رہنا خطرناک ہو سکتا ہے"۔ باس نے کہا۔ تو پھول وتی نے سر ہلاتے ہوئے ہینڈ بیگ کو کھول کر اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال کر باس کی طرف بڑھا دی۔

"میں نے فائلوں کو احتیاط کے پیش نظر مائیکرو فلموں میں محفوظ کر لیا ہے اور ان فائلوں کو جلا کر ضائع کر دیا ہے۔ اس میں تینوں فائلوں کی فلم موجود ہے"۔ پھول وتی نے کہا۔

"گڈ۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں پھول وتی۔ تم میری توقع سے بڑھ کر ذہین اور ہوشیار ہو۔ تمہاری اس بے مثال کامیابی پر میں حکومت سے پرزور سفارش کروں گا کہ وہ تمہیں کوئی بڑا انعام یا اعزاز دے"۔ باس نے اس سے ڈبیہ لیتے ہوئے کہا۔ باس کی بات سن کر پھول وتی کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی تھی۔ اعزاز ملنے کا مطلب تھا کہ وہ کافرستان کی ایک نہایت اہم شخصیت بن جاتی۔

"اچھا یہ بتاؤ۔ تمہیں ان فائلوں کی انفارمیشن کہاں سے ملی تھی اور تم نے انہیں کہاں سے اور کیسے حاصل کیا ہے"۔ باس نے مائیکرو فلم میز کی دراز میں رکھ کر اسے تالا لگاتے ہوئے پھول وتی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ان فائلوں کا حصول میرے لئے بہت ہی آسان ثابت ہوا ہے باس۔ اس قدر آسان کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے"۔ پھول وتی نے



اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا، وہ کیسے"۔ باس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"باس، اس سے پہلے کہ میں آپ کو تفصیل بتاؤں۔ آپ کو یہ بتا دوں کہ یہ تینوں فائلیں میں نے دنیا کے سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ عمران کے فلیٹ سے حاصل کی ہیں"۔ پھول وتی نے انکشاف کرنے والے لہجے میں کہا اور اس کے اس انکشاف پر باس حقیقتاً اپنی کرسی پر اچھل پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے علی عمران کے فلیٹ سے۔ اس علی عمران کے فلیٹ سے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے"۔ باس نے حیرت کی شدت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں اسی علی عمران کی بات کر رہی ہوں۔ آپ یقین کریں میں اسی علی عمران کے فلیٹ میں موجود ایک سپیشل سیف سے یہ فائلیں نکال کر لائی ہوں"۔ پھول وتی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ باس حیرت سے پھول وتی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے پھول وتی کی دماغی حالت پر شک ہو رہا ہو۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ تم شیر کی کچھار میں گھس کر زندہ سلامت واپس بھی آ گئیں۔ تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز۔ اس قدر اہم اور خاص فائلیں عمران جیسے انسان کے پاس موجود ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ عمران کا اس ملک میں کوئی بہت بڑا اور اہم عہدہ ہے۔ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی فائل تو وزارت خارجہ کے تحت ہونی چاہئے تھی

اور دوسری دو فائلیں وزارت دفاع کے تحت۔ دو الگ الگ محکموں کی اس قدر اہم فائلیں علی عمران کے فلیٹ سے ملنا میرے لئے واقعی انتہائی حیرت انگیز بات ہے"۔ باس نے حیرت اور قدرے پریشانی میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی بات سے تو میں بھی حیران ہوئی تھی۔ لیکن واقعی یہ سچ ہے کہ تینوں فائلیں مجھے علی عمران کے فلیٹ سے ملی ہیں۔ آپ نے جب مجھے کال کیا اور سپر ٹاپ سیکرٹ فارن ایجنٹس کی فائل حاصل کرنے کا مشن مجھے سونپا تو میرا ذہن بھی وزارت خارجہ کی طرف گیا تھا۔ اس قسم کی مخصوص فائلیں وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم میں ہی ہوتی ہیں۔ میں چونکہ طویل عرصہ سے یہاں رہ رہی ہوں اور فارن ایجنٹ کے طور پر اپنے ملک کے لئے خدمات سرانجام دے رہی ہوں اس لئے مجھے یہاں کے منسٹروں، سیکرٹریوں اور بڑے بڑے آفیسرز تک خاص رسائی حاصل ہے۔ سپر ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس جس کا کوڈ نام ٹی ایف ہے میرے اندازے کے مطابق فائل اور اس کی کاپیاں چار جگہوں پر ہونی چاہئیں تھیں۔ ایک پریذیڈنٹ ہاؤس، دوسری وزارت داخلہ کے سٹرانگ روم میں، تیسری فارن منسٹر کے پاس اور چوتھی فائل سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے پاس ہونی چاہئے تھی۔ گورنمنٹ کے سیکرٹ لاکرز سے فائل کا حصول تقریباً ناممکن تھا۔ اس لئے میں نے وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم یا پھر ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر پر کام کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ یہ دو ایسی جگہیں تھیں جہاں میری



معلومات کے مطابق علی عمران کا آنا جانا ضرورت سے کچھ زیادہ تھا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف تک جس قدر اس کی رسائی ہے اس قدر کسی کی بھی نہیں ہے۔ دوسرے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کے پاس بھی اس کا بہت آنا جانا تھا۔ اس لئے میں نے علی عمران کے ذریعے ان دونوں میں سے کسی ایک جگہ سے فائل اڑانے کا پلان بنایا تھا۔ اس مقصد کے لئے میں علی عمران کو سائنسی آلات یا پھر اپنی پراسرار طاقتوں سے اپنے بس میں کر لیتی اور اسے ساتھ لے کر یا تو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں گھس جاتی یا پھر سر سلطان یعنی وزارت خارجہ کے سیکرٹری کے سٹرانگ روم میں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میں ایک عرصہ تک کافرستان کے مہاراج زاشال کے ساتھ سمبالا جنگل میں ان کی کنیز بن کر رہی ہوں۔ زاشال کی کنیز بن کر میں نے ان سے بے پناہ ماورائی علوم سیکھ لئے تھے۔ ان علوم سے کسی بھی انسان کے ذہن کو آسانی سے اپنے کنٹرول میں لے سکتی ہوں۔ اس لئے میں عمران کو اپنے کنٹرول میں لے کر آگے بڑھنا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے میں عمران کے فلیٹ میں چلی گئی جہاں اس کا ایک احمق باورچی سلیمان رہتا تھا۔ میں نے فوری طور پر اس کے ذہن پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنے حسن اور عیاری کے جال میں اس بری طرح سے پھنسا لیا کہ وہ بے چارہ پر بھی نہ مار سکا۔ پھر جب عمران وہاں آیا تو میں نے سلیمان کے ذریعے اس کے دودھ میں خواب آور دوا

ملا دی۔ عمران ایک تو رات کو دیر سے آیا تھا دوسرے وہ بے حد تھکا ماندہ تھا اس لئے شاید اسے وہاں میری موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ دوسرے میں نے احتیاط کے پیش نظر اپنے گرد ماورائی طاقت کا ایک ہالہ بھی بنا لیا تھا جس سے عمران کو میری موجودگی کے بارے میں کسی طرح بھی علم نہیں ہو سکتا تھا۔ بہر حال خواب آور دوا پی کر جب عمران گہری نیند سو گیا تو میں نے سٹور سے لکڑی کا ایک ڈنڈا اٹھایا اور اسے سلیمان کے سر پر مار کر اسے بھی بے ہوش کر دیا۔

میں عمران پر ساحرانہ طاقتیں آزمانہ چاہتی تھی۔ کہ اچانک مجھے فلیٹ کے ایک کمرے میں سپیشل سیف دکھائی دے گیا۔ سیف حالانکہ دیوار کے اندر اور نہایت خفیہ رکھا گیا تھا لیکن آپ تو میری پراسرار صلاحیتوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ پھر وہ میری نظروں سے کیسے چھپا رہ سکتا تھا اور اس قسم کے سیف کھولنا بھی میرے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔

سپیشل سیف کو دیکھ کر میں چونک پڑی اور میں نے اپنی ذہنی الجھن مٹانے کے لئے کہ اس قدر سیکرٹ اور سپیشل سیف کا یہاں کیا کام ہو سکتا ہے، کو کھول لیا۔ تو مجھے اس میں تین فائلیں پڑی مل گئیں۔ ان میں میری مطلوبہ مخصوص ٹی ایف فائل بھی موجود تھی اور دوسری فائلیں بھی کسی طرح اہمیت کے لحاظ سے کم نہ تھی۔ میں نے ان فائلوں کو لیا اور فلیٹ سے نکل آئی۔ مجھے میری مطلوبہ فائل مل چکی تھی اس لئے میں نے عمران پر کوئی عمل نہیں کیا ورنہ اس وقت میں



اس کی گردن بھی کاٹ سکتی تھی"۔ پھول وتی باس کو تفصیل بتاتی چلی گئی۔

"ہاں، واقعی اسے تمہاری قسمت کی یاوری کا ہی نام دیا جا سکتا ہے جو تمہیں ہماری مطلوبہ فائل وہاں سے مل گئی۔ لیکن پھول وتی تمہیں زندگی کا ایک بہترین موقع ملا تھا۔ تم اگر عمران کو ہلاک کر دیتی یا اس کو اپنی پراسرار اور ساحرانہ طاقتوں سے اپنے بس میں کر لیتی یا تھراپی کا عمل کر لیتی تو اس وقت عمران جیسا آدمی ہمارے تابع ہوتا۔ اس جیسے انسان سے ہم اپنے ملک کے مفاد اور پاکیشیا کے خلاف بہت بڑے بڑے کام لے سکتے تھے۔ تم نہیں جانتی عمران جیسا انسان ہمارے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اس جیسا ایک انسان بھی ہمارے ملک میں پیدا ہو جائے تو ہم پوری دنیا پر اپنا تسلط جما سکتے ہیں"۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو یہ کون سی بڑی بات ہے باس۔ جب میں اس کے فلیٹ سے اس کی موجودگی میں اتنی اہم فائلیں اڑا کر لا سکتی ہوں تو پھر دوبارہ اس کے فلیٹ میں جانا، اس کو اپنے تابع کرنا میرے لئے کیا مشکل ہو سکتا ہے"۔ پھول وتی نے بڑے لاپرواہانہ لہجے میں کہا۔

"تم عمران کے بارے میں اتنا نہیں جانتی پھول وتی جتنا کہ اس کے بارے میں، میں جانتا ہوں۔ پہلی بار وہ نادانستگی میں تمہارے بس میں آ گیا تھا اور وہ بھی اس باورچی سلیمان کی وجہ سے جب تم نے اپنے حسن اور اپنی ماورائی طاقتوں کے جال میں پھنسا لیا تھا۔ عمران

سلیمان پر حد سے زیادہ اعتماد کرتا ہے۔ تم نے اس کے ذریعے اس کے دودھ کے گلاس میں خواب آور دوا ملائی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا۔ اگر تم نے کوئی اور راستہ اختیار کیا ہوتا تو اب تک تمہاری لاش کسی چوراہے پر پڑی ہوتی"۔ باس نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ مگر......." پھول وتی نے جلدی سے کچھ کہنا چاہا۔

"تمہیں سمجھانا مقصود تھا۔ ہمارا مشن پورا ہو گیا ہے ہمیں ہماری مطلوبہ فائل مل گئی ہے۔ اس کے سوا ہمیں کچھ نہیں کرنا۔ تم نے بہرحال یہ فائل حاصل کی ہے میں اس کے لئے تمہیں مبارکباد دیتا ہوں اور وعدے کے مطابق تمہیں حکومت سے بڑا انعام ضرور دلاؤں گا۔ اب تم ان فائلوں اور علی عمران کو بھول جاؤ"۔ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ پھول وتی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم جا سکتی ہو۔ کوئی اور مشن ہوا تو اس کے لئے سب سے پہلے میں تمہیں ہی کال کروں گا"۔ باس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور پھول وتی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔



عمران غصے سے بھرا ہوا تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا کہ یکدم رک گیا۔

"ہونہہ، سلیمان کے ساتھ ساتھ میرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ثبوت تو میں فلیٹ میں ہی چھوڑے جا رہا ہوں"۔ اس نے سر جھٹک کر کہا اور دوبارہ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

فلیٹ میں سلیمان اسی طرح رو رہا تھا۔ عمران نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور سیدھا اس کمرے میں آ گیا جہاں سپیشل سیف موجود تھا۔ اس نے سیف میں ہاتھ ڈال کر اس کے چند خفیہ بٹن دبائے تو سیف کا ایک نچلا خانہ کھل گیا اور کیمرے نما ایک چھوٹی سی مشین ابھر کر باہر آ گئی۔ اس پر چھوٹے چھوٹے کئی بٹن لگے ہوئے تھے اور ایک سبز رنگ کا بلب سپارک کر رہا تھا جو اس بات کا کاشن دے رہا تھا کہ وہ آن ہے اور سیف کھولنے والے کا فوٹو گراف موجود ہے۔

عمران نے کیمرے نما مشین کے یکے بعد دیگرے تین بٹن دبائے تو اس میں سے گھرر گھرر کی ہلکی ہلکی آواز آنے لگی اور پھر چند لمحوں بعد مشین کے ایک حصے سے ایک فوٹو گراف باہر آنے لگا۔ جیسے ہی فوٹو باہر نکلا عمران نے اسے پکڑ لیا۔

وہ ایک ایشیائی لڑکی تھی۔ اس کا رنگ بے حد صاف وشفاف تھا۔ اس کے چہرے میں بے پناہ اور عجیب سی کشش تھی۔ اس نے جینز اور بش کوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے خوبصورت سیاہ بال اس کے شانوں تک نہایت نفاست سے ترشے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ کانوں میں ہلکے سبز رنگ کے ٹاپس تھے جو گلاب کی شکلوں کے بنے ہوئے تھے اس کی آنکھیں ہرنیوں جیسی بڑی بڑی نیلگوں تھیں۔

"ہونہہ، تو یہ ہے مس سانچی جو سلیمان کے ذریعے مجھے بے ہوش کر کے فائلیں لے گئی ہے"۔ عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"سلیمان"۔ اس نے زور سے سلیمان کو آواز دی۔ دوسرے ہی لمحے سلیمان سر جھکائے اندر آگیا۔

"جی صاحب"۔ اس نے سر جھکائے ہوئے بڑے دھیمے اور گلوگیر لہجے میں کہا۔

"یہی تھی تمہاری مس سانچی۔ جس کے ساتھ مل کر تم نے مجھے ملک عدم روانہ کرنے کا بندوبست کر لیا تھا"۔ عمران نے فوٹو گراف اس کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب یہی تھی۔ مگر اس کے بالوں کا رنگ اور آنکھیں"۔



سلیمان نے تصویر دیکھ کر قدرے غصیلے اور نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، وہ میک اپ میں تھی۔ سپیشل کیمرے نے اس کی اصل تصویر اتاری ہے۔ اب تم یہ رونا دھونا چھوڑو اور اس سیف کو بند کرو۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ تمہارے اس طرح لڑکیوں کے انداز میں رونے سے نہ مس سانچی واپس آئے گی اور نہ فائلیں"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"۔ سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا جی صاحب، جی صاحب لگا رکھی ہے۔ ادھر دیکھو میری طرف۔ ورنہ میں سچ مچ تمہیں گولی مار دوں گا"۔ عمران نے غصے سے کہا۔ سلیمان نے روتے ہوئے سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں عمران کی نظروں سے ملیں عمران یکلخت چونک پڑا۔

"اوہ ایک منٹ۔ پلکیں مت جھپکانا۔ اسی طرح میری طرف دیکھتے رہو"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ سلیمان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے مگر اس نے عمران کی ہدایات کے مطابق آنکھیں جھپکانا موقوف کر دیں۔ عمران چند لمحے غور سے اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا پھر کچھ جانے والے انداز میں سر ہلانے لگا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھنا بند کر دو نہیں تو میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا"۔ عمران نے ذہن پر پڑا ہوا بوجھ خوشدلی سے اتارتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر

سلیمان کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

"تو کیا آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے صاحب"۔اس نے عمران کی جانب پرامید نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر کہوں نہیں تو کیا تم مجھے مارنا شروع کر دو گے"۔عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"مار تو نہیں سکتا البتہ آپ کا چائے پانی بند کر سکتا ہوں۔آخر آل ورلڈ کلس آرگنائزیشن کا صدر ہوں۔کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا تو نہیں ہوں"۔سلیمان نے عمران کو موڈ میں آتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"ہاں واقعی تمہاری یہ دھونس چل سکتی ہے۔بہر حال اب سنجیدہ ہو جاؤ اور مجھے تفصیل بتاؤ وہ لڑکی فلیٹ میں کیسے آئی تھی اور اس نے تم سے کیا کیا کہا تھا"۔عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں باورچی خانے میں اپنے لئے چائے بنا رہا تھا کہ اچانک کال بیل بجی۔میں سمجھا شاید آپ سے ملنے کے لئے کوئی آیا ہو گا۔بہر حال میں نے دروازہ کھولا تو باہر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی۔اس نے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا۔اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں عمران ہوں تو میں نے کہا کہ میں عمران نہیں ان کا باورچی سلیمان ہوں تو اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ وہ مجھ سے ہی ملنے کے لئے آئی ہے۔اس کا نام سانچی ہے۔یہ کہہ کر اس نے آنکھوں سے چشمہ اتار دیا۔جیسے ہی میری نظریں اس کی نظروں سے ٹکرائیں مجھے



ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اپنی آنکھوں کے ذریعے میری آنکھوں کے راستے میرے دل و دماغ میں اترتی جا رہی ہو۔میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور میرا ذہن بھی کام کر رہا تھا لیکن پتہ نہیں مجھے اس وقت کیا ہو گیا تھا کہ مجھے اس کے سوا نہ کچھ سمجھ آ رہا تھا اور نہ دکھائی دے رہا تھا۔وہ میری تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہی تھی۔اس وقت میں خود کو دنیا کا سب سے زیادہ خوش نصیب انسان سمجھ رہا تھا۔ایک حسین ترین اور جوان لڑکی میری تعریف کر رہی تھی اور مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی۔میں خوش نہ ہوتا تو کیا کرتا۔وہ مجھ سے آپ کے بارے میں پتہ نہیں کیا کیا پوچھتی رہی۔پھر جب آپ آئے تو مجھے ایسا لگا جیسے میں یکلخت نیند سے بیدار ہو گیا ہوں۔آپ ایک تو دیر سے آئے تھے اور خاصے تھکے ماندے دکھائی دے رہے تھے۔پھر بھی اس لڑکی کی موجودگی سے میں پریشان ہو رہا تھا کہ میں آپ کو اس کے متعلق کیا بتاؤں گا۔آپ نے اس وقت میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔میں نے باورچی خانے میں آ کر آپ کے لئے دودھ گرم کیا اور اسے گلاس میں انڈیلا تو اس نے ایک پڑیا ڈال دی۔اس وقت میں چونکا تھا۔میرے ذہن میں شدید ہلچل ہوئی تھی مگر اس نے ایک بار پھر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑے پیار سے مجھ سے کہا کہ اس نے دودھ میں خواب آور دوا ملا دی ہے تا کہ آپ گہری نیند سو جائیں۔ہم رات بھر بیٹھ کر پیار محبت اور مستقبل کی باتیں کریں گے۔یقین کریں صاحب اس وقت میرے دماغ میں زلزلہ آیا

ہوا تھا۔ دماغ کہہ رہا تھا کہ میں خواب آور ملا دودھ آپ کو نہ پلاؤں مگر دل چیخ چیخ کر مس سانچی کی بات مان لینے کے لئے زور دے رہا تھا پھر میں دودھ آپ کے کمرے میں چھوڑ گیا۔ جب میں دوبارہ مس سانچی کے پاس باورچی خانے میں گیا تو اس وقت میرے جیسے تمام احساسات جاگ اٹھے اور مجھے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ مس سانچی مجھ سے کچھ کہتی میں بھاگم بھاگ آپ کے کمرے میں پہنچا۔ لیکن اتنی دیر میں آپ دودھ پی چکے تھے۔ اس وقت تو میرے پسینے چھوٹ گئے جب میں نے آپ کو زور زور سے ہلایا جلایا اور آپ کو آوازیں دیں مگر آپ نے آنکھیں نہ کھولیں۔ پھر میں نے آپ کے دل کی حرکت، نبض اور آپ کا سانس چیک کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو واقعی خواب آور دوا دی گئی ہے۔ زود اثر دوا نے فوری طور پر اثر کر کے آپ کو نیند کی وادیوں میں دھکیل دیا تھا۔ مجھے مس سانچی کی اس حرکت پر شدید غصہ آیا۔ اس سے پہلے کہ میں اس کے پاس جا کر اس سے بات کرتا میرے سر پر اچانک قیامت ٹوٹ پڑی"۔ سلیمان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جب تم جیسے لوگ اس طرح کی بے باک جوان لڑکیوں کی زلف کے اسیر ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کے سروں پر اسی طرح قیامت ٹوٹا کرتی ہے۔ شکر کرو اس نے تمہارے سر پر کچھ مار کر تمہیں بے ہوش ہی کیا تھا ورنہ وہ مجھے دودھ میں زہر اور تمہارے سر میں گولی بھی مار سکتی تھی۔ اس لئے میں نے تمہیں سختی سے کہہ رکھا



تھا کہ میری غیر موجودگی میں فلیٹ میں کسی کو نہ آنے دیا کرو"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور سلیمان نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

عمران نے اسے ہدایات دیں اور پھر لڑکی کا فوٹو جیب میں ڈال کر فلیٹ سے نکل آیا۔ اپنی سپورٹس کار میں بیٹھ کر وہ نہایت تیزی سے دانش منزل پہنچ گیا۔ پورچ میں کار کھڑی کر کے وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اسے دیکھ کر احترام سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ بڑے سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں"۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی دیکھ کر کہا۔

"سنجیدگی اور میرے چہرے پر۔ ارے باپ رے۔ کک، کیا کہہ رہے ہو"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے اس طرح بوکھلانے کی اداکاری دیکھ کر بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"جب آپ آپریشن روم میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے چہرے پر حد درجہ سنجیدگی تھی۔ مگر اب"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب کیا"۔ عمران نے جلدی سے پوچھا۔

"اب ٹھیک ہے"۔ بلیک زیرو نے ہنس کر جواب دیا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ کہ اب ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تو پریشان ہو گیا تھا"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پریشان ہو گئے تھے۔ کیوں"۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے کہا۔

"یار تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ عمران صاحب بڑے سنجیدہ دکھائی

دے رہے ہیں۔ سنجیدہ ہونے کا مطلب جانتے ہو"۔ عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"سنجیدہ ہونے کا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے واقعی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کالے صفرے کے کالے صفرے ہی رہو گے۔ تم کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ ارے بے وقوف سنجیدہ ہمیشہ مؤنث ہوتی ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ سنجیدہ مرغی ہوتی ہے۔ وہ بھی اس وقت جب اسے انڈہ دینا ہوتا ہے"۔ عمران نے باقاعدہ بلیک زیرو کے علم میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو عمران کی بات سن کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو۔ ہونہہ، تمہیں واقعی ہنسنا چاہئے۔ کیونکہ تم بلیک زیرو ہو۔ اگر تم مرغی ہوتے اور......" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی اور زیادہ تیز ہو گئی۔

"اب اسی طرح ہنستے ہی رہو گے یا کوئی کام بھی کرو گے۔ تم تو یوں ہنس رہے ہو جیسے ہنسنے کی ہی تم حکومت سے تنخواہ لیتے ہو"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کام، کیسا کام۔ کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بہت سیریئس کیس ہے۔ جلد سے جلد کسی لیبر روم میں پہنچ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کیس یہیں شروع ہو جائے اور میں تو مرد......"



عمران نے کہا۔ پہلے تو بلیک زیرو حیرت سے عمران کا منہ تکتا رہا پھر جیسے ہی بات اس کی سمجھ میں آئی وہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ سے باتوں میں جیتنا واقعی بہت مشکل ہے۔ آپ بات کو کہاں سے کہاں جا ملاتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو سب کو کہیں نہ کہیں ملا ہی دیتا ہوں۔ مگر کوئی مجھے جولیا سے نہیں ملاتا۔ نہ تم پرمشن دیتے ہو اور نہ صفدر شہ بالا بننے کو تیار ہوتا ہے"۔ عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

"چلیئے آج میں آپ کو پرمشن بھی دے دیتا ہوں اور صفدر کو بھی حکم دے دیتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد شہ بالا بننے کی تیاری کر لے۔ ایکسٹو کا حکم ماننے کے لئے وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسی کام میں لگ جائے گا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران بھی ہنس پڑا۔ اس نے جیب سے سانچی نامی لڑکی کا فوٹوگراف نکال کر بلیک زیرو کو دے دیا۔

"یہ کس کی تصویر ہے"۔ بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

"اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ۔ یہ ایک لڑکی کی تصویر ہے۔ کسی مرد کی نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں پوچھ رہا تھا یہ کون ہے اور یہ تصویر آپ مجھے کیوں دکھا رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"اسے اپنے لئے پسند کر لو اور اپنے ڈیڈی سے کہہ کر اس سے نکاح کر لو"۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو شرمندہ ہو کر

رہ گیا۔ اسے اپنے احمقانہ سوال کا احساس ہو گیا تھا۔

"اوہ، شاید یہ کوئی مجرمہ ہے"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"نہیں یہ میری دادی کی ساس ہے۔ کیا ہو گیا ہے بلیک زیرو تمہیں۔ کیوں احمقانہ سوال کر رہے ہو"۔ عمران نے جھلا کر کہا۔ پھر اس نے بلیک زیرو کو ساری بات بتادی۔

"اوہ، مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ تو انتہائی ہوشیار نیند سونے کے عادی ہیں۔ اگر آپ کو کسی دوا سے یا گیس سے بے ہوش کر دیا جائے تب بھی آپ کا ذہن بیدار رہتا ہے اور آپ کو ذہنی ورزشوں کی وجہ سے یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ آپ اپنی نیند سوئے ہیں یا آپ کو مصنوعی نیند سلایا گیا ہے۔ پھر آپ جب صبح جاگے تو آپ کو احساس کیوں نہیں ہوا کہ آپ کو رات کو خواب آور دوا دی گئی تھی"۔ بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اسی بات پر میں بھی حیران ہوں۔ واقعی دودھ میں نہ مجھے کسی دوا کا ذائقہ محسوس ہوا تھا اور نہ ہی صبح جاگنے پر میرے ذہن پر کوئی دباؤ تھا۔ مجھے تو یہی محسوس ہو رہا تھا کہ میں اپنی معمول کی نیند سویا اور جاگا ہوں۔ شاید مجھے کوئی نئی اور خاص دوا دی گئی تھی جس کے بارے میں، میں نہیں جانتا تھا۔ وہ دوا شاید بے بو اور بے ذائقہ تھی اور اس میں ایسے اثرات تھے جس سے نہ ذہن پر کوئی دباؤ پڑتا تھا نہ ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ اس سے کسی قسم کی خماری آرہی ہے۔ بہرحال یہ جو کوئی بھی ہے اس کا داؤ چل گیا ہے۔ اس وقت تین انتہائی اہم



فائلیں اس لڑکی کے پاس ہیں جو ہر صورت میں واپس حاصل کرنی ہیں۔ سیف میں موجود آٹومیٹک کیمرے نے اس کی تصویر اتار لی تھی۔ اس کی تم کاپیاں کر کے ممبران کو دے دو اور انہیں ہدایات دے دو کہ وہ اسے تلاش کریں۔ اس کے علاوہ تمام کوریئر سروسز اور غیر ممالک جانے والی ڈاک کی خاص طور پر پڑتال کراؤ۔ ان فائلوں کا دشمن ملک میں جانا ہمیں بہت بڑے خطرے سے دوچار کر سکتا ہے"۔ عمران سنجیدگی سے کہتا چلا گیا۔

"ٹی ایف فائل کا تو مجھے پتہ ہے کہ وہ آپ کے پاس ہی رہتی ہے۔ مگر دوسری دو فائلیں۔ ان کی آپ کے پاس موجودگی میری سمجھ میں نہیں آئی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ ملکی دفاعی رازوں کی اہم فائلیں تھیں۔ سر سلطان نے خاص طور پر انہیں مطالعے کے لئے محکمہ دفاع سے منگوا کر مجھے دی تھیں"۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور غور سے لڑکی کی تصویر دیکھنے لگا۔ پھر اچانک وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"گرین روز۔ اوہ عمران صاحب اس کے کانوں میں گرین روز ٹاپس ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"گرین روز ٹاپس۔ کیا مطلب، کیا یہ کسی مخصوص کمپنی کا نشان ہے"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کمپنی کا نہیں یہ سلور بار کا مخصوص نشان ہے۔ میں اس نشان کو اچھی طرح سے پہچانتا ہوں۔ یہ دیکھئے ان ٹاپس پر ایس بی لکھا ہوا ہے

جب دانش منزل میں مجھے کوئی کام نہیں ہوتا تو میں کبھی کبھار جسمانی ورزش کے لئے زیر زمین دنیا میں چلا جاتا ہوں۔ اس سے ایک تو میری ٹریننگ ہو جاتی ہے اور مجھے ہاتھ پیر کھولنے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ میں میک اپ کر کے جاتا ہوں تاکہ مجھے کوئی پہچان نہ سکے۔ زیر زمین کے تمام غنڈوں میں آجکل بلیک کنگ کا زور شور سے ڈنکا بج رہا ہے۔ انتہائی تیز اور خوفناک لڑاکا جس نے بڑے بڑے شہ زور اور خطرناک غنڈوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ میں اب تک بے شمار نامور اور منہ زور غنڈوں کے ہاتھ پیر توڑ کر انہیں ہسپتال پہنچا چکا ہوں۔ زیر زمین دنیا میں میری چونکہ کافی واقفیت ہو چکی ہے اس لئے مجھے سلور بار کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہیں۔ سلور بار شہر کا سب سے بڑا جوا خانہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ جوا خانہ شہر کے مشہور غنڈے ماسٹر کا ہے۔ ماسٹر زیر زمین دنیا کی ناک سمجھا جاتا ہے۔ آج تک کوئی اسے شکست نہیں دے سکا۔ اس کا نام سن کر بڑے بڑے شہ زور غنڈوں کے اعصاب مفلوج ہو جاتے ہیں۔ میں نے ایک دو بار وہاں ہنگامہ آرائی کرنے کی کوشش کی مگر وہ کسی بھی طرح میرے سامنے نہیں آیا۔ اس سلسلے میں، میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ مگر آپ تو دانش منزل آنے کا راستہ ہی بھول گئے تھے"۔ بلیک زیرو کہتا چلا گیا۔

"کیا نام بتایا تم نے اس شہ زور غنڈے کا"۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"نام تو اس کا کچھ اور ہو گا مگر سب اسے ماسٹر کہتے ہیں"۔ بلیک زیرو



نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ گرین روز اور اس پر لکھے ہوئے ایس بی کے لفظ سلور بار کی مخصوص نشانی ہے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سلور بار میں مردوں کے کالروں پر ایسے پھول اور وہاں آنے جانے والی عورتوں کے کانوں میں اسی قسم کے ٹاپس خود دیکھے ہیں"۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ، اب جلدی سے الماری سے میک اپ باکس نکال لاؤ اور میرا بلیک ماسٹر کا میک اپ کر دو۔ آج بلیک کنگ بن کر سلور بار میں جاؤں گا۔ نہ صرف آج میں ماسٹر کا کانٹا ہمیشہ کے لئے نکال دوں گا بلکہ اس سانچے کو بھی اس بار سے کھینچ نکالوں گا"۔ عمران نے کہا۔

عمران کی بات سن کر بلیک زیرو نے سر ہلایا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ میک اپ باکس لے آیا اور پھر اس نے عمران کے چہرے پر بلیک کنگ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد عمران نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا اور پھر بلیک زیرو کی مہارت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے واقعی اس کا چہرہ ایک نہایت خطرناک غنڈے کا بنا دیا تھا۔ جس کا تمام چہرہ زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ جو اسے بے حد سفاک بنا رہے تھے۔ آنکھیں یوں سرخ ہو رہی تھیں جیسے ان میں خون بھرا ہو۔ پھر بلیک زیرو نے عمران کو بلیک کنگ کا مخصوص لباس پہننے کے لئے دے دیا۔

عمران دوسرے کمرے میں جا کر لباس بدل کر آیا تو وہ مکمل طور پر ایک انتہائی ہتھ چھٹ، سفاک اور بے رحم غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔

"اچھا تو یہ ہے بلیک کنگ۔ جس نے زیرزمین کی دنیا میں تہلکہ مچا رکھا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں بلیک زیرو نے بھی مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"کیا میں آپ کے ساتھ چلوں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ تم ڈاک سروس، کوریئرز اور ان تمام راستوں کی چیکنگ کراؤ جہاں سے فائلوں کا باہر نکلنے کا اندیشہ ہو۔ میں اس سانچی کو سنبھالتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور دانش منزل سے باہر آ گیا۔ اپنی سپورٹس کار اس نے وہیں چھوڑ دی تھی۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک بڑی سڑک پر آ گیا اور تیزی سے ٹیکسی سٹینڈ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ لوگوں کی نظر جب اس کے خوفناک چہرے پر پڑتی تو وہ خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر ہو جاتے۔ عمران ایک ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"سلور بار چلو"۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"جج۔ جی صاحب"۔ ڈرائیور نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اس نے ٹیکسی سلور بار کے پارکنگ میں لے جا کر روک دی۔ عمران نے جیب سے بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر اس کی طرف اچھال دیا اور



لاپرواہی سے دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا سلور بار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سلور بار کے دروازے پر ایک بدمعاش دربان کے روپ میں کھڑا تھا۔ عمران کے خوفناک چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ بوکھلا گیا۔ عمران اس کی طرف دیکھے بغیر بڑی بے پروائی سے باہر کا دروازہ دھکیل کر اندر چلا گیا۔

بار کے وسیع و عریض ہال میں اس وقت رونق پورے عروج پر تھی۔ شہر کے بڑے بڑے نامی گرامی غنڈے وہاں موجود تھے۔ ان کے آگے شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ جام چھلک رہے تھے اور ہال منشیات کی غلیظ بو سے بھرا ہوا تھا۔ نیم عریاں نوجوان لڑکیاں انہیں سروس دے رہی تھیں۔ جن سے وہ چھیڑخانیاں کرتے ہوئے بے ہنگم انداز میں ہنس رہے تھے۔ عمران کو ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر غنڈے چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے تھے۔ بلیک زیرو بلیک کنگ کے روپ میں وہاں چونکہ ایک دو بار ہنگامہ آرائی کر چکا تھا اس لئے وہ سب اسے پہچانتے تھے۔ ان میں کئی غنڈے تو سہم گئے تھے اور کئی غنڈوں کے چہروں پر شدید غصہ ابھر آیا تھا۔

عمران نے وہاں موجود اکثر غنڈوں کے کالروں پر گرین روز کا مخصوص نشان دیکھ لیا تھا۔ سروس دینے والی لڑکیوں کے کانوں میں بھی سبز رنگ کے ٹاپس تھے۔ جیسے تصویر میں اس مس سانچی کے کانوں میں نظر آ رہے تھے۔ عمران پر خیال انداز میں سرہلاتا ہوا ہال پر

طائرانہ نظر ڈالتا ہوا سیدھا کاؤنٹر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

"تم پھر آ گئے"۔ کاؤنٹر مین نے قریب آنے پر اس کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں، میرے یہاں آنے پر پابندی ہے کیا"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے غرا کر کہا۔

"کیوں آئے ہو"۔ کاؤنٹر مین نے لفظوں کو چباتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر کہاں ہے۔ مجھے ماسٹر سے ملنا ہے"۔ عمران نے بڑے دبنگ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر۔ ہونہہ۔ ابھی ملواتا ہوں تمہیں ماسٹر سے"۔ کاؤنٹر مین نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔ اس نے ہال میں موجود چند غنڈوں کو اشارہ کیا جو مشین گنیں لئے ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ کاؤنٹر مین کا اشارہ پا کر وہ تیر کی طرح عمران کے پاس آ گئے اور انہوں نے گنوں کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔ عمران کے لبوں پر یکلخت انتہائی پراسرار اور سفاکانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔



کافرستان کا ایک مسافر بردار طیارہ اپنے روٹ سے ہٹ کر پاکیشیائی حدود میں آ نکلا تھا۔ جسے پاکیشیا ایئر فورس کے جنگی طیاروں نے آن واحد میں اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ مسافر بردار طیارے کے پائلٹ سے رابطہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن شاید جہاز کا وائرلیس سسٹم خراب ہو چکا تھا یا پھر جان بوجھ کر اس کا پائلٹ کال رسیو نہ کر رہا تھا۔

کنٹرول روم سے بار بار کافرستانی طیارے کو وائرلیس کال دی جا رہی تھی کہ وہ اپنے طیارے کا رخ کافرستان کی جانب موڑے مگر طیارہ پاکیشیائی سمندر کے فراخ سینے پر نہایت نیچی پرواز کر رہا تھا۔

جنگی طیاروں کے پائلٹ کافرستانی طیارے کے قریب جا کر طیارے کے پائلٹ کو اشاروں سے وائرلیس پر بات کرنے کے لئے کہہ رہے تھے مگر پائلٹ ان کی جانب دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ پائلٹ اور

اس کے معاون اس انداز میں اپنے طیارے کو کنٹرول کئے ہوئے تھے جیسے وہ نارمل پرواز پر ہوں اور انہیں روٹ کی تبدیلی اور جنگی طیاروں کے گھیراؤ کا علم ہی نہ ہو۔

"ہیلو، ہیلو کنٹرول ٹاور۔ کنٹرول ٹاور۔ میں ایس ون طیارے کا پائلٹ کیپٹن حسینی بول رہا ہوں۔ ہیلو، ہیلو۔ اوور"۔ ایک جنگی طیارے کے پائلٹ نے وائرلیس کنٹرول روم میں کال کرتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

یس کیپٹن، بیس کمانڈر اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ کافرستانی طیارے کا پائلٹ ہماری کال رسیو کیوں نہیں کر رہا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے نیوی بیس کمانڈر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر ہم بھی انہیں بار بار کال کر رہے ہیں مگر پائلٹ اور اس کے معاون ہماری طرف دھیان ہی نہیں دے رہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ اس بات سے قطعی بے خبر ہوں کہ وہ پاکیشیا کی حدود میں ہیں اور ہم نے انہیں گھیر رکھا ہے۔ اوور"۔ پائلٹ حسینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا وہ نشے میں ہیں۔ اوور"۔ بیس کمانڈر نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے انہیں نزدیک سے چیک کیا ہے مگر ان کے چہروں پر معمول کے تاثرات ہیں۔ جیسے وہ اپنی ہی حدود میں ہوں۔ اوور"۔ پائلٹ حسینی نے کہا۔



"ویری سٹرینج۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ کیا یہ لوگ پاگل ہیں یا اندھے ہو چکے ہیں جو انہیں پتہ نہیں چل رہا کہ وہ فضائی حدود کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اوور"۔ بیس کمانڈر کی حیرت زدہ آواز ابھری۔

"سر، یہ مسافر بردار انٹرنیشنل جمبو جیٹ طیارہ ہے۔ اس میں لامحالہ ملکی اور غیر ملکی افراد سوار ہوں گے۔ جہاز جس قدر نیچی پرواز کر رہا ہے اور پائلٹ اور اس کے معاونین کا اطمینان اس بات کو رد کرتا ہے کہ اس طیارے کو ہائی جیک کیا جا رہا ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہم جہاز کے ارد گرد فائرنگ کر کے پائلٹوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔ اوور"۔ پائلٹ حسینی نے تحمل مزاجی سے پوچھا۔

"کوشش کر دیکھو۔ اگر وہ متوجہ ہوں تو انہیں وائرلیس پر لانے کی کوشش کرو اور انہیں فوری طور پر پاکیشیا کی حدود سے نکل جانے کے لئے کہو۔ اوور"۔ بیس کمانڈر نے چند لمحے توقف کے بعد جواب دیا۔

"رائٹ سر۔ اوور"۔ پائلٹ حسینی نے کہا اور بٹن دبا کر وائرلیس آف کر دیا۔ پھر اس نے کافرستانی طیارے کے گرد موجود دوسرے تین جنگی طیاروں کے پائلٹوں سے رابطہ ملایا اور انہیں بیس کمانڈر کی ہدایات دینے لگا۔ دوسرے ہی لمحے جنگی طیارے گونجدار آوازوں کے ساتھ کافرستانی طیارے کے ارد گرد چکرانے لگے اور طیارے کے ارد گرد فائرنگ کرنے لگے۔ لیکن طیارے کا پائلٹ اور اس کے ساتھی

بدستور اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے رہے۔ ان کے انداز سے لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ ان جنگی طیاروں یا جنگی طیاروں سے ہونے والی فائرنگ دیکھ رہے ہوں۔

" حیرت انگیز۔ یہ تو واقعی نشے میں معلوم ہوتے ہیں یا پھر شاید واقعی یہ اندھے ہو گئے ہیں"۔ پائلٹ حسینی نے حیرت کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے جہاز کے سامنے والے حصے کی طرف فائرنگ کی۔ آگ کی سرخ گولیاں کافرستانی طیارے کے سامنے سے لکیریں بناتی ہوئی نکلتی چلی گئیں مگر کافرستانی طیارے کا پائلٹ اور اس کے ساتھی اسی سکون اور لاپروائی سے بیٹھے رہے جیسے انہوں نے کچھ دیکھا ہی نہ ہو۔ اس وقت طیارہ پاکیشیا کے ایک جزیرہ کراٹ کے اوپر سے گزر رہا تھا۔

" ان لوگوں کے ارادے خطرناک معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے بیس کمانڈر سے اس طیارے کو ہٹ کرنے کے احکامات لے لینے چاہئیں"۔ پائلٹ حسینی نے بڑبڑاتے ہوئے حیرت کے عالم میں کہا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر سے کنٹرول روم میں رابطہ کرنے ہی لگا تھا کہ اسی وقت اس نے کافرستانی طیارے کے پائلٹ اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بوکھلاہٹ ناچتے دیکھی۔ اسی لمحے ان کے طیارے کو زور زور سے جھٹکے لگنے لگے۔ دوسرے ہی لمحے کافرستانی طیارے کا رخ نیچے کی جانب ہو گیا اور پھر وہ نوک کے بل نہایت تیزی سے نیچے جانے لگا۔ یہ دیکھ کر پائلٹ حسینی کے چہرے پر الجھن اور پریشانی ابھر آئی۔



کافرستانی طیارہ نہایت تیزی سے نیچے گرتا جا رہا تھا۔ نیچے جزیرہ کراٹ کی سنگلاخ چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔ جہاز انتہائی تیز رفتاری سے نیچے جا رہا تھا جیسے وہ نوک کے بل پوری رفتار سے ان چٹانوں سے جا ٹکرائے گا۔ جہاز کو اس طرح نیچے گرتے دیکھ کر پاکیشیائی جنگی طیاروں کے پائلٹوں کی آنکھیں پھٹ پڑی تھیں اور پھر اچانک کافرستانی طیارہ پوری قوت سے جزیرہ کراٹ کی سنگلاخ چٹانوں سے جا ٹکرایا۔ گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ یکلخت ایک خوفناک اور کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور کافرستانی طیارہ چٹانوں سے ٹکرا کر طاقتور بم کی طرح پھٹ پڑا۔ آگ اور جہاز کے ٹکڑے پھیل کر آسمان کی جانب بلند ہوتے نظر آئے۔ آگ کا طوفان اس تیزی سے اوپر اٹھا تھا کہ جنگی طیاروں کے پائلٹوں نے نہایت تیزی اور نہایت خطرناک انداز میں اپنے طیاروں کے رخ موڑ لئے تھے ورنہ آگ اور جہاز کے ٹکڑوں سے ان کے طیارے بھی فضا میں پھٹ سکتے تھے۔ وہ نہایت تیزی سے اپنے طیاروں کو آگ کے طوفان سے نکال کر لے گئے تھے۔

طیارے کی خوفناک تباہی کی خبر پائلٹ حسینی نے بیس کمانڈر کو دے دی۔ جسے اس خبر پر یقین ہی نہیں آیا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کافرستانی طیارے میں کوئی نقص تھا۔ اسی لئے ان سے ہمارا وائرلیس پر رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ بہرحال تم سب واپس آ جاؤ۔ میں جزیرے پر نیوی فورس بھیج رہا ہوں۔ طیارے کا ملبہ اور مسافروں کی لاشوں کے ٹکڑوں کو وہی تلاش کریں گے"۔ بیس

کمانڈر نے پریشانی کے عالم میں کہا اور پائلٹ حسینی نے اوکے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ وہ جنگی طیاروں کو اسی وقت واپس لے گئے۔

کچھ دیر بعد جزیرہ کراٹ پر نیوی فورس آ گئی۔ جس کا کمانڈنگ آفیسر طاہر جاوید تھا۔ جزیرہ کراٹ میں ہر طرف کافرستانی طیارے کے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔ انسانی لاشوں اور ان کے جلے ہوئے ٹکڑے وہاں ہولناک منظر پیش کر رہے تھے۔ کوئی مسافر زندہ نہیں بچا تھا۔ ظاہر ہے اتنی اونچائی سے طیارے کے گرنے اور اس کے ہولناک دھماکے سے پھٹنے سے کوئی کیسے بچ سکتا تھا۔ جہاز کے ٹکڑے بری طرح سے جل رہے تھے۔ ہر طرف سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ کمانڈنگ آفیسر طاہر جاوید کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ وہ چاروں طرف آگ کے ٹکڑوں اور کٹی پھٹی لاشوں کو دیکھ کر فورس کو ہدایات دے رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک چٹان پر پڑی ہوئی سیاہ رنگ کی ایک عجیب سی مورتی پر پڑی۔ وہ چونک پڑا اور تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا۔

وہ سیاہ چمکدار شیشے کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی مورتی تھی جس کا سیاہ جسم دھوپ میں چمک رہا تھا۔ مورتی کے ہاتھ پاؤں، سر اور باقاعدہ چہرہ بنا ہوا تھا۔ مورتی کے سر پر شیشے کا بنا ہوا ایک خوبصورت تاج بھی تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس کے باوجود مورتی میں اس قدر عجیب سی کشش تھی جسے دیکھ کر کوئی بھی آدمی مبہوت ہو کر رہ جاتا۔ سات آٹھ انچ کی سیاہ مورتی پر نظر پڑتے ہی کمانڈر طاہر جاوید اس کی جانب یوں کھنچا جا رہا تھا جیسے لوہا مقناطیس کی جانب کھنچا چلا جاتا



ہے۔ سیاہ مورتی کے قریب جا کر وہ چند لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔ اسی لمحے کافرستانی طیارے کے جلتے ہوئے ٹکڑوں میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور لوہے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اڑتا ہوا کمانڈ آفیسر طاہر جاوید کی عین پیشانی سے آ ٹکرایا۔ طاہر جاوید کے منہ سے دردناک چیخ نکل گئی۔ وہ گرتے گرتے بمشکل سنبھلا تھا۔ اس کی پیشانی پر زخم آ گیا تھا جہاں سے خون نکل آیا تھا۔ خون اس کی پیشانی سے ہوتا ہوا چہرے پر آیا اور قطروں کی صورت میں اس کے ہاتھ میں موجود سیاہ شیشے کی مورتی پر ٹپکنے لگا۔

کمانڈر طاہر جاوید نے جلدی سے جیب سے رومال نکال کر اپنی پیشانی پر رکھ لیا۔

"سر آپ خیریت سے تو ہیں۔ اوہ، آپ کے ماتھے سے تو خون نکل رہا ہے"۔ فورس کے ایک جوان نے لوہے کے ٹکڑے کو کمانڈر طاہر جاوید کے سر پر لگتے دیکھ کر تیر کی طرح اس کے قریب آتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ معمولی سا زخم ہے۔ تم اپنا کام کرو"۔ کمانڈر طاہر جاوید نے رومال سے پیشانی کا خون صاف کرتے ہوئے کہا اور جوان سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے کمانڈر طاہر جاوید کا وہ ہاتھ جلنے لگا جس میں اس نے سیاہ مورتی کو پکڑ رکھا تھا۔ اس نے بوکھلا کر مورتی کی جانب دیکھا پھر اس کی آنکھیں مارے حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ سیاہ مورتی کا رنگ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی کمانڈر طاہر

جاوید کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس نے جلتا ہوا انگارہ ہاتھ میں پکڑ رکھا ہو۔ اس نے بوکھلا کر مورتی کو چھوڑ دیا۔ وہ ایسی چٹان پر کھڑا تھا جس کے دوسری طرف کھائی تھی۔ مورتی چٹان پر گر کر یوں اچھلی جیسے ربڑ کی بنی ہوئی ہو پھر وہ کمانڈر طاہر جاوید کے سر سے ہوتی ہوئی نشیب کی طرف گرتی چلی گئی۔ وہ کسی ربڑ کی بنی ہوئی گیند کی طرح اچھلتی ہوئی نیچے جا رہی تھی۔ کمانڈر طاہر جاوید اسے گرتے دیکھ کر "اوہ۔ اوہ" کرتا رہ گیا۔ مورتی کھائی میں گر کر کسی چٹان کی اوٹ میں غائب ہو گئی۔

کھائی کا نشیب بالکل سپاٹ تھا۔ اس طرف کسی رسی یا سیڑھی کے بغیر نہیں اترا جا سکتا تھا۔ مورتی کے اس طرح گرنے اور اسے چٹانوں کے پیچھے غائب ہوتے دیکھ کر کمانڈر طاہر جاوید نجانے کیوں پریشان سا ہو گیا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ رسی کی مدد سے کھائی میں اترے اور اس مورتی کو ڈھونڈ کر نکال لائے مگر اس نے سر جھٹکا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اس کے عقب میں ایک سیاہ سایہ سا لہرایا دوسرے ہی لمحے کھچ کی آواز بلند ہوئی اور طاہر جاوید کی گردن یوں کٹتی چلی گئی جیسے تار سے صابن کٹ جاتا ہے۔ اس کا سر کٹ کر دور جا گرا تھا اور بے سر کا دھڑ چٹان پر کھڑا بری طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا اور پھر وہ الٹ کر کھائی میں گرتا چلا گیا جہاں سیاہ مورتی گری تھی۔



باس کی بات سن کر پھول وتی کو غصہ تو بہت آیا تھا۔ باس نے عمران کے متعلق اس سے جو کچھ کہا تھا اس سے پھول وتی کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی جائے اور جا کر اس عمران کو اپنی ساحرانہ طاقتوں سے اپنا غلام بنا لے اور باس پر ثابت کر دے کہ وہ جو کچھ کہتی ہے وہ کر کے بھی دکھاتی ہے۔ لیکن باس نے اسے چونکہ سختی کے ساتھ منع کر دیا تھا کہ وہ اب عمران کو بالکل بھول جائے۔ اس لئے وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ باس کا حکم بہرحال اسے ماننا ہی تھا کیونکہ وہ اسی کے توسط سے ہی اس وقت سپر فارن سیکرٹ ایجنٹ بنی تھی۔ سیکرٹ سروس کی ممبر یا فارن سیکرٹ سروس ایجنٹ بننے کے لئے اسے بڑی تگ و دو کرنا پڑی تھی اور اب وہ باس کی ذاتی کوششوں سے اس عہدے تک پہنچ ہی گئی تھی اس لئے وہ اسے ناراض کر کے اس عہدے کو گنوانا نہیں چاہتی تھی اور پھر باس نے اسے حکومت سے انعام دلوانے کا وعدہ بھی

کیا تھا۔ اس لئے وہ باس سے الجھنا یا اس کے حکم کے خلاف نہیں جانا چاہتی تھی۔

پھول وتی اس کا اصلی نام تھا۔ اسے اسی نام سے ہی جانا پہچانا جاتا تھا۔ وہ سلور بار کی باقاعدہ ممبر تھی اور اس نے اپنے رہنے کے لئے ایک مہنگے پلازہ میں رہائشی فلیٹ لے رکھا تھا۔ جہاں وہ اکیلی رہتی تھی۔ اگر کوئی مشن ہوتا تو باس باقاعدہ اسے کال کر کے بار میں بلوا لیتا اور اس مشن کے لئے پھول وتی اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نہایت تیزی سے متحرک ہو جاتی اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتی جب تک وہ اپنا مشن مکمل نہ کر لیتی۔ وہ چونکہ حسین تھی اور فلیٹ میں اکیلی رہتی تھی اس لئے اپنا کام نکلنے کے لئے اس نے بڑی بڑی اہم شخصیات کو اپنے حسن کے جال میں جکڑ رکھا تھا۔ ان لوگوں کا اس کے فلیٹ میں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ پھول وتی نے اپنی ماورائی قوتوں سے ان کے ذہنوں کو مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں کر رکھا تھا۔ جن سے وہ اپنے مطلب کے کام لیتی اور راز اگلواتی رہتی تھی۔

سمبالا کے جنگلوں میں وہ زاشال کی کئی برس تک خاص کنیز بن کر رہی تھی۔ وہ زاشال کے انتہائی قریب رہتی تھی جس کی وجہ سے زاشال نے اسے خاص طور پر بڑی توجہ اور محنت سے چند سفلی علوم سکھا دیئے تھے۔ وہ ہمیشہ کے لئے زاشال کی کنیز بن کر رہنا چاہتی تھی اور اس سے بہت کچھ سیکھنا چاہتی تھی لیکن زاشال بے حد چالاک اور کایاں انسان تھا۔ اس نے پھول وتی کو انتہائی چاہنے کے باوجود ایک



خاص حد تک رکھا ہوا تھا اور اسے اتنا ہی کچھ سکھایا تھا جو اس کے خیال کے مطابق پھول وتی کے لئے کافی تھا۔

عام طور پر زاشال حسین سے حسین لڑکیوں کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ ان لڑکیوں کو وہ حد سے زیادہ عزت اور مرتبہ دیتا تھا۔ مگر جب اس کا ان لڑکیوں سے دل بھر جاتا تو وہ انہیں نہایت بے رحمی اور بے دردی سے قتل کرا دیتا تھا اور ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے جنگل کے درندوں کو کھلا دیتا تھا۔

پھول وتی سے بھی جب اس کا دل بھر گیا تو اس نے اس کے بھی قتل کے احکامات دے دیئے لیکن ان دنوں جنگل میں اس کے پاس فارن ایجنٹ ماسٹر پاکیشیا سے چند حسین لڑکیوں کو لے کر زاشال کو تحفے میں دینے کے لئے لایا تھا۔ زاشال ماسٹر کے لائے ہوئے تحفوں سے بہت خوش ہوتا تھا اور اسے منہ مانگا انعام دیتا تھا۔ ماسٹر نے پھول وتی کو دیکھا تو اسے اپنے لئے پسند کر لیا اور زاشال سے انعام کے طور پر اپنے لئے مانگ لیا۔ زاشال کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے پھول وتی کو ماسٹر کے حوالے کر دیا۔ ماسٹر نے زاشال اور حکومت سے اجازت حاصل کی اور پھول وتی کو لے کر پاکیشیا آ گیا۔ اس نے پھول وتی کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ وہ فارن ایجنٹ کے طور پر اس کو ٹریننگ دینے لگا۔ پھول وتی اس کی امید سے زیادہ ذہین، چالاک اور تیز لڑکی تھی۔ بہت جلد اس نے ہر کام کو سمجھ لیا تھا اور پھر اس نے پاکیشیا میں رہ کر کافرستان کے مفاد میں ایسے

ایسے کارنامے سرانجام دیئے جنہیں دیکھ کر باس ماسٹر عش عش کر اٹھا تھا۔ اس لئے اب وہ پاکیشیا میں تقریباً ہر مشن کے لئے سب سے پہلے پھول وتی کا ہی انتخاب کرتا تھا۔

اس وقت پھول وتی اپنے فلیٹ میں تھی اور ٹی وی پر ایک ایکشن فلم دیکھ رہی تھی کہ اچانک دوسرے کمرے میں پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پھول وتی چونک پڑی۔ اس نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز بند کی اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ دوسرے کمرے میں آکر اس نے جلدی سے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سلمیٰ سپیکنگ"۔ اس نے نہایت شائستہ لہجے میں کہا۔ اس فلیٹ میں وہ سلمیٰ جبین کے نام سے مکین تھی۔ باس ماسٹر نے اسی نام سے اس کے نئے تمام کاغذات بنوا رکھے تھے۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"۔ دوسری جانب سے باس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ حکم"۔ پھول وتی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مہاپربھو کی کال آئی تھی۔ وہ تم سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔ جلد سے جلد انہیں کال کر لو"۔ دوسری طرف سے باس کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔ مہاپربھو کا سن کر پھول وتی کے اعصاب تن گئے۔ اس کے دل و دماغ میں یکلخت سرشاری کی لہریں سی دوڑ گئی تھیں۔ مہاپربھو زاشال کا مخصوص کوڈ تھا۔ سبالا کے جنگل سے پھول وتی کو آئے کئی ماہ ہو گئے تھے۔ زاشال نے کبھی بھول کر بھی اس کا پتہ نہیں لیا تھا۔



حالانکہ پھول وتی اسے دن رات یاد کرتی رہتی تھی۔ ایک طویل عرصہ زاشال کی رفاقت میں رہ کر اسے اس سے انسیت سی ہو گئی تھی۔ اس کا کئی بار جی چاہا تھا کہ وہ ازخود ایک بار زاشال سے جا کر ملے یا پھر کم از کم اس سے بات ہی ہو جائے مگر زاشال سے بات کرنے کی اس میں ہمت ہی نہیں ہوتی تھی۔ آج زاشال نے خود اس سے بات کرنے کے لئے باس کو کال کی تھی۔ یہ بات پھول وتی کے لئے بے حد حیران کن بھی تھی اور حیرت انگیز بھی۔ خوشی کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"او کے، میں بات کر لیتی ہوں"۔ اس نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ پھول وتی نے بھی فون کا رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر دوڑتی ہوئی دوسرے کمرے میں آ گئی۔ اس نے جلدی سے ٹی وی بند کیا اور پھر فلیٹ کے کھڑکیاں دروازے بند کرنے لگی۔ تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے وہ دوبارہ اس کمرے میں آ گئی جہاں ٹیلی فون موجود تھا۔ کمرے میں آ کر وہ وارڈروب کی طرف آئی۔ اسے کھول کر اس نے وارڈروب کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور اس میں سے ایک بریف کیس نکال لیا۔ بریف کیس کھول کر اس کے خفیہ خانے سے اس نے ایک ٹرانسسٹر نما ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کے مختلف بٹن دبانے لگی۔ ٹرانسمیٹر کا ڈائل روشن ہو گیا اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی۔ پھول وتی جلدی جلدی اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگی۔ یہ بظاہر ایک

عام سا ٹرانسسٹر تھا لیکن در حقیقت یہ ایک وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر تھا۔

جیسے ہی پھول وتی نے اس پر زاشال کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی۔ ٹرانسمیٹر سے چڑیوں کے چہچہانے کی آواز نکلنے لگی۔

" یس مہاپربھو سپیکنگ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک غراتی ہوئی آواز نکلی۔ اس آواز کو سن کر پھول وتی یکبارگی پوری جان سے لرز اٹھی تھی۔

" پھول وتی سپیکنگ۔ اوور"۔ پھول وتی نے بڑے مؤدبانہ اور عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

" پھول وتی۔ اوہ۔ کیا تم ہماری سندر داسی پھول وتی ہی بول رہی ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے زاشال کی دبنگ آواز سنائی دی۔

" جی آقا۔ آپ کی ادنیٰ داسی پھول وتی آپ سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ اوور"۔ پھول وتی نے مسرت اور قدرے سہمے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔

" سندری۔ آج ہمیں تمہاری بہت یاد آ رہی تھی۔ ہمارا دل بے چین ہو رہا تھا اس لئے ہم نے ماسٹر سے تمہیں کال کرنے کے لئے کہا تھا۔ ماسٹر نے ہمیں تمہاری کارکردگی اور تمہارے کارناموں کی تفصیل بتائی ہے۔ ہم تم سے بہت خوش ہیں۔ تم جس دلیری، ذہانت اور فرض شناسی سے اپنے ملک کی خدمت کر رہی ہو اس سے ہمارے دل کو بہت تقویت ملی ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ ہم نے تم پر جو محنت



کی تھی تم نے اسے رائیگاں نہیں جانے دیا۔ اوور"۔ زاشال نے اپنے مخصوص لہجے میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ زاشال کے منہ سے اپنی اس قدر تعریف سن کر پھول وتی کی آنکھوں میں بے پناہ مسرت انگیز چمک آ گئی تھی اور خوشی کے مارے اس کا جسم کپکپانے لگا تھا۔

" یہ سب آپ کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے آقا۔ ورنہ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ اوور"۔ پھول وتی نے انتہائی انکسارانہ لہجے میں کہا۔

" ہماری مہربانیاں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں سندری اور ہمیشہ رہیں گی۔ ہم تم سے ایک نہایت ضروری کام لینا چاہتے ہیں۔ کیا تم ہمارے کسی کام آ سکتی ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے زاشال نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

" حکم آقا، آپ کے میں کسی کام آؤں۔ میری اس سے بڑی خوشی اور میرے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے۔ حکم کیجئے آقا میں آپ کے حکم سے اپنا سر بھی کاٹ کر آپ کے قدموں میں رکھ سکتی ہوں۔ اوور"۔ پھول وتی نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" شاباش سندری پھول وتی۔ تم نے یہ کہہ کر ہمیں خوش کر دیا ہے ہمیں اب افسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے تم جیسی سندری کو اپنے سے دور کیوں بھیجا۔ بہرحال ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم تمہیں واپس اپنے سمبالا جنگل میں بلا لیں گے۔ اب ہم تمہیں اپنی داسی نہیں اپنی ملکہ بنا کر رکھیں گے۔ تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ساتھ رہو گی۔ اوور"۔ زاشال نے کہا اور اس کی بات سن کر پھول وتی کا جسم یوں

لرزنے لگا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ یہ لرزش خوف کی نہیں خوشی کی تھی۔ زاشال نے ایسی انہونی بات کر دی تھی جسے سن کر پھول وتی کو خوشی کے پتنگے لگ گئے تھے اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خوشی کے مارے ناچنا شروع کر دے۔

"کک، کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں آقا۔ اوور"۔ پھول وتی نے خوشی سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"زاشال کا ہر لفظ سچ اور پتھر پر لکیر ہوتا ہے سندری۔ ایسا کہہ کر ہمارے دل کو نہ دکھاؤ۔ اوور"۔ زاشال کے لہجے میں ایک بار پھر کرختگی عود کر آئی تھی۔

"مم، میرا یہ مطلب نہیں تھا آقا۔ مم، میں۔ میں......." پھول وتی نے زاشال کا کرخت لہجہ سن کر سہم کر کہا۔

"تو پھر ہمارے پاس آنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم تمہارے استقبال کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ ہمارے پاس آنے سے پہلے تمہیں پاکیشیا میں موجود کراٹ جزیرے پر جانا ہے۔ کراٹ پاکیشیا کی حدود میں ایک بڑا اور سرسبز جزیرہ ہے۔ وہاں دو روز قبل ہمارے ملک کا ایک انٹرنیشنل جہاز کریش ہوا ہے۔ اس کریشنگ میں پائلٹ سمیت تمام افراد مارے گئے ہیں۔ جن میں ہمارے چند خاص آدمی بھی موجود تھے۔ وہ ہمارے لئے افریقہ کے دور دراز کے جنگلوں سے ایک دیوی کی سیاہ مورتی لا رہے تھے۔ وہ مورتی ہمارے لئے کس قدر اہم ہے اس بات کا انداز تم اس بات سے لگا لو کہ اگر ہمیں وہ مورتی نہ ملی تو ہم



خودکشی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اوور"۔ زاشال نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اوہ، وہ کس دیوی کی مورتی ہے آقا اور کس چیز کی بنی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ جو جہاز کریش ہوا ہے کیا اس کے باوجود مورتی سلامت ہو گی۔ اوور"۔ پھول وتی نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

"اس دیوی کا کوئی نام نہیں ہے۔ وہ سیاہ رنگ کے ایک خاص شیشے کی بنی ہوئی ہے جس پر آگ بھی اثر نہیں کرتی اور نہ ہی اسے کسی طرح توڑا جا سکتا ہے۔ جہاز میں اگر ایٹم بم بھی پھٹا ہوگا تو اس کے باوجود مورتی صحیح سالم ہو گی۔ کراٹ جزیرے پر جا کر اسے تلاش کرو اور اسے لے کر فوری طور پر میرے پاس پہنچو۔ اوور"۔ زاشال نے اس بار بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"جو حکم آقا۔ میں آج بلکہ ابھی جزیرہ کراٹ کی طرف روانہ ہو جاتی ہوں۔ سیاہ مورتی کو تلاش کر کے اسے لے کر فوراً آپ کے پاس آ رہی ہوں۔ اوور"۔ پھول وتی نے جلدی سے کہا۔

"ہم تمہارا انتظار کریں گے سندری۔ اوور اینڈ آل"۔ زاشال نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ پھول وتی نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اسے بریف کیس میں ڈال کر بریف کیس بند کیا اور اسے اٹھا کر واپس وارڈروب کے خفیہ خانے میں رکھ کر خانہ بند کر دیا اور سوچنے لگی کہ سیاہ مورتی میں ایسی کون سی خصوصیت ہے جس کے لئے نہ صرف زاشال اسے اپنی ملکہ بنانے کے

لئے تیار ہو گیا ہے بلکہ اس کے مطابق وہ مورتی نہ ملنے پر خودکشی بھی کر سکتا ہے۔ زاشال جیسا طاقتور اور سفلی قوتوں کا مالک انسان ایک دیوی کی مورتی کے لئے خودکشی کرنے پر مجبور ہو سکتا ہے یہ واقعی اس کے لئے انتہائی انہونی بات تھی۔ وہ کافی دیر تک سیاہ مورتی کے بارے میں سوچتی رہی پھر جب اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو اس نے سر جھٹک دیا اور ٹیلی فون کی جانب بڑھ گئی تاکہ باس ماسٹر کو فون کر کے اپنے لئے جزیرہ کراٹ میں جانے کا انتظام کرا سکے۔



مشین گن بردار غنڈوں کو اپنے پیچھے دیکھ کر عمران کی پیشانی پر معمولی سی سلوٹ بھی نہیں آئی تھی۔ عمران کے عقب میں آنے والے دو مشین گن بردار تھے۔

"کیا یہ مجھے ماسٹر کے پاس لے جائیں گے"۔ عمران نے کاؤنٹر مین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر تم جیسے تھرڈ کلاس غنڈوں سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ یہ موت کے ہرکارے ہیں۔ تم نے یہاں دوبارہ آکر بہت بڑی بھول کی ہے بلیک کنگ۔ اب تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جاؤ گے"۔ کاؤنٹر مین نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو یہ بات ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اس نے نہایت برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک غنڈے کی مشین گن کی نال پکڑی اور

اچھل کر دوسرے غنڈے کے سینے پر لات جما دی۔ دوسرے غنڈے کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اڑتا ہوا پیچھے ایک میز پر جا گرا اور میز اور اس کے گرد بیٹھے ہوئے غنڈوں کو لیتے ہوئے دوسری طرف الٹ گیا۔ جس غنڈے کی مشین گن پر عمران نے ہاتھ ڈالا تھا وہ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ عمران نے دوسرا ہاتھ گھما کر اس غنڈے کے چہرے پر مارا۔ چٹاخ کی آواز سے ہال گونج اٹھا اور غنڈہ اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا۔

یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ وہ دونوں غنڈے سنبھل ہی نہ پائے۔ عمران نے کاؤنٹر سے ہٹتے ہوئے مشین گن سیدھی کی اور دوسرے ہی لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی نال سے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور ہال میں موجود غنڈے خون میں لت پت ہو کر اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔

عمران ان پر مسلسل گولیاں برساتا ہوا نہایت تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا تھا۔ ہال میں ہر طرف ہڑبونگ مچ گئی تھی۔ غنڈے بری طرح چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے مگر اس وقت عمران کے چہرے پر درندگی چھائی ہوئی تھی۔ وہ شاید ہال میں موجود کسی غنڈے کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ انتہائی سفاکانہ انداز میں وہ ان پر فائرنگ کر رہا تھا جس سے غنڈوں کے چیتھڑے اڑ رہے تھے اور ہال خون اور لاشوں سے اٹتا جا رہا تھا۔

کاؤنٹر مین اسے اس خوفناک انداز میں فائرنگ کرتے دیکھ کر



بوکھلا کر کاؤنٹر کے پیچھے چھپ گیا تھا۔

"خبردار، اگر تم لوگ اپنی زندگیاں بچانا چاہتے ہو تو اپنا اسلحہ نکال کر پھینک دو"۔ عمران نے فائرنگ روکتے ہوئے گونجدار آواز میں کہا۔ ہال میں موجود غنڈے جلدی جلدی اپنا اسلحہ نکال نکال کر پھینکنے لگے اور اپنے سروں پر ہاتھ رکھ کر خود ہی کھڑے ہو گئے۔

"بہت خوب، اب تم پیچھے ہٹ کر دیواروں کے ساتھ لگ جاؤ"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا اور غنڈے تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

"اے۔ کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلو جلدی ورنہ بھون کر رکھ دوں گا"۔ عمران نے کاؤنٹر کے پیچھے چھپے ہوئے غنڈے سے چیختے ہوئے کہا تو کاؤنٹر مین جلدی سے سر پر ہاتھ رکھ کر کانپتا ہوا کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل آیا۔ اس کا چہرہ خوف اور دہشت سے بگڑا ہوا تھا۔ عمران نے جس سفاکی سے ہال میں موجود غنڈوں کو گولیوں سے چھلنی کیا تھا۔ یہ دیکھ کر وہاں موجود تمام افراد عمران سے بری طرح ہراساں دکھائی دے رہے تھے اور بلاچوں چراں کئے اس کی ہدایات پر عمل کر رہے تھے۔

"اب بتاؤ کہاں ہے ماسٹر"۔ عمران نے مشین گن کا رخ کاؤنٹر مین کی جانب کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور عمران کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔

"ماسٹر سے ملنے سے پہلے مجھ سے تو مل لو مسٹر"۔ اچانک ایک طرف سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اندرونی دروازے سے

ایک آدمی باہر آرہا تھا جس کا سر گنجا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پسٹل تھا۔ اس نے گولی چلا کر عمران کے ہاتھ سے گن گرائی تھی۔ اس غنڈے پر نظر پڑتے ہی ہال میں موجود غنڈوں کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔ جیسے وہ ان سب کا مسیحا بن کر آیا ہو۔

عمران اس غنڈے کو پہچانتا تھا۔ وہ شہر کا نامی گرامی غنڈہ شیرو دادا تھا۔ انتہائی قد آور، لحیم شحیم اور مضبوط جسم والا شیرو دادا۔ جو انتہائی سفاک، ہتھ چھٹ اور اپنے مقابل کی ایک لمحے میں ہڈیاں توڑ دینے کا شہرہ رکھتا تھا۔

"بہت خوب۔ یہاں تو تم نے اچھا خاصا موت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ تمہارا نام بلیک کنگ ہے ناں۔ سنا ہے تم خود کو بہت دلیر اور لڑاکا سمجھتے ہو"۔ شیرو دادا نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا اور پسٹل ایک غنڈے کی طرف اچھال دیا۔ جسے اس نے دونوں ہاتھ سے دبوچ لیا۔

"دلیر اور لڑاکا ہونے کا شہرہ تو میں نے تمہارے بارے میں بھی بہت سنا ہے شیرو دادا۔ مگر تم میں تو مجھے ایسی کوئی بات نظر نہیں آ رہی"۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو تمہیں تب معلوم ہو گا جب میں اپنے ہاتھوں سے ماچس کی تیلیوں کی طرح تمہاری ساری ہڈیاں توڑ دوں گا"۔ شیرو دادا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔



"ماچس کی تیلی جب جلتی ہے تو بڑے بڑے شہتیروں کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے"۔ عمران نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خوب۔ باتیں بھی اچھی کر لیتے ہو۔ مگر تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہارے مقابل دنیا کا سب سے لڑاکا اور خطرناک دادا، شیرو دادا کھڑا ہے۔ جس کے نام سے سارے شہر کے غنڈوں کا خون خشک ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا تو جس گولی سے تمہاری گن گرائی تھی وہ تمہارے دل میں بھی اتار سکتا تھا۔ مگر میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ تم پہلے بھی ایک دو بار یہاں ہنگامہ کر کے جا چکے ہو اور آج بھی تم نے یہاں کئی غنڈوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ کر تمہیں ایسی خوفناک موت ماروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ شیرو دادا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"شیر کا نام رکھنے والے گیدڑوں سے بھی زیادہ بزدل اور چوہے ہوتے ہیں شیرو دادا۔ میرا مقابلہ کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ ورنہ بے موت مارے جاؤ گے"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑی درشتگی سے کہا۔ اس کا انداز شیرو دادا کو غصہ دلانے والا تھا اور اس کی بات سن کر شیرو دادا کا چہرہ واقعی غیض و غضب سے سرخ ہو گیا تھا۔

"تم نے مجھے بزدل اور چوہا کہا۔ مجھے، شیرو دادا کو۔ تمہاری یہ

جرأت"۔ شیرو دادا گرجا اور اس نے اچانک عمران پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن عمران پہلے سے ہی ہوشیار تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور شیرو دادا منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

"ارے ارے، شیرو دادا زمین پر ناک رگڑ رہا ہے۔ چچ چچ"۔ عمران نے اسے چڑاتے ہوئے کہا اور شیرو دادا غصے کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس بار اس نے بڑے محتاط انداز میں عمران پر چھلانگ لگائی تھی لیکن اس بار بھی وہ عمران کو ہاتھ تک نہ لگا سکا تھا۔ اب تو شیرو دادا کے ذہن پر جیسے چھپکلی سی سوار ہو گئی۔ وہ انتہائی خطرناک انداز میں عمران پر حملے کرنے لگا۔ مگر وہ عمران ہی کیا جو آسانی سے اس کے کسی داؤ میں آجاتا۔ وہ سارے ہال میں شیرو دادا کو ننھے بچوں کی طرح سے نچاتا پھر رہا تھا اور شیرو دادا کا غصے کی شدت سے برا حال ہوتا جا رہا تھا۔ اتنے بڑے اور خطرناک لڑاکا کو ایک معمولی غنڈہ اس طرح نچا کر اس کے ساتھیوں کے سامنے اس کی توہین کر رہا تھا۔ یہ وہ کس طرح سے برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے اس بار اچانک ایک نئے رخ سے عمران پر حملہ کیا اور عمران پر تیزی سے چھلانگ لگائی۔

عمران نے اپنے طور پر خود کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس بار شیرو دادا نے اسے بڑا خوبصورت ڈاج دیا تھا۔ اس نے راستے میں ہی اپنا رخ بدلا اور عمران سے ٹکرا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ عمران کو بری طرح رگیدتا ہوا زمین پر جا گرا۔ گرتے ہی شیرو دادا نے جوجسٹو کے انداز میں کھڑی ہتھیلی کا وار عمران کی گردن پر کرنے کی کوشش



کی لیکن نیچے گرتے ہی عمران نے دونوں پیر سمیٹ کر زوردار جھٹکا مارا تو شیرو دادا فضا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی وہ نہایت تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ دونوں ایک بار پھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ کھڑے ہوئے اور پھر وہ دو بھوکے شیروں کی طرح ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے۔

بار کے غنڈے حیرت سے آنکھیں پھاڑے ایک انسان اور ایک دیوزاد کی خوفناک لڑائی دیکھ رہے تھے۔ بلیک کنگ جس طرح شیرو دادا سے لڑ رہا تھا انہیں اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی غنڈہ اتنی دیر شیرو دادا جیسے شہرہ آفاق غنڈے کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

عمران نے اپنے جسم کو ایک خاص انداز میں حرکت دی۔ شیرو دادا سمجھا کہ بلیک کنگ اپنا پہلو بچانا چاہتا ہے اس نے جلدی سے اپنا رخ موڑ لیا مگر عمران نے اسے نہایت خوبصورت ڈاج دیا تھا۔ وہ دوبارہ پہلے والی پوزیشن میں آگیا اور جیسے ہی شیرو دادا ذرا سا آگے جھکا عمران کی بھرپور لات اس کی پشت پر لگی اور شیرو دادا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ اگر وہ بروقت اپنے دونوں ہاتھ آگے نہ کر دیتا تو یقیناً اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔ اسی لمحے عمران نے اس کی کمر پر چھلانگ لگا دی مگر شیرو دادا نہایت پھرتی سے کروٹ بدل گیا اور اس بار عمران کو فرش چاٹنا پڑا تھا۔ شیرو دادا نے تیزی سے کروٹ بدلی اور عمران کی پشت پر آگیا۔ اس نے عمران کے سر کے بال پکڑ لئے اور

انہیں پوری قوت سے کھینچنے لگا۔ عمران نے اسی لمحے ہاتھ گھما کر اس کے ناک پر مار دیا۔ شیرو دادا کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر عقب میں الٹ گیا۔

"بہت ہو گیا شیرو دادا۔ اب سنبھلو"۔ عمران نے پھرتی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں، واقعی بہت ہو گیا۔ اب تم میرے ہاتھوں نہیں بچ سکو گے میں تمہیں چیر کر رکھ دوں گا"۔ شیرو دادا غرایا مگر اس سے پہلے کہ وہ عمران پر حملہ کرتا عمران نے اچانک چھلانگ لگا کر قلابازی کھائی اور اپنے دونوں پیر پوری قوت سے شیرو دادا کے سینے پر مار دیئے۔ پیر اس کے سینے پر اس قدر قوت سے پڑے تھے کہ شیرو دادا ہراتا ہوا پیچھے جا گرا۔ ادھر قلابازی کھا کر عمران سیدھا ہوا اور پھر اس کے ہاتھ پاؤں مشینی انداز میں حرکت میں آگئے اور شیرو دادا کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے ہال گونجنے لگا۔

پھر اچانک شیرو دادا کے ہاتھ میں عمران کی ٹانگ آ گئی۔ اس نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر پوری قوت سے مروڑ دی۔ عمران رول ہوتا ہوا الٹ کر گرا۔ مگر اس نے بروقت دوسری ٹانگ کا استعمال کر کے شیرو دادا کے چہرے پر مار دی۔ شیرو دادا کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد کربناک تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ پکڑے ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا تھا۔ عمران نے زمین پر لوٹنی لگائی اور اس جگہ آ گیا جہاں ایک غنڈے کی مشین گن گری ہوئی تھی۔ اس نے مشین گن پکڑی



اور اسے اٹھا کر سیدھا ہو گیا۔ شیرو دادا کے پاس آ کر اس نے اس کے پہلو میں زوردار ٹھوکر ماری۔

"اب مجھے ماسٹر کے پاس لے چلو گے یا اس مشین گن کی ساری گولیاں تمہارے جسم میں اتار دوں"۔ عمران نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔ شیرو دادا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ اور چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ عمران کے جوتوں نے اس کے چہرے پر بے شمار زخم ڈال دیئے تھے۔ اس کے ناک سے بھی خون بھل بھل کرتا ہوا ابل رہا تھا۔ شیرو دادا کا حشر دیکھ کر ہال میں کسی غنڈے میں اتنی جرأت نہ ہو رہی تھی کہ وہ عمران کے خلاف کوئی اقدام کر سکے۔

"تت، تم کون ہو۔ شیرو دادا کو ہرانا اور اس سے اس خطرناک انداز میں لڑنا کسی عام غنڈے کے بس کی بات نہیں ہو سکتی"۔ شیرو دادا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ تم مجھ سے لڑ کر اپنے دل کی حسرت نکال چکے ہو۔ اس لئے اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم مجھے ماسٹر سے ملوا دو"۔ عمران نے غصے سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر نیچے تہہ خانے میں ہے"۔ شیرو دادا نے خلاف معمول نرم لہجے میں اسے بتا دیا۔

"مجھے اس کے پاس لے چلو اور سنو اگر تم نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ

تمہاری نسلیں صدیوں تک تمہاری حالت پر بلبلاتی رہیں گی"۔ عمران نے بڑے خونخوار لہجے میں کہا۔ شیرو دادا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شیرو دادا عمران کو لے کر ایک دیوار کے پاس آیا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں جوتے کی ضرب لگائی تو درمیان سے دیوار پھٹ گئی اور وہاں ایک دروازہ سا بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

شیرو دادا سیڑھیاں اترنے لگا۔ عمران بھی مشین گن ہاتھ میں لئے اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے اتر کر وہ ایک راہداری میں آ گئے راہداری بالکل خالی تھی۔ شیرو دادا عمران کو لئے ہوئے راہداری کے اختتام پر ایک دروازے کے پاس آ گیا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کون ہے"۔ اندر سے ایک تیز اور گرجدار آواز سنائی دی۔

"شیرو دادا ہوں باس"۔ شیرو دادا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں آئے ہو"۔ اندر سے پہلے سے زیادہ کرخت اور غصیلے لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس بار میں ایک بلیک کنگ نامی غنڈہ آیا تھا اس نے بار میں ہمارے کئی آدمیوں کو ہلاک کر ڈالا ہے اور ہماری بہت بڑی رقم اڑا کر لے گیا ہے۔ میں بھی بری طرح سے زخمی ہوں"۔ شیرو دادا نے کہا۔

اس کی بات سن کر عمران چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔ شیرو دادا جس طرح عمران کے لئے راہ ہموار کر رہا تھا یہ واقعی انتہائی حیرت انگیز بات تھی۔ وہ شاید عمران کی ماہرانہ لڑائی سے بے حد مرعوب ہو گیا



تھا۔ جو اس طرح عمران کے ساتھ تعاون کر رہا تھا۔ یا پھر اس تعاون کے پیچھے اس کا کچھ اور مقصد تھا جسے عمران نہ سمجھ پا رہا تھا۔

"کیا، ایک معمولی غنڈہ تمہاری موجودگی میں بار میں داخل ہو کر قتل و غارت کرتا رہا اور رقم لوٹ کر لے گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کون تھا غنڈہ جس نے ماسٹر کے سلور بار میں ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی ہے"۔ اندر سے دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی اور یکدم دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک گول مٹول خوفناک چہرے والے ادھیڑ عمر شخص کا چہرہ دکھائی دیا۔ عمران جلدی سے شیرو دادا کی آڑ میں ہو گیا تھا تاکہ اس پر نظر پڑتے ہی ماسٹر کوئی غیر معمولی حرکت نہ کر سکے۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہو گئیں۔ جب اس نے دیکھا۔ جیسے ہی ماسٹر نے دروازہ کھولا شیرو دادا کی ٹانگ حرکت میں آئی اور ماسٹر کسی ٹھوکر لگے ہوئے فٹ بال کی طرح اڑتا ہوا اور چیختا ہوا اندر جا گرا۔

"آؤ اندر"۔ شیرو دادا نے عمران سے کہا اور تیزی سے اندر چلا گیا جہاں ادھیڑ عمر ماسٹر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شیرو دادا نے اس کی کمر میں ایک بار پھر لات مار دی۔ ماسٹر چیختا ہوا کسی گیند کی طرح دور تک لڑھک گیا۔

"شیرو دادا، یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تم، تم"۔ ماسٹر نے تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ پھر شیرو دادا کے پیچھے خوفناک چہرے والے غنڈے اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن

دیکھ کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

" یہ ہے بلیک کنگ جس نے بار میں بے شمار غنڈوں کو ہلاک کیا ہے اور مجھے بھی لڑائی میں شکست دے دی ہے۔ میں اس کے لڑنے کے انداز سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ اس سے لڑتے ہوئے مجھے بھی احساس ہو گیا ہے کہ اس دنیا میں شیرو دادا سے بھی بہتر لڑاکا موجود ہے اور تم تو جانتے ہو کہ میں بہادروں اور اس قدر دلیرانہ انداز میں لڑنے والوں کی انتہائی قدر کرتا ہوں۔ اس نے لڑائی میں مجھے زبردست انداز میں شکست دی ہے اس لئے میں آج سے تمہارا نہیں بلکہ اس کا غلام ہوں۔ میں اصول پسند آدمی ہوں اور اپنے سے برتر کی عزت کرنا اور اس کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ شیرو دادا نے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ شیرو دادا واقعی کھلے دل کا مالک معلوم ہوتا تھا جس نے نہ صرف عمران سے شکست تسلیم کر لی تھی بلکہ وہ اس کے ساتھ تعاون بھی کر رہا تھا۔ ورنہ اس قدر خطرناک بار میں جہاں ہر طرف خوفناک غنڈوں کا راج تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اس نے وہاں اکیلے آکر غلطی کی تھی۔ اپنے ساتھ کم از کم اسے جوزف یا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو ہی لے آنا چاہئے تھا تاکہ وہ اوپر بار میں غنڈوں کو سنبھال لیتا اور وہ اطمینان سے ماسٹر پر ہاتھ ڈال دیتا۔ اب شیرو دادا نے یہ سب کہہ کر اس کے لئے سب کام آسان بنا دیئے تھے۔ اسے اس جیسے اصول پسند اور کھلے دل سے شکست تسلیم کرنے والوں سے بے پناہ خوشی حاصل ہوتی تھی۔



" کک، کیا اس حقیر غنڈے نے تمہیں شکست دے دی ہے۔ تت، تم اس معمولی غنڈے سے مار کھا گئے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ ماسٹر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو سچ ہے وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے"۔ شیرو دادا نے کہا۔

"بہت خوب شیرو دادا۔ مجھے تمہارا جواب سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ میں تم جیسے انسانوں کی قدر کرتا ہوں۔ اس لئے تم آج سے میرے دوست ہو غلام نہیں"۔ عمران نے کہا تو شیرو دادا کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت انگیز چمک آ گئی جیسے یہ بات کہہ کر عمران نے اس کا دل جیت لیا ہو۔

" تم اعلیٰ ظرف کے مالک ہو بلیک کنگ۔ میں تم سے دوستی کر کے فخر محسوس کر رہا ہوں۔ تم ماسٹر سے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ اس کے بعد میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔ یہ ایک عرصہ سے سلور بار میں سانپ بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ آج تمہاری وجہ سے مجھے اس کا سر کچلنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس لئے میں اسے کسی صورت میں نہیں چھوڑوں گا۔ سلور بار کا باس آج سے یہ نہیں میں ہوں گا اور تم اس بار کے میرے برابر کے پارٹنر ہو گے"۔ شیرو دادا نے کھل کر سامنے آتے ہوئے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب اسے شیرو دادا کے اس طرح تعاون اور اس سے شکست تسلیم کرنے کا اصل مقصد کا پتہ چل گیا تھا۔ شیرو دادا ماسٹر کو مار کر سلور بار پر قبضہ کرنا

چاہتا تھا۔ جس کے لئے وہ نجانے کب سے انتظار کر رہا تھا۔ اب وہ ماسٹر کو ہلاک کر کے اس کی موت کا سارا الزام عمران پر عائد کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ سلور بار کے غنڈوں کو آسانی سے مطمئن کر سکے۔ بار کے غنڈوں نے اسے شیرو دادا کو شکست دیتے دیکھ لیا تھا اس لئے انہیں یقین آ جاتا کہ واقعی بلیک کنگ ماسٹر کو وہاں ہلاک کرنے کے لئے ہی آیا تھا۔ ماسٹر کو ہلاک کر کے شیرو دادا یقیناً اس کا بھی خاتمہ کر دیتا۔ یہ غنڈے ایسے ہی ہوتے ہیں جن کا کوئی دین مذہب نہیں ہوتا۔ عمران کے دل میں شیرو دادا کے لئے جو قدر جاگی تھی وہ جھاگ کی طرح بیٹھتی چلی گئی۔

"تم بہت بڑی بھول کر رہے ہو شیرو دادا۔ میں......." ماسٹر نے اتنا ہی کہا تھا کہ شیرو دادا کا ہاتھ گھوما اور ماسٹر بری طرح سے چیختا ہوا دور جا گرا۔ شیرو دادا کے طاقتور ہاتھ نے اس کا گال پھاڑ دیا تھا۔ اس کے منہ سے خون کی بوندیں ٹپکنے لگی تھیں۔

"اسے چھوڑ دو اور دروازہ بند کر دو شیرو دادا۔ میں اس سے خود بات کروں گا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ شیرو دادا نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ پلٹتا عمران نے اس کی جانب گن کا رخ کر دیا۔ اس کی گن سے گولیوں کی بوچھاڑ نکلی اور شیرو دادا کا جسم شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنتا چلا گیا۔ شیرو دادا کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ وہ اچھل کر دروازے سے ٹکرایا اور پھر الٹ کر فرش پر گر پڑا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت



ہوتا چلا گیا۔

"یہ، یہ تم نے کیا کیا۔ تت، تم۔ تم......." ماسٹر نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"۔ عمران نے گن کا رخ اس کی جانب کرتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ ماسٹر سہمے ہوئے انداز میں اٹھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ خود ہی سر پر رکھ لئے۔ عمران نے جیب سے سیف میں موجود آٹومیٹک کیمرے کی بنائی ہوئی تصویر نکالی اور اس کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لڑکی کون ہے اور اس سے تمہارا کیا تعلق ہے"۔ عمران نے بغور اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تصویر دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ماسٹر بری طرح سے چونک پڑا لیکن اس نے جلدی سے خود کو سنبھال لیا۔

"کک، کون ہے یہ۔ میں اسے نہیں جانتا"۔ اس نے عمران سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، دیکھو ماسٹر۔ مجھے اس لڑکی کے بارے میں سب کچھ بتا دو۔ میں اوپر ہال میں لاشوں کے انبار لگا کر آیا ہوں اور تمہارے سامنے شیرو دادا کو سزا دی ہے ایسا نہ ہو تم بھی میرے ہاتھوں بے موت مارے جاؤ"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم، میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں اس لڑکی کو نہیں جانتا"۔ ماسٹر نے جلدی سے کہا۔

"مجھے سختی پر مجبور مت کرو ماسٹر۔ تم اس لڑکی کو اچھی طرح سے جانتے ہو۔ اس کے کانوں میں گرین روز کے مخصوص ٹاپس ہیں جو تمہارے سلور بار کا مخصوص نشان ہے۔ اس لئے مجھ سے اڑنا فضول ہے۔ ابھی میری انگلیاں سیدھی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے انگلیاں ٹیڑھی کرنا پڑیں۔ اگر ایسا ہوا تو نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا یہ بار رہے گا۔ تم مجھے نہیں جانتے۔ میں چاہوں تو تمہارے بار کو تمام غنڈوں سمیت ایک لمحے میں جلا کر راکھ بنا سکتا ہوں اور یہ مت سمجھنا کہ میں یہاں اکیلا آیا ہوں۔ اوپر ہال میں میرے کئی آدمی موجود ہیں جو اگر حرکت میں آ گئے تو سلور بار کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے"۔ عمران نے بڑے سرد لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ چکا ہوں۔ جب میں اس لڑکی کو نہیں جانتا تو میں اس کے بارے میں تمہیں کیا بتاؤں"۔ ماسٹر نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔ عمران چند لمحے اس کی جانب غور سے دیکھتا رہا۔ ماسٹر کی آنکھوں میں بے پناہ فکرمندی اور الجھن کے سائے لہرا رہے تھے۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے۔ تم اپنا منہ دوسری طرف کر لو۔ خبردار اگر کوئی حرکت کی تو میں گولی چلا دوں گا"۔ عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔ کیونکہ اچانک ہی اس کی کلائی پر ضربیں لگنا شروع ہو گئی تھیں۔ شاید کوئی ممبر یا بلیک زیرو اسے کال کر رہا تھا۔ ماسٹر سمجھا کہ بلیک کنگ وہاں سے مایوس ہو کر نکلنا چاہتا ہے اس لئے وہ غیر ارادی طور پر جلدی



سے دوسری طرف مڑ گیا۔ عمران دبے قدموں تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ کر اس کا دستہ اچانک ماسٹر کے سر پر مار دیا۔ ماسٹر کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر گر پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگائی جس سے ماسٹر کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہیں عمران نے دروازے اور کمرے کی دیواروں کی ساخت دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لئے اسے وہاں کال رسیو کرنے میں کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اس نے گن میز پر رکھی اور جلدی سے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو صفدر کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"یس عمران اٹنڈنگ یو۔ دس اینڈ۔ اوور"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کہاں ہیں۔ ہم نے چیف کے حکم سے اس لڑکی کو ٹریس کر لیا ہے۔ جس کی تلاش کا انہوں نے ہمیں حکم دیا تھا۔ اوور"۔ صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران ایک طویل سانس لینے لگا۔ اسے بلیک زیرو کی ذہانت پر بے حد خوشی ہوئی تھی جس نے اس کے سلور بار میں جانے کے باوجود ممبران کو لڑکی کی تلاش پر لگا دیا تھا اور شاید اسی نے ممبران کو ہدایات کی تھیں کہ وہ لڑکی کا پتہ چلنے پر سب

سے پہلے عمران کو اطلاع دیں۔ اس لئے صفدر نے اسے کال کیا تھا۔

"گڈ، کہاں ہے وہ لڑکی اور تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"میں ایئرپورٹ پر ہوں۔ لڑکی بھی یہیں موجود ہے۔ وہ ایک سپیشل ہیلی کاپٹر چارٹرڈ کرا کے کراٹ جزیرے کی طرف جانا چاہتی تھیں۔ میں نے اسے ایئرپورٹ سیکورٹی کے ساتھ مل کر امیگریشن روم میں روک لیا ہے۔ وہ بے پناہ شور مچا رہی ہے اور اپنے اثر و رسوخ کی دھمکیاں دے رہی ہے۔ اوور"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ہونہہ، تمہارے ساتھ اور کون ہے۔ اوور"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تنویر اور خاور ہیں میرے ساتھ۔ اوور"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس لڑکی کو بے ہوش کر کے تم رانا ہاؤس میں لے جاؤ۔ خاور اور تنویر کو کہو کہ وہ اسلحہ لے کر فوری طور پر گرین روڈ پر سلور بار میں آ جائیں۔ میں نے سلور بار کے ہال میں کئی غنڈوں کو مار دیا ہے۔ میں اس وقت اس بار کے تہہ خانے میں موجود ہوں۔ وہ جلد سے جلد بار میں پہنچ کر غنڈوں کو کور کریں تاکہ میں یہاں سے نکل سکوں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، کیا آپ خطرے میں ہیں۔ اوور"۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں، میں بار کے غنڈے ماسٹر کو یہاں سے نکالنا چاہتا ہوں۔



میں نہیں چاہتا کہ کوئی اسے نقصان پہنچانے یا مجھ سے لڑنے کی کوشش کرے۔ یہاں پہلے ہی بے پناہ قتل و غارت ہو چکی ہے۔ اب میں مزید قتل و غارت نہیں چاہتا۔ اوور"۔ عمران نے خلاف معمول سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ اوور"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ عمران نے جواب دیا اور واچ ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ لڑکی کے مل جانے سے وہ خاصا مطمئن ہو گیا تھا۔ لڑکی شاید فائلیں لے کر وہاں سے فرار ہو رہی تھی لیکن وہ چارٹرڈ ہیلی کاپٹر سے جزیرہ کراٹ کیوں جا رہی تھی۔ جزیرہ کراٹ تو پاکیشیا کی حدود میں تھا اور بالکل ویران اور بے آباد تھا۔ لڑکی اس جزیرے میں جا کر کیا کرنا چاہتی تھی اور وہ بھی چارٹرڈ ہیلی کاپٹر کے ذریعے۔ عمران حیرانی سے سوچنے لگا۔ بہرحال لڑکی ہاتھ آ گئی تھی۔ اب اس سے سب کچھ اگلوا لینا عمران کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ وہ ماسٹر سے یہاں بھی پوچھ گچھ کر سکتا تھا مگر وہ اسے اپنے ساتھ رانا ہاؤس لے جانا چاہتا تھا تاکہ وہ ان دونوں سے وہاں اطمینان سے پوچھ گچھ کر سکے۔ ماسٹر بے ہوش پڑا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ماسٹر کے کمرے کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ میز کی دراز سے اسے ایک مائیکرو فلم ملی جسے اس نے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ دوسری چیزوں کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔ دیواروں میں اسے چند خفیہ خانے نظر آئے جو

اس کی تیز نگاہوں سے نہ چھپ سکے تھے۔ان میں سے عمران کو مختلف فائلیں اور کاغذات ملے۔ان فائلوں اور کاغذات کو دیکھ کر عمران کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئیں۔

"اوہ، یہ ماسٹر تو کافرستان کا فارن ایجنٹ ہے"۔اس کے منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔اس نے جلدی سے فائلیں اور کاغذات میز پر رکھے اور ایک بار پھر وہاں کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔



پھول وتی کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں انگاروں کی طرح سے دہک رہی تھیں۔ وہ اس وقت ایئرپورٹ کے ایک سپیشل روم میں مقید تھی اور زخمی شیرنی کی طرح ادھر ادھر ٹہلتی پھر رہی تھی۔

زاشال سے بات کرنے کے بعد اس نے باس ماسٹر سے بات کی اور اسے زاشال کے حکم سے آگاہ کرتے ہوئے ایک ہیلی کاپٹر چارٹرڈ کرا لیا تھا۔جس کے ذریعے وہ سیاہ مورتی کی تلاش میں جزیرہ کراٹ جلد سے جلد پہنچنا چاہتی تھی۔جزیرہ کراٹ دارالحکومت سے بہت دور اور سمندر میں تھا۔جہاں جانے کے لئے اسے وہاں سے دوسرے صوبے میں جانا پڑتا اور پھر وہاں سے کسی لانچ یا اسٹیمر میں ہی بیٹھ کر وہ جزیرے پر جا سکتی تھی۔ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ یہاں سے براہ راست جزیرے تک پہنچ سکتی تھی۔جہاں کافرستانی طیارہ کریش ہوا تھا۔

لازمی بات ہے اس جزیرے کا کنٹرول ملٹری انٹیلی جنس اور نیوی والوں نے سنبھال لیا ہوگا۔ ان کی موجودگی میں جزیرے پر جانا اور وہاں سے سیاہ مورتی کو تلاش کرنا اس کے لئے بے حد مشکل کام تھا۔ جزیرے پر جانے اور وہاں آزادی سے گھومنے پھرنے اور مورتی کو تلاش کرنے کے لئے اس نے عجلت میں انٹرنیشنل نیوز رپورٹر کے کاغذات اور کارڈ حاصل کر لئے تھے۔ اس کام کے لئے اس کے باس ماسٹر نے ہی انتظام کیا تھا۔ نیوز رپورٹر کی حیثیت سے اس کے لئے ہیلی کاپٹر ہائر کرنا اور جزیرہ کرات پر جانا کوئی مسئلہ نہ رہا تھا۔

وہ اپنی تمام تیاری مکمل کر کے اور ہلکا پھلکا میک اپ کر کے ایئرپورٹ پر پہنچ گئی۔ امیگریشن میں وہ اپنے کاغذات کی پڑتال کرا رہی تھی کہ اچانک ایئرپورٹ کا سیکورٹی چیف اس کے پاس آگیا۔ اس نے پھول وتی کو بتایا کہ ابھی اس کا چارٹرڈ کیا ہوا ہیلی کاپٹر تیار نہیں ہے۔ چند انٹرنیشنل فلائٹس آ رہی ہیں ان کی آمد کے بعد اس کا ہیلی کاپٹر تیار کیا جائے گا۔ اس وقت تک اسے ویٹنگ روم میں انتظار کرنا ہوگا۔ یہ کوئی اہم اور غیر معمولی بات نہ تھی اس لئے پھول وتی نے اس کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا اور سر ہلا کر سیکورٹی آفیسر کے ساتھ ایک الگ تھلگ کمرے میں آ گئی۔ وہ ویٹنگ روم میں کافی دیر بیٹھی رہی پھر وہاں ایک وجیہہ نوجوان آگیا۔ جس نے سول لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے پھول وتی سے عجیب سے سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ ان سوالوں سے پھول وتی بری طرح سے بوکھلا گئی۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی شخصیت



اس نوجوان کے سامنے عیاں ہو گئی ہو۔ وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگی اور پھر اس نے وہاں بری طرح سے چلانا شروع کر دیا۔ سیکورٹی گارڈز وہاں آگئے انہوں نے جب بتایا کہ اس کے تمام کاغذات چیک کر لئے گئے ہیں اور وہ سب کے سب جعلی ثابت ہوئے ہیں تو پھول وتی کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اس نے ان سب کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں اور ان پر اپنے اثر و رسوخ کا رعب جھاڑنا شروع کر دیا۔ لیکن وجیہہ نوجوان جو صفدر تھا اس نے اس کی دھمکیوں پر مسکرانا شروع کر دیا اور پھر اس کے حکم پر اسے گرفتار کر لیا گیا۔

صفدر، تنویر اور خاور اس لڑکی کی تلاش میں یہاں آئے تھے۔ یہاں کی امیگریشن میں اس کا ایک پرانا دوست تھا۔ وہ اس کے پاس بیٹھے تھے کہ انہیں اسی حلیئے سے ملتی جلتی لڑکی دکھائی دی جس کی تلاش کے لئے ایکسٹو نے ان کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ صفدر کا دوست صفدر کو ملٹری انٹیلی جنس کے کیپٹن کی حیثیت سے جانتا تھا۔ صفدر نے اسے وہاں اپنی آمد کا مقصد بتا دیا تھا۔ اس لڑکی کے چہرے پر میک اپ دیکھ کر وہ چونکا تھا۔ اس کے حکم سے اس لڑکی کو وہاں روکا گیا تھا۔ اس کے بعد صفدر کے کہنے پر لڑکی کے جب کاغذات چیک کرائے گئے تو وہ سو فیصد جعلی ثابت ہوئے تھے۔ جس سے صفدر کو یقین ہو گیا تھا کہ یہی ان کی مطلوبہ لڑکی ہے جسے وہ تلاش کر رہے تھے۔ کاغذات میں لڑکی کا نام سلمیٰ جبیں تھا۔ صفدر نے سیکورٹی گارڈ سے کہہ

کر اسے کمرے میں بند کرا دیا اور خود ٹوائلٹ میں جا کر عمران کو کال کرنے لگا۔

پھول وتی کافی دیر سے کمرے میں بند تھی اور اس کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان لوگوں نے اسے کس طرح سے پہچان لیا تھا۔ باس ماسٹر نے اس کے عجلت میں جو کاغذات بنوائے تھے وہ واقعی جعلی تھے مگر وہ اس قدر مہارت سے تیار کئے گئے تھے کہ ان کے جعلی ہونے کا گمان ہی نہ ہوتا تھا۔ بغیر ریکارڈ چیک کئے ان کاغذوں کے جعلی ہونے کا احتمال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پھر اتنی جلدی یہ سب کچھ کیسے ہو گیا تھا۔ انہوں نے اسے اسی کمرے میں بند کر دیا تھا اور اسے کہیں فون کرنے کی اجازت بھی نہیں دی جا رہی تھی۔ وہ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتی پھر رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور وہی وجیہہ نوجوان مسکراتا ہوا اندر آ گیا جو اس سے اس کی ذات کے متعلق سوالات کر رہا تھا۔

"تم آخر کون ہو اور تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں اصلی رپورٹر نہیں ہوں اور میرے کاغذات جعلی ہیں"۔ پھول وتی نے اس کے اندر آتے ہی اس پر بری طرح سے برستے ہوئے کہا۔

"سوری محترمہ۔ ہمیں ایک مجرمہ کی تلاش تھی جو یہاں ایک جرم کر کے فرار ہو رہی تھی۔ آپ کی شکل اس سے ملتی جلتی تھی اس لئے غلط فہمی کی بنا پر آپ کو روک لیا گیا۔ جعلی کاغذات کا ہم نے آپ پر پریشر ڈالنے کے لئے کہا تھا۔ بہرحال آپ بری الذمہ ہیں۔ آپ جا سکتی



ہیں"۔ صفدر نے مسکرا کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر پھول وتی کے تنے ہوئے اعصاب یکلخت ڈھیلے پڑ گئے اور پھر جیسے ہی صفدر اس کے قریب آیا اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ پھول وتی کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ اچھل کر پیچھے صوفے پر جا گری اور اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی چلی گئی۔

وہ چونکہ ایک خطرناک مجرمہ تھی اس لئے اس سے کوئی بعید نہ تھا کہ اس کے پاس کوئی خطرناک اسلحہ یا بم ہو۔ اس لئے صفدر نے آتے ہی اس کے ساتھ نفسیاتی داؤ کھیلا تھا اور پھر لڑکی کے اعصاب جس طرح سے تنے ہوئے تھے اس سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے فن سے بھی آشنا تھی۔ صفدر اس کے ساتھ لڑ کر کوئی الجھن مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے نفسیاتی وار کر کے اس پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ وہ جیسے ہی بے ہوش ہو کر گری صفدر نے آواز دے کر اپنے سیکورٹی گارڈ دوست کو اندر بلا لیا۔

"آصف، میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اپنے گارڈز سے کہو کہ یہ اسے باندھ کر میری کار میں پہنچا دیں۔ میں اسے اپنے ساتھ ملٹری ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔ اس اثنا میں تم مجھ سے ضروری کارروائی کے کاغذات پر دستخط کرا لو تاکہ بعد میں تمہیں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے"۔ صفدر نے اپنے دوست سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور گارڈز کو اشارہ کیا تاکہ وہ اسے رسیوں سے

باندھ دیں۔ پھر وہ صفدر کو اپنے ساتھ اپنے آفس میں لے گیا۔ اس نے میز کی دراز سے چند کاغذات نکال کر ان پر صفدر سے دستخط کرائے پھر صفدر اس سے ہاتھ ملا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

کچھ ہی دیر میں وہ پھول وتی کو اپنی کار میں ڈالے رانا ہاؤس کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ عمران کی ہدایات کے مطابق اس نے تنویر اور خاور کو سلور بار روانہ کر دیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی کو جلد سے جلد رانا ہاؤس میں جوزف کے حوالے کر کے وہ خود بھی سلور بار پہنچ جائے۔ اس لئے وہ نہایت تیزی سے کار رانا ہاؤس کی طرف لے جا رہا تھا۔

رانا ہاؤس کے گیٹ کے پاس اس نے کار روک کر مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی کھڑکی سے جوزف سر نکال کر باہر جھانکنے لگا۔ صفدر کو پہچان کر اس نے کھڑکی بند کی اور چند لمحوں بعد اس نے گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کھلتے ہی صفدر کار اندر لے گیا۔

"کیا حال ہے صفدر صاحب۔ بڑے عرصے بعد شکل دکھائی ہے۔ کہاں رہتے ہو"۔ جوزف نے اس کے قریب آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں تو خیریت سے ہوں تم سناؤ تم کیسے ہو۔ اور آج کل کیا کر رہے ہو"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس بوریت کے سوا کچھ نہیں ہو رہا۔ سارا دن یہاں چوکیداری کرتا ہوں اور مکھیاں مارتا رہتا ہوں۔ باس کبھی کبھار آتے ہیں تو زندگی میں بہار آجاتی ہے ورنہ........" جوزف نے کہا اور اس کے انداز



پر صفدر بے اختیار ہنس دیا۔

"گویا عمران صاحب نے آج کل تمہاری ڈیوٹی مکھیاں مارنے پر لگا رکھی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں"۔ جوزف نے کہا۔

"چلو اسی بہانے عیش تو کر رہے ہو۔ ہماری طرح تمہیں ہر وقت بھاگ دوڑ تو نہیں کرنی پڑتی"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عیش تو کر رہا ہوں مگر۔ ارے یہ کار میں کون ہے"۔ جوزف کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اس کی نظر کار کی پچھلی سیٹوں پر مڑی تڑی پھول وتی پر پڑ گئی۔

"کوئی مجرمہ ہے۔ اسے بلیک روم میں لے جاؤ۔ عمران صاحب ابھی کچھ دیر میں یہاں آئیں گے اور اس سے خود ہی ضروری پوچھ گچھ کر لیں گے"۔ صفدر نے جواب دیا۔ جوزف نے سر ہلایا اور کار کی طرف بڑھا اور پھر اس کی نظر جیسے ہی پھول وتی کے چہرے پر پڑی وہ یوں بوکھلا کر پیچھے ہٹتا چلا گیا جیسے اسے کسی غیر مرئی طاقت نے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا ہو۔ اس کے منہ سے بے اختیار ڈری ڈری چیخ نکل گئی تھی اور اس کا چہرہ خوف کی زیادتی سے اس بری طرح سے بگڑ گیا تھا جیسے اس نے موت کا چہرہ دیکھ لیا ہو۔ جوزف کو اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتے اور اس کے چہرے پر موت کی زردی پھیلتے دیکھ کر صفدر حیران رہ گیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو لڑکی اسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔

جوزف خوف سے اس بری طرح سے لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کار کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے لڑکی کی جگہ اس نے کسی بدروح کو دیکھ لیا ہو۔

"کیا بات ہے جوزف۔ کیا ہوا ہے۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو"۔ صفدر نے جوزف کی طرف بڑھتے ہوئے حیرت زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ، یہ کون ہے۔ اور تم اسے یہاں کیوں لائے ہو"۔ جوزف نے خوف سے کانپتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ یہ کوئی مجرمہ ہے۔ عمران صاحب کے حکم سے میں اسے یہاں لایا ہوں مگر تم اس قدر ڈر کیوں رہے ہو۔ یہ لڑکی ہے بدروح نہیں"۔ صفدر نے جوزف کی لمحہ بہ لمحہ بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر حیرت اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"بدروح۔ ہاں، اس کے سر پر نیلے کھنڈرات کے سرکنڈوں کی سرخ بدروحیں ناچ رہی ہیں۔ اوہ، اوہ سرخ بدروحوں کا رقص تیز ہوتا جارہا ہے۔ اسے لے جاؤ۔ فار گاڈ سیک اسے یہاں سے لے جاؤ اور اسے لے جا کر کسی پرانے کنویں میں پھینک دو۔ اگر یہ جاگ گئی تو ہر طرف سرخ آندھیاں آجائیں گی۔ سرخ آندھیوں کے آنے سے انسانی سر اچھلنے لگیں گے۔ لاشوں کے انبار لگ جائیں گے۔ بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جائیں گی۔ ہر طرف موت کا بھیانک رقص شروع ہو جائے گا"۔ جوزف خوابناک لہجے میں کہتا چلا گیا۔ اس کی باتیں سن کر



صفدر الجھ سا گیا۔ جوزف کا یہ بدلا ہوا روپ وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا اور اس قدر سہمے ہوئے انداز میں اس کا باتیں کرنا اس کے لئے واقعی تعجب خیز تھا۔ اس سے پہلے اس نے جوزف کو اس قدر خوفزدہ اور ہراساں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"جوزف، تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔ یہ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو"۔ صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم اسے لے جاؤ۔ فار گاڈ سیک اسے لے جاؤ۔ ورنہ میں اسے خود لے جا کر کسی اندھے کنویں میں پھینک دوں گا۔ تم نہیں جانتے، تم کچھ بھی نہیں جانتے"۔ جوزف نے تھرتھراتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز پر صفدر کو غصہ آنے لگا۔ وہ واقعی عجیب اور بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا جو کم از کم اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔

"ہونہہ، تم اس عام اور بے ہوش لڑکی سے خوفزدہ ہو رہے ہو۔ لگتا ہے تم نے پھر شراب پینی شروع کر دی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اسے خود بلیک روم میں لے جا کر بند کر دیتا ہوں"۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور لڑکی کو نکالنے کے لئے اس نے کار کا دروازہ کھول لیا۔ لیکن اسی لمحے جوزف کے حلق سے ڈری ڈری چیخ نکلی اور اس نے آگے بڑھ کر زور سے پیر مار کر کار کا دروازہ بند کر دیا۔

"مت کھولو۔ اسے مت کھولو۔ یہ جاگ جائے گی۔ تم اسے نہیں جانتے یہ سات سروں والے کالے اوتار کی بدصورت بدروح ہے"۔ جوزف نے چیختے ہوئے کہا اور کار کے دروازے کے ساتھ یوں پشت لگا

کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ صفدر کو کار کا دروازہ کسی قیمت پر نہ کھولنے دے گا۔ اب تو سچ مچ صفدر جوزف کے رویئے پر دنگ رہ گیا۔

"جوزف، اس لڑکی کو عمران صاحب نے بھیجا ہے۔ اسے اٹھا کر بلیک روم میں لے جاؤ۔ اگر عمران صاحب کو معلوم ہوا کہ تم مجھے ایسا کرنے سے روک رہے ہو تو وہ تم پر سخت ناراض ہوں گے"۔ صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو میں اس بھیانک بدروح کو باہر نہیں نکالوں گا۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اس بھیانک بدروح کو اندھے کنوئیں میں پھینکنے جارہا ہوں"۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں، تم ایسا نہیں کرو گے۔ رک جاؤ، جوزف میں کہتا ہوں رک جاؤ"۔ صفدر نے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک وہ ہو گیا جس کی توقع صفدر کبھی خواب میں بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جوزف جو گھوم کر کار کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا یکلخت گھوما اور اس نے لات گھما کر پوری قوت سے صفدر کے سینے پر ماردی۔

صفدر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے زمین پر مکا مارا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے بھاگتے ہوئے چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا کار کی چھت پر آکر اس پر سے گھسٹتا ہوا دوسری طرف جوزف سے ٹکرایا اور اسے لئے ہوئے عقب میں الٹ گیا۔ جوزف جو ڈرائیونگ سیٹ پر



بیٹھنے کے لئے کار کا دروازہ کھول رہا تھا صفدر کے اس اچانک حملے سے بری طرح سے الٹ کر گر پڑا۔ صفدر نے اس کے جبڑے پر گھونسہ مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے جوزف نے اسے دونوں ہاتھوں سے پیچھے اچھال دیا۔ صفدر اچھل کر پیچھے کار سے ٹکرایا۔ اسی لمحے جوزف زمین پر بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور اس نے کار سے ٹکرا کر زمین پر واپس آتے ہوئے صفدر کے پہلو میں ٹانگ ماردی۔ صفدر کسی پھرکی کی طرح گھومتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ جوزف اٹھا اور اس نے نہایت تیزی کے ساتھ صفدر پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن اس بار صفدر ہوشیار ہو چکا تھا۔ وہ زمین پر تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ جس کے نتیجے میں جوزف دھماکے سے زمین پر گرا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ فرش سے ٹکرا کر یقیناً اس کے چہرے کا حلیہ بگڑ جاتا۔

صفدر نے زمین پر کروٹ بدلتے ہوئے دونوں ہاتھ زمین پر لگائے اور اچھل کر تیزی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ جوزف بھی تیزی سے پلٹا اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑا ہوا تھا۔ وحشت کے مارے اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"تم حقیر چوہے، تم نے جوزف دی گریٹ پر حملہ کیا۔ تمہاری یہ جرأت میں تمہاری آنتیں نکال دوں گا"۔ جوزف نے غصے سے چنگھاڑتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ جوزف۔ احمقانہ حرکتیں مت کرو۔ تم نہیں جانتے تم کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ"۔ صفدر نے اسے اشتعال میں آتے دیکھ کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ مگر جوزف پر تو جیسے وحشت سوار ہو چکی تھی۔ اس وقت اس کے پہلوؤں پر ہولسٹروں والی پٹی نہیں تھی ورنہ شاید وہ اپنے دونوں ریوالور نکال کر بے دریغ صفدر پر گولیاں برسا دیتا۔ اس نے اس بار نہایت خوفناک انداز میں صفدر پر حملہ کیا تھا جس کا بچاؤ کرنا صفدر کے لئے واقعی مشکل ہو رہا تھا۔ وہ جوزف کو روکنے اور اسے سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے جوزف اپنا ذہنی توازن کھو چکا ہو۔ اس نے اچانک صفدر پر جھپٹا مارا جیسے وہ صفدر کو دونوں ہاتھوں سے دبوچ لینا چاہتا ہو۔ صفدر نے تیزی سے ایک طرف ہونے کی کوشش کی مگر یہیں سے وہ مار کھا گیا۔ جوزف نے اسے بڑا خوبصورت ڈاج دیا تھا۔ صفدر جیسے ہی دوسری طرف ہوا جوزف نے بھی اپنا رخ اس کی طرف موڑ دیا اور پھر جوزف کے سر کی ٹکر پوری قوت سے صفدر کی ناک پر پڑی۔ صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ناک پچک گیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ گیا۔ اس نے ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے جوزف کا بھرپور مکا اس کی کنپٹی پر پڑا۔ اب تو صفدر یوں لہرانے لگا جیسے اس نے شراب کی کئی بوتلیں چڑھا لی ہوں۔ اس کے دل و دماغ پر اندھیرے کی یلغار ہونے لگی۔ جوزف نے انتہائی جارحانہ انداز میں یکے بعد دیگرے دو تین مکے اس کے سر پر مار دیئے۔ صفدر ایک



دھماکے سے زمین پر گر پڑا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے جوزف نے اس کے سر پر ہتھوڑے مار کر اس کے سر کے پرخچے اڑا دیئے ہوں اور پھر اس کے ذہن پر یکلخت اندھیرے کی دبیز چادر پھیلتی چلی گئی۔

"ہونہہ، بزدل چوہا۔ جوزف دی گریٹ سے اڑنے کی کوشش کر رہا تھا"۔ جوزف غرایا اور پھر وہ تیزی سے کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ پچھلی سیٹ پر پھول وتی بدستور بے ہوش پڑی تھی۔ جوزف نے کار سٹارٹ کی اور اسے بیک کرتا ہوا رانا ہاؤس سے باہر نکال لایا۔ رانا ہاؤس سے باہر آتے ہی اس نے کار کا رخ سڑک کی جانب کیا اور کار کے ایکسیلیٹر پر یکلخت پورا دباؤ ڈال دیا۔ کار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح سامنے کی جانب دوڑتی چلی گئی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی جسے سن کر بلیک زیرو چونک پڑا۔اس نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا چائے کا کپ میز پر رکھا اور آگے بڑھ کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص گھمبیر لہجے میں کہا۔

" سلطان سپیکنگ "۔ دوسری جانب سے سر سلطان کی باوقار آواز سنائی دی۔

" اوہ، یس سر۔ میں طاہر بول رہا ہوں "۔ بلیک زیرو نے اس بار نارمل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" طاہر، عمران کہاں ہے "۔ سر سلطان نے پوچھا۔

" عمران صاحب ایک کیس کے سلسلے میں سلور بار گئے ہیں جناب "۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کیا کیس ہے "۔ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔



" معلوم نہیں جناب۔ عمران صاحب تھوڑی دیر پہلے آئے تھے اور مجھے صرف انہوں نے اتنا ہی بتایا تھا کہ وہ کسی مجرم کے سلسلے میں سلور بار جا رہے ہیں۔ تفصیلات کے بارے میں انہوں نے واپس آکر بتانے کے لئے کہا تھا "۔ بلیک زیرو نے گول مول لہجے میں کہا۔ اہم فائلیں چونکہ عمران کے فلیٹ سے غائب کی گئی تھیں اور ان فائلوں کو لے جانے والی ایک لڑکی تھی اس لئے عمران کی اجازت کے بغیر وہ سر سلطان کو کچھ بتانے سے گریز کر رہا تھا۔

" اچھا ٹھیک ہے۔ وہ آئے تو اسے کہنا کہ مجھ سے فوری طور پر بات کرے۔ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے "۔ سر سلطان نے کہا۔

" کیا معاملہ ہے سر۔ مجھے بتا دیں "۔ بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

" دو روز قبل جزیرہ کراٹ کی طرف کافرستان کا ایک مسافر بردار طیارہ انٹرنیشنل لائن کراس کرتا ہوا آ گیا تھا۔ طیارے کے پائلٹ کو وائرلیس کال کر کے واپس جانے کے لئے کہا گیا لیکن طیارے سے وائرلیس کال رسیو ہی نہیں کی۔ ڈیفنس سیکورٹی کے تحت نیوی ایئر بیس کے چار جنگی طیاروں نے اس مسافر بردار کافرستانی طیارے کو گھیر لیا۔ ان کی رپورٹ کے مطابق کافرستانی طیارے کے پائلٹ اور اس کے معاونین کو جیسے اس بات کا ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ پاکیشیائی حدود میں ہیں اور انہیں پاکیشیائی جنگی طیاروں نے گھیر رکھا ہے۔ وائرلیس کال کے ساتھ ساتھ جنگی طیاروں کے پائلٹوں نے مسافر بردار طیارے کے پائلٹ اور اس کے ساتھیوں کو اپنی طرف ہر

ممکن طریقے سے متوجہ کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ طیارے کے اردگرد فائرنگ بھی کی گئی تھی لیکن اس کے باوجود طیارے کا پائلٹ ان کی طرف متوجہ نہ ہوا اور پھر جیسے ہی وہ طیارہ جزیرہ کراٹ پر سے گزرنے لگا طیارے کو اچانک زوردار جھٹکے لگنا شروع ہو گئے اور پھر وہ نوک کے بل نہایت تیزی سے جزیرہ کراٹ کی سخت اور ٹھوس چٹانوں میں گر کر تباہ ہو گیا"۔ سر سلطان یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"اوہ، بڑی عجیب و غریب بات بتا رہے ہیں آپ۔ کسی وجہ سے طیارے کا وائرلیس سسٹم خراب ہونے کی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن چار جنگی طیاروں کا طیارے کو گھیرنا اور اس پر فائرنگ کرنے پر بھی کافرستانی طیارے کے پائلٹ اور کو پائلٹ کا ان کی طرف متوجہ نہ ہونا، انتہائی حیران کن اور ناقابل یقین بات لگتی ہے"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اس سے بھی عجیب اور پراسرار بات یہ ہے کہ طیارے کے گرنے کے بعد نیوی والے جب اس جزیرے پر گئے تو وہاں طیارے کا ملبہ دور دور تک بکھرا ہوا تھا۔ طیارے کا کوئی فرد زندہ نہیں بچا تھا۔ نیوی کے کمانڈنگ آفیسر جزیرے پر گھوم پھر رہے تھے کہ اچانک وہاں عجیب و غریب واقعات رونما ہونے لگے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"کیسے واقعات"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"نیوی والوں کی رپورٹس کے مطابق وہاں اچانک ایک تیز اور



خوفناک زناٹے دار آواز پیدا ہوتی ہے اور چلتے پھرتے انسانوں کے سر کٹ کر یوں دور جا گرتے ہیں جیسے پرانے زمانے کے لوگ تلوار کے ایک ہی وار سے انسانوں کا سر قلم کر دیتے تھے۔ اب تک وہاں نیوی والوں کے تقریباً بیس آدمیوں کے سر کٹ چکے ہیں جن میں کمانڈنگ آفیسر طاہر جاوید بھی شامل ہیں"۔ سر سلطان نے کہا۔ ان کی بات سن کر بلیک زیرو کا چہرہ حیرت سے بگڑ گیا۔

"بیس انسانوں کے سر کٹ چکے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی تو بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جن لوگوں کے سر کٹے تھے ان کے جسموں سے خون یوں غائب ہو گیا تھا جیسے خون نام کی کوئی چیز ان کی رگوں میں موجود ہی نہ ہو"۔ سر سلطان نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز۔ جزیرہ کراٹ میں کافرستانی طیارے کا یوں گر کر تباہ ہونا۔ نیوی والوں کا اس جزیرے پر جانا۔ ان کے سروں کا کٹ کر گرنا اور پھر ان کے جسموں میں خون نہ ہونا۔ یہ تو بڑی عجیب اور سنسنی خیز باتیں بتا رہے ہیں آپ جناب۔ خود بخود کسی انسان کا سر کیسے کٹ سکتا ہے اور پھر سر کٹنے پر ان کے جسموں سے خون نہ نکلے یہ سب کیسے ممکن ہے"۔ بلیک زیرو حیرت بھرے لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"ان سب باتوں پر تو میں خود بے حد حیران و پریشان ہوں۔ میں

نے عمران کو اسی لئے فون کیا تھا۔ وہ اگر ذاتی طور پر تحقیق کرے تو پتہ چل سکتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی عمران صاحب ہی اس حیرت انگیز اور ناقابل یقین معاملے پر تحقیق کر کے اس کے بارے میں کچھ معلوم کر سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہم نے طیارے کی تباہی کی اطلاع کافرستان کو دے دی ہے۔ ان کی تحقیقاتی ٹیم وہاں سے روانہ ہو چکی ہے۔ شاید شام تک وہ جزیرہ کراٹ پہنچ جائے۔ ان کے ہمراہ خود کافرستانی وزیر خارجہ آ رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ جزیرہ کراٹ میں کافرستانی وزیر خارجہ یا ان کی تحقیقاتی ٹیم پہنچے۔ عمران خاص طور پر وہاں جا کر معلوم کر لے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ تم جانتے ہو ان دنوں کافرستان اور پاکیشیا کے حالات نارمل ہیں۔ اگر ان کا کوئی آدمی یا وزیر خارجہ کو کسی قسم کا نقصان پہنچا تو وہ ہمارے لئے کیا مصیبت کھڑی کر سکتے ہیں اس کا تم اندازہ خود کر سکتے ہو"۔ سر سلطان نے سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر۔ اگر عمران صاحب نہ آئے تو جزیرے پر میں خود جا کر تحقیق کروں گا۔ آپ اگر سرکاری طور پر جزیرے کا تمام انتظام سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیں تو ہمارے لئے اور زیادہ آسانی ہو جائے گی"۔ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے احکامات پہلے ہی جاری کر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ



صدر مملکت کے احکامات کے مطابق کافرستان سے آنے والے تمام مہمانوں کی حفاظت کی بھی تمام تر ذمہ داری سیکرٹ سروس کو سونپ دی گئی ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ مطمئن رہیں جناب۔ ایکسٹو اپنے فرائض بخوبی جانتا ہے"۔ بلیک زیرو نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ بہرحال تمام صورتحال تمہارے سامنے ہے۔ عمران یا تم اس سلسلے میں فوری طور پر حرکت میں آجاؤ"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب، ایسا ہی ہوگا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے گڈ بائی"۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رابطہ منقطع کر دیا۔ بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پریشانی کے عالم میں جزیرہ کراٹ پر پیش آنے والے حیرت انگیز اور ناقابل یقین واقعات کے متعلق سوچنے لگا۔

رانا ہاؤس کے گیٹ پر کار رکتے ہی عمران کے چہرے پر تشویش ابھر آئی۔ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ گیٹ کے قریب مخصوص نشست پر اسے جوزف بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ حالانکہ عمران نے جوزف کو انتہائی سختی سے اس بات کا پابند کر رکھا تھا کہ وہ اس طرح گیٹ کھلا نہیں چھوڑا کرے ۔ رانا ہاؤس سیکرٹ سروس کا سیکنڈ ہیڈ کوارٹر تھا جس کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری اس نے جوزف کے سپرد کر رکھی تھی۔

عمران سلور بار سے بے ہوش ماسٹر کو تنویر اور خاور کے ذریعے اٹھا کر نہایت آسانی سے باہر لے آیا تھا اور پھر وہ خاور کی کار میں ایک ساتھ رانا ہاؤس کی جانب روانہ ہوئے تھے ۔ راستے میں خاور اور تنویر نے نئے کیس کے شروع ہونے کے بارے میں عمران کو کریدنے اور اس سے کچھ پوچھنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن عمران جب تک



خود اپنی مرضی سے کسی کو کچھ بتانے کے لئے تیار نہ ہوتا اس سے کچھ اگلوا لینا ناممکنات میں سے تھا۔ عمران بڑی خوبصورتی سے انہیں باتوں میں لگا کر رانا ہاؤس لے آیا تھا۔

"اوہ، یہ کیا۔ یہ رانا ہاؤس کا گیٹ کیوں کھلا ہوا ہے اور جوزف کہاں ہے"۔ خاور نے رانا ہاؤس کے کھلے ہوئے گیٹ کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور کار اندر لے گیا۔

پورچ میں انہیں ایک جگہ صفدر پڑا دکھائی دیا۔ اسے اس طرح بے ہوشی کے عالم میں زمین پر پڑا دیکھ کر خاور اور تنویر بوکھلا کر جلدی سے کار سے اترے اور دوڑتے ہوئے اس کے پاس چلے گئے ۔ عمران بھی کار سے اترا اور قدرے حیرانی اور پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے مڑ کر ایک دیوار پر لگے ہوئے بٹن کو دبا کر گیٹ بند کر دیا۔

"صفدر کو اٹھا کر اندر لے جاؤ۔ میں ماسٹر کو بلیک روم میں پہنچا کر آتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔ تنویر اور خاور نے سر ہلا کر صفدر کو اٹھایا اور اسے ایک کمرے کی طرف لے گئے جبکہ عمران نے کار سے ماسٹر کو نکالا اور اسے اٹھا کر بلیک روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

ماسٹر کو بلیک روم میں اس نے راڈز والی کرسی پر جکڑا اور وہاں سے نکل کر سیدھا اس کمرے میں آگیا جہاں تنویر اور خاور صفدر کو لے گئے تھے ۔ صفدر کو وہ دونوں ہوش دلا چکے تھے ۔

"عمران صاحب، جوزف۔ جوزف اس لڑکی کو لے گیا ہے"۔ عمران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر صفدر نے جلدی سے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

"کیا کہا۔ جوزف لڑکی کو لے گیا ہے۔ کہاں اور کیوں"۔ عمران نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ وہ اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ صفدر جس لڑکی کو رانا ہاؤس لایا تھا اس نے ان کے خلاف کارروائی کی ہوگی۔ اس نے صفدر اور جوزف کی بے احتیاطی کی وجہ سے ان پر غلبہ پا لیا ہوگا اور صفدر کی کار لے کر فرار ہو گئی ہوگی۔ پھر جوزف اس کے پیچھے لگ گیا ہوگا۔ مگر صفدر اسے عجیب ہی کہانی سنا رہا تھا کہ جوزف لڑکی کو لے گیا ہے۔

"جوزف کا شاید دماغ الٹ گیا تھا عمران صاحب۔ میں اس لڑکی کو لے کر رانا ہاؤس آیا اور جوزف سے کہا کہ وہ اس لڑکی کو اٹھا کر بلیک روم میں لے جائے۔ پہلے تو وہ اچھا بھلا مجھ سے باتیں کر رہا تھا اور اس نے میری بات بھی مان لی تھی۔ لڑکی کو اٹھانے کے لئے وہ جیسے ہی کار کی طرف بڑھا اور اس کی نظریں لڑکی کے چہرے پر پڑیں تو وہ یوں چیختا ہوا پیچھے ہٹ گیا جیسے لڑکی نے یکلخت پسٹل نکال کر اس پر فائر کر دیا ہو"۔ یہ کہہ کر صفدر ایک لمحے کے لئے رکا پھر جلدی جلدی وہ اسے جوزف کی غیر معمولی حرکات کے بارے میں بتانے لگا جسے سن کر تنویر اور خاور کے چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے۔ عمران بھی پریشان ہو گیا تھا۔



"حیرت ہے۔ شب تار کی اولاد کو یہ بیٹھے بٹھائے کیا سوجھ گئی جو اس قسم کی حرکت کر بیٹھا۔ کیا کہا تھا اس نے ذرا پھر سے بتانا"۔ عمران نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کچھ بھی ہو جائے۔ وہ اس بھیانک بدروح کو کار سے نہیں نکالے گا اور اسے وہ کسی اندھے کنویں میں لے جا کر پھینک دے گا"۔ صفدر نے جوزف کے الفاظ دہراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ لڑکی میں آخر اسے ایسی کون سی خاص بات نظر آ گئی تھی جسے وہ بھیانک بدروح کہہ رہا تھا"۔ عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"کچھ بھی ہو عمران نے خواہ مخواہ اس کالے دیو کو اپنے سر پر چڑھا رکھا ہے۔ آج اس نے صفدر پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ کل وہ کچھ بھی کر سکتا ہے، ہونہہ۔ اگر میں صفدر کی جگہ ہوتا تو اسے گولی مار دیتا"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، اب وہ آئے گا تو میں اسے اتار کر تمہیں اپنے سر پر چڑھا لوں گا۔ لیکن تمہیں میرے ساتھ وعدہ کرنا ہوگا کہ میرے سر پر چڑھ کر تم پھسلو گے نہیں۔ کیونکہ تم پھسل گئے تو لامحالہ اپنے ہاتھ پیر تڑوا بیٹھو گے۔ ہاتھ پیر تڑوا کر تم میری ہونے والی بیوی کے وہ فرائض سرانجام نہیں دے سکو گے جو عین رخصتی کے وقت ایک بھائی کی ذمہ داری ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا۔ اس کی بات سن کر صفدر اور خاور کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ تنویر کا چہرہ غصے سے

سرخ ہو گیا۔ وہ عمران کے اس ذو معنی جملے کا مطلب اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا۔

"اپنی اوقات میں رہا کرو عمران۔ ایسا نہ ہو کسی دن سچ مچ میرے ہاتھوں اپنی گردن تڑوا بیٹھو"۔ تنویر غرایا۔

"یہ بات جولیا کے سامنے کہنا۔ تب وہ تمہیں بتائے گی کہ تم میری گردن توڑ بھی سکتے ہو یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔ اس کی بات سن کر صفدر اور خاور کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ جبکہ تنویر تلملا کر رہ گیا۔ اس نے غصے سے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا پھر سختی سے بھینچ لیا۔ شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ اگر اسی طرح تلملاتا رہا تو عمران اسے تگنی کا ناچ نچا کر رکھ دے گا۔ اس کی باتوں سے جیتنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

"عمران صاحب، اس لڑکی کے سلسلے میں کیا کیا جائے۔ جوزف نجانے اسے کہاں لے گیا ہو گا"۔ خاور نے جلدی سے بات کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"شب تار کی اولاد کو لگتا ہے وہ لڑکی ضرورت سے زیادہ پسند آ گئی ہے۔ صفدر کو بے وقوف بنا کر وہ اس سے افریقی طرز پر شادی کرنے کے لئے ساتھ لے گیا ہو گا۔ اب کسی کالے کھنڈرات میں رمبا سمبا کا راگ الاپ کر اور لڑکی کے گرد ناچ ناچ کر اسے شادی کے لئے رضامند کر رہا ہو گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب، یہ کیسے ممکن ہے۔ جوزف کم از کم اس حد



تک نہیں جا سکتا۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے میں نے اس وقت جوزف کے چہرے پر اس قدر خوف اور ڈر دیکھا تھا جسے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ جوزف جیسے انسان کو اس قدر ہراساں اور ڈرا ہوا میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا"۔ صفدر نے کہا۔

"اسی لئے وہ تمہیں بے ہوش کر کے لڑکی کو لے جانے میں کامیاب ہو گیا"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور صفدر شرمندہ سا ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ جوزف ایک تو آپ کا ساتھی تھا دوسرے میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ وہ مجھ پر حملہ کر سکتا ہے اس لئے میں نادانستگی میں مار کھا گیا۔ ورنہ......." صفدر نے اپنی صفائی میں بات بناتے ہوئے کہا۔

"ورنہ، ورنہ کیا"۔ عمران نے پہلے سے زیادہ منہ بنا کر کہا۔

"ورنہ، وہ آسانی سے یہاں سے لڑکی کو لے جانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتا"۔ صفدر نے ہونٹ بھینچ کر کہا اور عمران سر جھٹک کر رہ گیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں جوزف اور لڑکی کی تلاش میں نکلنا چاہئے۔ اس لڑکی کو ہم نے چیف کے حکم سے تلاش کیا تھا اور نجانے اس نے کس نوعیت کا جرم کیا ہے اور چیف کے لئے کس اہمیت کی حامل ہو۔ ایسا نہ ہو جوزف سچ مچ لڑکی کو کوئی نقصان پہنچا دے اور اس کی جواب دہی ہمیں کرنا پڑے"۔ خاور نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ چیف واقعی اس لڑکی کے بارے میں ہم سے ہی جواب طلب کرے گا۔ کیونکہ اسے تلاش کرنے اور اسے رانا ہاؤس میں پہنچانے کی ذمہ داری صفدر کی تھی۔ آؤ ابھی وہ زیادہ دور نہیں گیا ہو گا"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"آپ کیا کہتے ہیں عمران صاحب"۔ صفدر نے عمران کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تنویر زیادہ عقلمند ہے۔ جوزف کہاں گیا ہو گا اس بارے میں شاید اس نے تنویر کو وائرلیس پر بتا دیا ہو گا۔ جاؤ کر لو اسے تلاش مجھ سے کیا پوچھتے ہو"۔ عمران نے کہا۔ اس کی بات سن کر تنویر کو ایک بار پھر غصہ آنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم جوزف اور لڑکی کی تلاش میں جاتے ہیں آپ ماسٹر کو سنبھالیں۔ جوزف کا خوف اور اس کا رویہ مجھے بے حد کھٹک رہا ہے۔ نجانے مجھے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے جوزف کسی بہت بڑے خطرے میں گھرنے والا ہے"۔ صفدر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تنویر اور خاور بھی اٹھ گئے۔ عمران نے انہیں روکنے کی کوشش نہ کی تھی۔ اس لئے وہ وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

"جوزف، تمہارے سر پر گنڈاپ کی جھاڑیوں کی اندھی روحیں رقص کریں۔ تمہاری باتوں نے مجھے بھی پریشان کر دیا ہے"۔ ان کے جانے کے بعد عمران کے منہ سے نکلا۔ اس کا چہرہ گہرے سوچ و تفکر کی آماجگاہ بنا ہوا تھا ایک کمرے میں جا کر عمران نے بلیک کنگ کا



میک اپ صاف کیا اور پھر وہ کچھ سوچ کر بلیک روم میں آ گیا۔

راڈز والی کرسی پر ماسٹر اسی طرح جکڑا ہوا تھا۔ اسے اس دوران ہوش آ گیا تھا اور غصے سے خود کو کرسی سے آزاد کرانے کی جدوجہد کر رہا تھا۔ ٹانگیں زخمی ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

"تم، کون ہو تم اور تم نے مجھے یہاں کیوں باندھ رکھا ہے"۔ ماسٹر نے عمران کو دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"تم سے زمرد بائی جھمرو والی کا مشہور دیپک راگ سننا ہے۔ جس کے گاتے ہی لوگوں کے سر گنجے، آنکھیں چھوٹی، ناک لمبے اور کان ہاتھی کے کانوں جیسے ہو جاتے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا بک رہے ہو۔ میں کسی زمرد بائی جھمرو والی کو نہیں جانتا۔ سچ سچ بتاؤ تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو"۔ ماسٹر نے اس لہجے میں کہا جیسے وہ نہیں بلکہ اس کے سامنے عمران راڈز والی کرسی پر جکڑا ہو۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے اس کے سامنے کرسی رکھ کر اس پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ماسٹر، ماسٹر دی گریٹ"۔ ماسٹر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اصل نام بتاؤ"۔ عمران نے اس بار بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"کارٹر"۔ ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کارٹر یا کرشن"۔ عمران نے اس کی جانب بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

کرشن کا نام سن کر ماسٹر بری طرح سے چونک پڑا۔

"کرشن ۔ یہ کون ہے ۔ میرا نام کارٹر ہے اور عام طور پر مجھے ماسٹر کہا جاتا ہے"۔ ماسٹر نے جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"چلو مان لیتا ہوں ۔ یہ بتاؤ محترمہ سلمیٰ جبیں عرف پھول وتی سے تمہارا کیا تعلق ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"میں ان ناموں کی لڑکی سے واقف نہیں ہوں"۔ ماسٹر نے جلدی سے کہا۔

"دیکھو مسٹر کرشن یا ماسٹر یا جو بھی تمہارا نام ہے ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کون ہو اور تمہارا پھول وتی سے کیا تعلق ہے ۔ تمہارے آفس کے خفیہ خانوں سے مجھے تمہارے اور پھول وتی کے وہ تمام کاغذات اور فائلیں مل گئی ہیں جن سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ تم کافرستانی ایجنٹ ہو۔ تم پھول وتی کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے خلاف جو کارروائیاں کرتے رہے ہو مجھے ان کی بھی تفصیلات مل چکی ہیں ۔ دشمن ملک کے ایجنٹ ہونے کی وجہ سے میں تمہارے ساتھ جو بھی سلوک کروں اس پر مجھے کوئی ملال نہیں ہو گا۔ تم نے پھول وتی کے ساتھ مل کر میرے فلیٹ سے جو تین فائلیں حاصل کی تھیں مجھے ان کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ہیں ۔ ان فائلوں کے بارے میں اگر تم خود ہی بتا دو تو تمہارے حق میں بہتر ہو گا ورنہ میں تمہارا جو حشر کروں گا اس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے"۔ عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تت ، تم کون ہو۔ تمہارا ان فائلوں سے کیا تعلق ۔ اوہ، اوہ کہیں



تت ، تم عمران تو نہیں"۔ عمران کا سرد لہجہ سن کر ماسٹر نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے پہچان کر تم نے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے ۔ اب اور زیادہ عقلمندی کا مظاہرہ کرو اور فائلوں کے بارے میں سچ سچ بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ، میں نہیں جانتا تم کن فائلوں کی بات کر رہے ہو"۔ ماسٹر نے حیرت انگیز طور پر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم کچھ بتانے کے لئے آسانی سے نہیں مانو گے ۔ فکر نہ کرو۔ تم ابھی سچ فر فر بولنے لگو گے"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور اپنی پتلون کا پائنچہ اٹھا کر پنڈلی کے ساتھ بندھا ہوا ایک تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ خنجر کی دھار بجلی کی روشنی میں جگمگانے لگی۔ جسے دیکھ کر ماسٹر کے چہرے پر خوف نظر آنے لگا۔

"نن ، نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے ۔ مجھ پر تشدد کرنے کا تمہیں کوئی اختیار نہیں"۔ ماسٹر نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو کیا یہ اختیار لینے کے لئے مجھے تمہارے دستخط کرانے پڑیں گے"۔ عمران نے ہنس کر کہا اور پھر اس نے ماسٹر کی پنڈلی میں عین اس جگہ خنجر کی نوک اتار دی جہاں عمران نے سلور بار میں اسے گولی ماری تھی۔ ماسٹر کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی۔ عمران خنجر کی نوک اس کے زخم میں ادھر ادھر گھمانے لگا۔ جس سے ماسٹر کے حلق

سے نکلنے والی ہولناک چیخوں سے کمرہ تھرا اٹھا تھا۔

"میرے سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہو یا نہیں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں کچھ نہیں جانتا"۔ ماسٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ قوت برداشت تم میں نام کو بھی نہیں ہے پھر بھی ڈھٹائی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے دیکھتا ہوں تم کب تک برداشت کرنے کی ہمت رکھتے ہو"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور خنجر لے کر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا۔

"مجھ پر ظلم مت کرو۔ مم، میں۔ میں........" ماسٹر نے گھگھیاتے ہوئے کہا مگر پھر اس کے حلق سے ایک بار پھر درد بھری چیخ نکل گئی۔ عمران نے یکلخت خنجر کی نوک اس کی بائیں آنکھ میں اتار دی تھی۔ جس سے اس کی آنکھ کا ڈھیلا پچک گیا تھا اور اس میں سے زرد رنگ کا مواد بہہ نکلا تھا۔ ماسٹر کے ہاتھ پیر راڈز میں نہ جکڑے ہوتے تو وہ یقیناً ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگ جاتا۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے اس کی آنکھ سے خنجر نکال لیا اور پھر خنجر بائیں ہاتھ میں منتقل کر کے ماسٹر کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں ماسٹر چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"تم، بلڈی ڈیول"۔ ماسٹر نے ہوش میں آتے ہی چیخ کر کہا۔ عمران نے خنجر والا ہاتھ گھمایا۔ اس بار ماسٹر کی ناک آدھی سے زیادہ کٹ کر



دور جا گری تھی اور خون فوارے کی طرح ابل پڑا تھا اور ماسٹر ایک بار پھر چیخ اٹھا۔ عمران نے انتہائی بے رحمی سے خنجر کا ایک اور وار کر کے اس کا بایاں گال دو حصوں میں کاٹ دیا۔ ماسٹر کا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا اور اس کی دردناک چیخیں کمرے کی چھت اڑانے لگی تھیں۔

عمران نے خنجر اٹھا کر اس کے دائیں گال کا بھی وہی حشر کرنا چاہا جو اس نے بائیں گال کا کیا تھا کہ ماسٹر حلق کے بل چیخ اٹھا۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ تم انتہائی ظالم آدمی ہو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا"۔ اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"اب آئے ہو لائن پر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم، میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ لیکن کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ اس کے بعد تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"۔ ماسٹر نے عمران کی جانب اکلوتی آنکھ سے دیکھتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اس وعدے کے لئے پابند نہیں ہوں"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم میرے سچ بتانے پر مجھے نہیں مارو گے"۔ اس نے کہا۔

"بس اب شروع ہو جاؤ۔ مجھے تم جیسے گھٹیا مجرموں پر وقت ضائع کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے"۔ عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پپ، پانی۔ مجھے ایک گلاس پانی پلا دو۔ پھر میں تمہارے تمام سوالوں کے جواب دے دوں گا"۔ ماسٹر نے کراہتے ہوئے کہا۔

"پہلے میرے سوالوں کے جواب دو پھر کہو گے تو میں تمہیں شراب بھی پلا دوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"شراب۔ ٹھیک ہے، پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔ شراب کا سن کر ماسٹر نے خون آلود ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق کافرستانی کی کس تنظیم سے ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"بلیک سرکل۔ میرا تعلق بلیک سرکل سے ہے"۔ ماسٹر نے جواب دیا۔

"وہ لڑکی جس کے ذریعے تم نے میرے فلیٹ سے فائلیں چوری کرائی تھیں۔ ان فائلوں کے حصول کا اصل مقصد کیا تھا اور وہ لڑکی کون تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کا اصل نام پھول وتی ہے۔ پاکیشیا میں اس کا نام سلمیٰ جبیں ہے۔ اسے میرے حکم سے ایک فائل حاصل کرنا تھی۔ کافرستان میں پاکیشیائی فارن سیکرٹ ایجنٹس کی فائل۔ باقی دو فائلیں وہ ویسے ہی ان کی اہمیت کے پیش نظر اٹھا لائی تھی"۔ ماسٹر نے جواب دیا۔

"ہوں۔ کہاں ہیں وہ فائلیں"۔ عمران نے پرخیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"پھول وتی نے ان فائلوں کی مائیکرو فلم بنا لی تھی اور ان فائلوں کو جلا ڈالا تھا"۔ ماسٹر نے کہا۔ مائیکرو فلم پر عمران چونک پڑا۔ اس نے ماسٹر کے آفس کی تلاشی کے دوران اس کی میز کی دراز سے جو مائیکرو فلم نکالی تھی وہ ابھی تک اس کی جیب میں تھی۔ اس نے جیب سے فلم



نکال لی۔

"کیا یہی ہے وہ مائیکرو فلم"۔ عمران نے فلم اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو یہ فلم بھی تمہارے ہاتھ لگ گئی ہے۔ ہاں یہی ہے، وہ فلم"۔ ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ عمران کے ظالمانہ تشدد نے اس کے سارے کس بل نکال دیئے تھے اور خنجر بھی بدستور عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے وہ عمران کی باتوں کا بڑی شرافت اور سچائی سے جواب دے رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ پھول وتی نے فلم بنانے کے بعد فائلوں کو جلا ڈالا تھا"۔ عمران نے بغور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ اس نے یہ بات کہی تھی تو سچ ہی ہو گا"۔ ماسٹر نے کراہ کر جواب دیا۔ خون بدستور اس کے زخموں سے رس رہا تھا جس کی وجہ سے اس پر شدید نقاہت طاری ہوتی جا رہی تھی۔

"ہونہہ، پھول وتی بھی تمہاری طرح میری قید میں ہے۔ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ میں اس سے خود تصدیق کر لوں گا۔ تم مجھے پھول وتی کے متعلق بتاؤ۔ وہ اصل میں کون ہے اور اس کا حدود اربعہ کیا ہے۔ میرا مطلب ہے وہ کن پراسرار قوتوں کی مالکہ ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"کیا، کیا پھول وتی تمہارے قبضے میں ہے اور تمہیں اس کی پراسرار قوتوں کا بھی علم ہے"۔ ماسٹر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے

کہا۔

"میرے پاس اس کی تصویر ہے اس تصویر میں اس کی آنکھیں نمایاں ہیں اور اس کی آنکھوں کی چمک اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ پراسرار قوتوں کی مالکہ ہے۔ اس کی پراسرار قوتیں کس نوعیت کی ہیں۔ میں ان کی تفصیل جاننا چاہتا ہوں"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھول وتی۔ مقدس مہاپربھو زاشال کی کنیز ہے۔ اس نے کئی برس سمبالا کے جنگلوں میں زاشال کی خدمت کی تھی۔ زاشال نے اس کی خدمت سے خوش ہو کر اسے کئی پراسرار علوم سکھا دیئے تھے۔ ان پراسرار علوم سے کام لے کر وہ بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتی ہے۔ وہ اپنے گرد ایسا ہالہ قائم کر لیتی ہے کہ سب کے سامنے ہوتے ہوئے بھی کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا۔ دوسروں کو مفلوج کرنا، ان سے اپنی مرضی کے کام لینا۔ پراسرار بدروحوں کو حاضر کرنا اور ان سے معلومات حاصل کرنا اور ان کے ذریعے کسی کو بھی خطرناک اور ناقابل علاج بیماریوں میں مبتلا کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے"۔ ماسٹر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں پھول وتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اور یہ زاشال کون ہے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچ کر پوچھا تو جواب میں ماسٹر زاشال کے متعلق عمران کو تفصیل بتانے لگا۔ جسے سن کر عمران کے چہرے پر شدید حیرت طاری ہوتی چلی گئی۔

"اوہ، یہ زاشال تو کوئی خطرناک شیطان معلوم ہوتا ہے۔ حیرت



ہے اس کے متعلق مجھے آج تک پتہ کیوں نہیں چلا۔ حالانکہ عام جاسوسی کیسوں کے ساتھ میں اس جیسے شیطانی ذریت کا بھی اکثر و بیشتر مقابلہ کرتا رہتا ہوں"۔ عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"زاشال کی طاقتیں لازوال ہیں۔ اس کی طاقتوں اور اس کے بارے میں جاننا تم جیسے عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے"۔ ماسٹر نے پرغرور لہجے میں کہا۔

"پھول وتی۔ اگر اتنی ہی پراسرار اور خطرناک طاقتوں کی مالکہ ہے تو پھر وہ تمہاری ماتحتی میں کیوں کام کر رہی ہے۔ اپنی طاقتوں سے تو وہ کوئی اپنی نئی تنظیم بھی بنا سکتی تھی۔ بلکہ اسے تنظیم بنانے کی بھی کیا ضرورت تھی۔ اپنی ذات میں وہ خود ہی ایک بہت بڑی تنظیم ہے۔ پھر اس کا تمہاری ماتحتی میں کام کرنا میری سمجھ میں نہیں آیا"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ جواب میں ماسٹر نے اسے بتا دیا کہ پھول وتی اس کی ماتحتی میں کیوں کام کرنے پر مجبور ہے۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے شب دیجور میں پیدا ہونے کالے دیو نے اس پھول وتی کو پہچاننے میں غلطی نہیں کی ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"شب دیجور۔ کالا دیو۔ کیا مطلب"۔ ماسٹر نے چونک کر پوچھا۔ عمران اس کی بات کا مزاحیہ سا جواب دینا چاہتا تھا مگر ماسٹر سے پھول وتی کے سفلی علوم کا سن کر وہ کسی قدر متفکر ہو گیا تھا اور صفدر کے

کہنے کے مطابق جس طرح جوزف اس لڑکی کا چہرہ دیکھ کر خوفزدہ ہوا تھا یہ واقعی انتہائی پریشان کن اور حیرت میں ڈال دینے والی بات تھی۔ اس لئے عمران کو بھی واقعی احساس ہونے لگا تھا کہ جوزف اس وقت شدید خطرے میں ہے۔ ایسے خطرے میں جس کو ابھی کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔

"اچھا یہ بتاؤ پھول وتی جزیرہ کراٹ میں کس لئے جا رہی تھی۔ اس ویران اور سنسان جزیرے میں اسے ایسا کون سا کام تھا جس کے لئے وہ سپیشل ہیلی کاپٹر ہائر کر کے جزیرہ کراٹ جا رہی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"جزیرہ کراٹ۔ میں اس بات سے بالکل بے خبر ہوں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ زاشال نے مجھے کال کیا تھا کہ وہ پھول وتی سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ زاشال نے پھول وتی سے کیا بات کی تھی اور اسے کیا احکامات دیئے تھے اس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ اس کے لئے نیوز رپورٹر کے کاغذات میں نے تیار کرائے تھے اور اس کے لئے ایک ہیلی کاپٹر بھی ہائر کیا تھا۔ وہاں وہ کیا کرنا چاہتی تھی، میں نہیں جانتا"۔ ماسٹر نے جواب دیا۔ عمران نے محسوس کیا کہ وہ واقعی سچ بول رہا ہے۔ اس نے ماسٹر سے اپنے مطلب کے کچھ اور سوال کئے پھر اس نے اچانک خنجر والا ہاتھ فضا میں لہرایا اور پھر بلیک روم ایک کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ خنجر ماسٹر کے سینے میں عین دل کے مقام پر دستے تک گھستا چلا گیا۔ ماسٹر نے ایک زوردار جھرجھری لی اور



یکلخت دم توڑ دیا۔

ماسٹر کے مرنے کا اطمینان کر کے عمران نے کرسی کے پیچھے آکر اس کے مخصوص بٹن دبائے تو راڈز خود بخود ہٹتے چلے گئے۔ عمران نے ماسٹر کی لاش اٹھائی اور اسے لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ اطمینان سے ہاتھ جھاڑتا ہوا باہر آ گیا۔ ماسٹر کے خون سے لتھڑے ہوئے ہاتھ دھو کر وہ رانا ہاؤس کے عقبی حصے میں آکر اس نے ایمرجنسی کے طور پر استعمال ہونے والی ایک کار نکالی اور اسے لے کر رانا ہاؤس سے باہر آ گیا۔ ماسٹر کی بتائی ہوئی باتوں نے اسے ذہنی طور پر الجھا کر رکھ دیا تھا۔ گو کہ اسے فلیٹ سے غائب ہونے والی تینوں فائلوں کی مائیکرو فلم مل گئی تھی لیکن ابھی بہرحال یہ کنفرم نہیں تھا کہ آیا پھول وتی نے واقعی فلم بنانے کے بعد ان فائلوں کو جلا دیا ہے یا وہ ابھی تک اسی کے قبضے میں تھیں۔ یہ بات اب پھول وتی سے ہی معلوم ہو سکتی تھی۔ جب جوزف بھیانک بدروح کہہ کر اسے کسی اندھے کنوئیں میں پھینکنے کے لئے لے گیا تھا۔ اپنے طور پر تنویر، صفدر اور خاور ان دونوں کی تلاش میں جا چکے تھے لیکن اب صورتحال خاصی مخدوش ہو چکی تھی اس لئے عمران جوزف اور پھول وتی کی تلاش میں ساری ٹیم کو لگا دینا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ واپس دانش منزل کی جانب جا رہا تھا۔

اس کی عمر پچاس سے زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ بے حد ہٹا کٹا، مضبوط جسم اور اعصاب کا مالک تھا۔ سر اور داڑھی موچھوں کے بال رات کی سیاہی کی طرح کالے تھے۔ جن میں اتنی عمر ہونے کے باوجود چاندی کا ایک تار بھی نمودار نہ ہوا تھا۔ دیو قامت جسم کے مالک کا چہرہ خباثت اور شیطنت سے بھرپور تھا۔ جو اس کی سفاکی، درندگی اور بے رحمی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اس کے بال بے تحاشہ لمبے اور چھوٹی چھوٹی چٹیوں میں بندھے اس کے چہرے پر لڑیوں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں سرخ اور انگاروں کی طرح دہکتی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے گلے میں ہڈیوں اور سیاہ موتیوں کی مالائیں پہن رکھی تھیں۔ اس کے نچلے جسم پر بڑے گھیرے والی مٹیالی شلوار تھی جبکہ اوپری بدن برہنہ تھا۔

یہ زاشال تھا جسے کافرستان میں کسی بڑے اور طاقتور دیوتا کی سی



حیثیت سے مانا جاتا تھا۔ زاشال نے کافرستان سے دور سمبالا نامی جنگل میں اپنی ایک الگ دنیا آباد کر رکھی تھی۔ ہزاروں لوگ اس کے غلام تھے اور آسمانی اوتار سمجھ کر اس کے سامنے سر جھکاتے تھے۔ زاشال چاہتا تو اس جنگل میں اپنے لئے پرانے زمانے کے شہنشاہوں، مہاراجوں کی طرح ایک شاندار محل راتوں رات کھڑا کرا سکتا تھا۔ مگر وہ ایک شیطان صفت انسان تھا۔ محل نہ ہونے کے باوجود وہ سمبالا جنگل میں مہاراجوں کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا۔ بڑے سے بڑا سرکاری منسٹر اس کی مٹھی میں تھا جن سے اپنے مطلب اور اپنی مرضی کا کام لینا اس کے لئے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ اس وقت اسے کافرستان کی ناک سمجھا جاتا تھا۔ وہ سفلی علوم میں ایسی ایسی خوفناک اور پراسرار طاقتوں کے حصول میں لگا ہوا تھا جن کی مدد سے وہ وقت آنے پر پوری دنیا پر اپنا تسلط جما سکتا تھا۔ پاکیشیا جیسے ملک کو نیست و نابود کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ لیکن وہ ابھی کسی ملک کے خلاف اپنی طاقتیں استعمال کر کے خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اپنی تمام طاقتوں کو مجسم کر کے وہ شیطانی ذریت کی ایک بہت بڑی طاقت جسے شنکارہ کہا جاتا ہے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کے مطابق شنکارہ ایک ایسی بدروح کا نام تھا جس نے ہزاروں سال قبل اپنی شیطانی طاقتوں کے بل بوتے پر ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ لاکھوں لوگ اس کے غلام تھے وہ ہر طرف شیطان کی شیطانیت کا پرچار کرتی تھی۔ جادو اور سفلی علوم میں اس کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ اس نے اپنی

روح کو شیطان کے قبضے میں دے رکھا تھا جس کی وجہ سے اسے طویل اور کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی ملی ہوئی تھی مگر پھر اس سے ایک بھول ہو گئی۔ شیطان کا کام انسانوں کو ورغلانا، ان کو تباہ کرنا، انہیں راہ راست سے ہٹانے اور ظلم و بربریت کی طرف راغب کرنے کا تھا۔ اس کے پاس دل نام کی کوئی چیز نہ تھی جس میں محبت، رحم اور ہمدردی کی گنجائش ہوتی ہے۔ انسان، حیوان اور جنات پر بھی رحم کرنا شیطان کے زمرے میں نہیں تھا۔ یہی غلطی شنکارہ کر بیٹھی۔ اسے مچھیروں کی بستی کی ایک عورت پر ترس آ گیا تھا جس کا ایک ننھا بچہ دریا میں کشتی کے ڈوب جانے سے گر پڑا تھا۔ شنکارہ نے اپنی طاقتوں سے اس ڈوبتے ہوئے بچے کو دریا سے نکال کر اس عورت کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کی اس رحمدلانہ حرکت پر شیطان کو اس پر شدید طیش آ گیا تھا۔ اس نے اسی وقت شنکارہ کے جسم کو جلا کر راکھ کر دیا اور اس کی روح کو ایک سیاہ مورتی میں قید کر کے اسے گھنے جنگلات سے دور اونچے اونچے پہاڑوں کے نیچے دفن کر دیا۔

زمین کی تباہ کاریاں ازل سے ہوتی آئی ہیں اور ابد تک جاری رہیں گی۔ خوفناک زلزلوں سے زمین میں دھنسے ہوئے کروڑوں نوادرات جس طرح باہر آ جاتے ہیں اسی طرح شنکارہ کی سیاہ مورتی بھی زمین سے نکل آئی اور پھر پہاڑوں کی کھدائی اور ان میں بنائی جانے والی سرنگوں میں شنکارہ کی مورتی ان انسانوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اس مورتی کی بناوٹ اور اس کی سیاہ رنگت میں ہیروں جیسی چمک موجود



تھی۔ جس سے وہ انسانوں کے دلوں میں گہرائی تک اتر جاتی تھی۔ اس سیاہ مورتی پر چونکہ شیطان کا سایہ تھا اور اس مورتی کو خود شیطان نے بنایا تھا اس لئے وہ انسانوں کے لئے سخت نحوست کا باعث بن گئی تھی۔ اس مورتی کے حصول کے لئے انسان ایک دوسرے کے دشمن ہونے لگے۔ انسانی سر کٹنے لگے۔ تخت و تاج داؤ پر لگنے لگے اور بڑے بڑے عاملوں، پراسرار قوتوں کے مالک اور سفلی علوم پر قدرت رکھنے والے شیطانوں میں جنگ چھڑ گئی۔ شنکارہ کی سیاہ مورتی جس کسی کے ہاتھ لگتی۔ وہاں ہر طرف موت کے مہیب سائے رقص کرنے لگتے۔ ہر طرف خوف و ہراس چھا جاتا، آگ اور خون کا طوفان اٹھتا اور کٹے ہوئے انسانی اعضاء کے انبار لگ جاتے تھے۔ شیطانی ذریت کے حامل افراد پر آہستہ آہستہ اس بات کا انکشاف ہوتا چلا گیا کہ شنکارہ کی سیاہ مورتی کس قدر منحوس اور انسان کے لئے کس قدر تباہ کن ہے۔ جس کا انسانی دنیا میں رہنا انسانیت کے لئے موت اور بربادی کے سوا کوئی مصرف نہیں ہو سکتا تھا۔ اس وقت تک شنکارہ کی روح کو سیاہ مورتی سے نکالنے اور اس پر اپنا قبضہ کرنے کے راز سے کوئی بھی آگاہ نہ تھا۔ اس لئے اس مورتی کو اس دور کے سب سے بڑے شیطانی علاقے یعنی افریقہ کے جنگلی قبائل کے حوالے کر دیا گیا۔ ان قبائل کے وحشیوں نے شنکارہ کی روح کو سیاہ مورتی سے نکالنے اور اس پر قبضہ کرنے کا راز جان لیا۔

شنکارہ کو زندہ کرنے کے لئے انہوں نے ایک مرنے والی نوجوان

لڑکی کے جسم کو محفوظ کر لیا اور اس پر شیطانی علوم کا جاپ کرنے لگے۔ سیاہ فام لڑکی کا جسم محفوظ رکھنے اور اسے فنا ہونے سے بچانے کے لئے انہوں نے ہزاروں جڑی بوٹیوں کا بھی سہارا لیا تھا۔ اس جسم میں اتنی طاقت پیدا کرنے کہ وہ شنکارہ کی روح کو اس میں محفوظ رکھ سکنے کے لئے انہیں برسوں جاپ کرنا پڑا تھا۔ مگر پھر وہ انسانی جسم خوفناک زلزلہ آنے کی وجہ سے ایک غار میں دفن ہو گیا۔ اس طرح ان قبائلیوں کی برسوں کی ریاضت اکارت ہو گئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کسی دوسری لڑکی پر وہی جاپ کرنے اور اس میں شنکارہ کی روح ڈال کر اسے زندہ کرنے کی ہر ممکن کوششیں کیں۔ لیکن وہ انسانی جسم یا تو گل سڑ جاتا یا پھر اس پر حشرات الارض چمٹ کر اسے چٹ کر جاتے۔ صدیوں تک ایک نیا انسانی جسم بنانے، اس میں شنکارہ کی روح ڈالنے کی وہاں کوششیں کی جاتی رہیں مگر ان سے نجانے کہاں اور کس مقام پر غلطی ہو جاتی تھی یا کوئی کمی رہ جاتی تھی کہ وہ کسی طرح اس انسانی جسم کو محفوظ رکھ ہی نہ پاتے تھے۔

شنکارہ کی مورتی کو ان قبائلیوں نے بحفاظت ایک غار میں رکھ لیا تھا جس کی حفاظت بڑے بڑے طاقتور وحشی کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ ان سب کے ذہنوں سے شنکارہ کی روح کو کسی انسانی جسم میں ڈال کر زندہ کرنے کا خیال مٹتا چلا گیا۔ اب ان کے لئے شنکارہ کی سیاہ مورتی مقدس دیوی کی حیثیت اختیار کر چکی تھی جس کی وہ صرف پوجا کرتے تھے اور اس کی برسوں سے کسی مقدس غار میں حفاظت کر



رہے تھے۔

زاشال سفلی علوم میں انتہا کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔ سینکڑوں شیطانی بدروحیں اس کے تابع تھیں جنہوں نے اسے شنکارہ کی حیثیت اور اس کی سابقہ زندگی کے پس منظر سے آگاہ کیا تھا۔ ان بدروحوں نے زاشال کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ جنگلی قبائل کے ایک بہت بڑے عامل جسے شالاگ کہا جاتا تھا نے جس لڑکی کا جسم جنگلی جڑی بوٹیوں اور اپنے پراسرار علوم سے محفوظ کیا تھا اور جو زمینی آفت کا شکار ہو کر ایک پہاڑ کے غار میں دفن ہو گیا تھا۔ وہ اس جگہ سینکڑوں برس گزر جانے کے باوجود ابھی تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ جو نہ ہی سانخوردہ ہوا ہے اور نہ ہی اس پر کبھی حشرات الارض نے حملہ کیا ہے اگر اس جسم کو نکال کر اس پر ایک خاص عمل کیا جائے اور شنکارہ کی سیاہ مورتی پر کسی انسان کے خون کے چند قطرے گرا کر اس میں سے اس کی روح نکال لی جائے تو اس کی روح کو صدیوں پرانے محفوظ انسانی لڑکی کے جسم میں ڈال کر اسے پھر سے زندہ کیا جا سکتا تھا۔

شنکارہ کی روح جب اس برسوں پرانے انسانی لڑکی کے جسم میں داخل کر دی جائے تو اس پر سفلی علوم اور ایک خاص پوجا کر کے اس کو اپنے تابع کیا جا سکتا تھا۔ شنکارہ کی روح جب اس انسانی لڑکی کے جسم میں داخل ہو جاتی تو اس کی وہ تمام شیطانی طاقتیں بیدار ہو سکتی تھیں جن کی مدد سے وہ ایک عرصہ تک ہزاروں لاکھوں انسانوں پر حاوی رہ چکی تھی۔ اور پھر شنکارہ کی طاقتوں میں لامحدود اضافہ ہو جاتا

اور اس پر قبضہ کرنے والا دنیا کا انتہائی طاقتور اور ناقابل تسخیر انسان بن سکتا تھا۔

زاشال کو جب شنکارہ کی ہیئت اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہوا تو اس نے اپنی تمام طاقتوں کو شنکارہ کی سیاہ مورتی کے حصول پر لگا دیا اور پھر اس نے سیاہ مورتی کے حصول کی کوششیں شروع کر دیں۔ سفلی طاقتوں سے تو وہ کسی طرح افریقہ کے جنگلی قبائل کی مقدس غار سے اس مورتی کو حاصل نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے کافرستانی حکومت سے جنگی اسلحہ اور وائلڈ کمانڈوز مانگ لئے۔

اسے یقین تھا کہ وائلڈ کمانڈوز نہ صرف افریقی جنگلی قبائل میں گھسنے میں کامیاب ہو جائیں گے بلکہ وہ ان کی مقدس غار سے شنکارہ کی سیاہ مورتی کو بھی نکال لائیں گے۔ شنکارہ کی مورتی جب اس کے قبضے میں آئے گی تو وہ اس پر انسانی خون کے قطرے گرا کر اپنے علم سے اس کی روح پر قبضہ کر لے گا اور پھر اس کی مدد سے وہ کسی نہ کسی طرح افریقی علاقے کی پہاڑیوں کے نیچے دفن اس انسانی لڑکی کا جسم بھی نکلوا لے گا جو برسوں سے شنکارہ کے لئے محفوظ پڑا تھا۔

وائلڈ کمانڈوز نے اسلحے کا استعمال کر کے واقعی جنگلی قبائل میں بے پناہ تباہی مچا دی تھی اور زاشال کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے ہوئے وہ مقدس غار میں جا پہنچے۔ غار کے محافظوں کو ہلاک کرنے اور وہاں سے شنکارہ کی سیاہ مورتی کو بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو



گئے۔ مگر یہاں زاشال سے بھی ایک غلطی ہو گئی۔ وہ ان کمانڈوز کو یہ ہدایات دینا بھول گیا کہ وہ اس مورتی کو کسی سیاہ کپڑے میں اچھی طرح لپیٹ کر لائیں تاکہ اس کی ساحرانہ طاقتیں انہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس بات کا خیال اسے بڑی دیر بعد آیا تھا جس کی وجہ سے جو کمانڈوز سیاہ مورتی کو لا رہے تھے سیاہ مورتی کی پراسرار ساحرانہ قوتوں اور اس کی نحوست کا شکار ہو گئے اور ان کا طیارہ پاکیشیا کے ایک جزیرے کراٹ میں گر کر تباہ ہو گیا اور شنکارہ کی سیاہ مورتی پاکیشیا کے سمندری جزیرے میں پہنچ گئی۔ جس کے حصول کے لئے زاشال نے اپنی ساحرانہ قوتوں کی مالکہ پھول وتی کنیز کو اس کام کے لئے مامور کر دیا کہ وہ جزیرہ کراٹ میں جائے اور وہاں سے سیاہ مورتی کو تلاش کر کے جلد سے جلد اس کے پاس لے کر پہنچ جائے۔

شنکارہ کی سیاہ مورتی افریقہ کے پراسرار اور خطرناک جنگلوں سے نکل کر اس کی پہنچ کے بہت قریب آ گئی تھی۔ پھول وتی کو اس نے خصوصی طور پر وہاں سے مورتی لینے بھیج دیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ وہ نہ صرف جزیرہ کراٹ سے آسانی سے اس مورتی کو تلاش کر لے گی بلکہ وہ شنکارہ کی ساحرانہ طاقتوں اور اس کی نحوستوں کا بھی شکار نہ ہو گی اور وہ اسے لے کر اس کے پاس لازماً پہنچ جائے گی۔

اس وقت وہ مخروطی شکل کی جھونپڑی میں بیٹھا شنکارہ اور پھول وتی کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ اس کا چہرہ شدید پریشانی اور

تفکرات سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید اضطراب اور بے چینی مترشح تھی۔ پھول وتی کا جزیرہ کراٹ پر جانا وہاں سے شنکارہ کی مورتی تلاش کرنا اور اسے لے کر اس کے پاس سمبالا جنگلوں میں آنا کئی دن ضائع کرنے کے مترادف تھا۔ دن پر دن گزرتے جا رہے تھے نہ ہی پھول وتی وہاں پہنچی تھی اور نہ ہی اس نے اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رابطہ کیا تھا۔ زاشال نے پاکیشیا میں موجود اپنے خاص نمائندے ماسٹر یعنی کرشن کو بھی کئی بار ٹرانسمیٹر کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی طرف سے بھی کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا جس کی وجہ سے زاشال کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

"ہونہہ، نجانے کرشن اور پھول وتی کہاں رہ گئے ہیں"۔ زاشال نے پریشانی کے عالم میں سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے ہونٹ بھینچے غصے سے سوچتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کہا۔

"لگتا ہے مجھے اپنی پراسرار طاقتوں کے ذریعے ہی پھول وتی اور کرشن کا پتہ لگانا ہوگا۔ میں جتنا شنکارہ کے زندہ ہونے سے پہلے اپنی ساحرانہ قوتوں کو استعمال کرنے سے اجتناب برتنا چاہتا ہوں اتنا ہی مجھے وہ مجبور کر رہے ہیں"۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر منہ ہی منہ میں کچھ بدبدانے لگا۔ شاید وہ کوئی منتر پڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح منہ ہی منہ میں بدبداتا رہا اور پھر اچانک وہ آنکھیں کھول کر ایک جھٹکے سے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اوہ، اوہ یہ کیا ہو گیا۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ شنکارہ کی روح سیاہ



مورتی سے آزاد ہو گئی اور اس نے پھول وتی کے جسم پر قبضہ کر لیا ہے اوہ، اوہ یہ تو بہت برا ہوا۔ بہت ہی برا"۔ اس نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ حیرت، خوف اور شدید پریشانی سے اس کی آنکھوں کی سرخی کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ شنکارہ کی مورتی پر کسی انسان کے خون کے قطرے پڑ گئے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کی روح مورتی سے آزاد ہو گئی۔ شنکارہ کے آزاد ہونے کا مطلب ہے کہ وہ اب ہر طرف تباہی و بربادی پھیلا دے گی۔ اس کی صدیوں سے پیاسی روح انسانوں کو مار کر ان کا خون پینا شروع کر دے گی۔ مگر اس نے پھول وتی کو مار کر اس کے جسم پر قبضہ کیوں کیا ہے۔ اس طرح تو وہ اور زیادہ خطرناک ہو جائے گی۔ اب میں اس پر قبضہ کیسے کروں گا"۔ زاشال پریشانی کے عالم میں سوچتا چلا گیا۔

"یہ سب کیا ہو گیا۔ میں نے جس شنکارہ کے لئے اتنا وقت برباد کیا۔ جنگلوں میں رہ کر اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ تباہ کر دیا۔ وہ شنکارہ اس طرح زندہ ہو جائے گی اور میری کنیز پھول وتی کے جسم پر قبضہ کر لے گی اس کے بارے میں تو میں نے سوچا بھی نہ تھا"۔ زاشال کا ذہن اس رو میں سوچتا ہی چلا گیا۔

"ہونہہ، شنکارہ نے سیاہ مورتی سے اپنی روح کو آزاد کر کے شاید وقتی طور پر پھول وتی پر قبضہ کیا ہے۔ وہ اس کے جسم میں زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ اب وہ ہر ممکن طریقے سے

افریقی جنگلات میں جانے کی کوشش کرے گی تاکہ وہ ان علاقوں میں موجود پہاڑوں کے نیچے دبی ہوئی نوجوان لڑکی کے اس جسم کو حاصل کرے جو شالاگ نے خاص طور پر اس کے لئے تیار کیا تھا۔ شنکارہ کی روح اس جسم کے حصول کے بغیر زیادہ عرصہ دنیا میں نہیں رہ سکے گی۔ اس لحاظ سے اس کے لئے اب یہ انتہائی ضروری ہو گیا ہے کہ وہ کاشارا نامی لڑکی کے جسم کے حصول کی کوشش کرے۔ اس کا مطلب ہے اب مجھے کچھ اور ہی سوچنا پڑے گا۔ شنکارہ کو اپنے زیر اثر لانے کے لئے اب مجھے خود میدان عمل میں آنا ہوگا۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ بہت ضروری۔ اگر شنکارہ خود اس جسم کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو ساری دنیا پر اس کا راج ہوگا صرف اس کا۔ اور مجھے بھی اس کا غلام بن کر رہنا پڑے گا۔ نہیں، نہیں میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ میں کسی بھی صورت میں شنکارہ کا غلام نہیں بنوں گا۔ شنکارہ کو میری کنیز بننا پڑے گا صرف میری اور اسے میرے لئے ساری دنیا کو تسخیر کرنا ہوگا۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں"۔ زاشال غصے اور پریشانی کے عالم میں سوچتا چلا گیا اور پھر وہ جھونپڑی سے نکلا اور نہایت تیزی سے جنگل کی جانب بھاگتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ جوش و جذبے سے بری طرح تمتما رہا تھا۔ جیسے اس نے کوئی اہم فیصلہ کر لیا ہو۔



جوزف آندھی اور طوفان کی طرح کار اڑائے جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بدستور خوف اور انتہائی پریشانی کے سائے پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بیک ویو مرر میں بار بار پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔ وہ کار کو تیزی سے دوڑاتا ہوا اور مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر آ گیا۔

مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر برائے نام ہی ٹریفک تھی۔ اس لئے جوزف نے کار فل سپیڈ پر چھوڑ دی تھی۔ وہ پریشانی کے عالم میں سوچ رہا تھا کہ ان اطراف میں ایسی کون سی جگہ ہو سکتی ہے جہاں اسے کوئی پرانا اور گہرا کنواں مل جائے۔

قرب و جوار میں وہ نظریں دوڑا رہا تھا مگر دور نزدیک اسے کھیتوں کا طویل سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں اس کا مطلوبہ کنواں مل جانا

قرین از قیاس والی بات تھی۔ بہرحال وہ کار چلاتا رہا۔ پھر اسے دور ایک پرانے فارم ہاؤس کے آثار دکھائی دینے لگے۔ فارم ہاؤس کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے سوچا ہو سکتا ہے اس پرانے فارم ہاؤس کے ارد گرد اسے کوئی پرانا کنواں بھی مل جائے۔ اس لئے اس نے کار کی رفتار ہلکی کی اور اسے موڑ کر کچی سڑک پر لے گیا۔ فارم ہاؤس کے پاس لے جا کر اس نے کار روک دی اور کار سے اتر کر نہایت تیزی سے فارم ہاؤس کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فارم ہاؤس کے ارد گرد اچھی طرح دیکھ لیا لیکن اسے وہاں کسی کنوئیں کے آثار دکھائی نہ دیئے تو وہ مایوسی سے سر ہلا کر واپس کار کی طرف آ گیا اور پھر وہ جیسے ہی کار کے پاس آیا یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور قدرے خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ جو لڑکی کار کی پچھلی سیٹ پر بندھی ہوئی اور بے ہوش پڑی تھی وہ اس وقت نہ صرف ہوش میں تھی بلکہ کار کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی اور اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم آزاد کیسے ہو گئیں۔ اور......" جوزف نے اس کی جانب حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پھول وتی کے لئے ایسی چھوٹی موٹی بندشیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو"۔ پھول وتی نے جوزف کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جوزف دی گریٹ ہے۔ میں افریقہ کے شاہی خاندان کا



پرنس ہوں۔ میرے سر پر افریقہ کے عظیم وچ ڈاکٹر جوشوا کا سایہ ہے جس نے مجھے بتا دیا ہے کہ تمہارے سر پر گندی بدروحوں کا سایہ ہے۔ اس لئے میں تمہیں کسی اندھے کنوئیں میں پھینکنے کے لئے یہاں لایا تھا۔ اگر تم زندہ رہی تو ہر طرف کالی موت کے گندے سائے ناچنے لگ جائیں گے۔ آسمان سے آگ برسے گی اور ہر طرف سرخ آندھیاں چلنے لگیں گی۔ جس سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ عظیم وچ ڈاکٹر جوشوا کے کہنے کے مطابق تمہیں ہلاک کر کے اگر میں کسی پرانے اندھے کنوئیں میں پھینک دوں تو یہ خوفناک طوفان اپنا رخ بدل سکتا ہے"۔ جوزف نے خود کو سنبھالتے ہوئے اپنے مخصوص افریقی اکھڑ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم مجھے ہلاک کر کے کسی اندھے کنوئیں میں پھینکنے والے تھے، تم زاشال کی کنیز کو ہلاک کرو گے۔ ہونہہ، تم جیسے کئی دیو زاد میں نے اپنے پیروں کے نیچے کچل دیئے ہیں۔ پھر تمہاری میرے سامنے اوقات ہی کیا ہے"۔ جوزف کی بات سن کر پھول وتی نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔ تم حقیر چوہیا اور جوزف دی گریٹ کو اپنے پیروں تلے کچلو گی۔ تم، تمہاری یہ مجال"۔ جوزف کے ذہن پر پھول وتی کی بات سن کر کنکھجورا سا رینگ گیا۔ اس نے انتہائی غضبناک انداز میں جھپٹ کر پھول وتی کو پکڑنا چاہا مگر اسی لمحے پھول وتی نے اپنے ایک ہاتھ کی بند مٹھی جوزف کی طرف کر کے یکدم کھول دی جیسے ہی اس

نے مٹھی کھول کر ہاتھ کا رخ جوزف کی جانب کیا جوزف کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے زمین نے اس کے دونوں پیر جکڑ لئے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی معلوم ہونے لگی۔

"تم، کتیا۔ تم نے مجھ پر کھنڈرات کی جھاڑیوں میں رہنے والے سات سروں والے کاکاشو کا وار کیا ہے۔ میں تمہیں ......" جوزف نے پھول وتی کی جانب دیکھ کر غصے کی شدت سے چیختے ہوئے اتنا ہی کہا تھا کہ اسی لمحے پھول وتی کی آنکھوں میں برق سی لہرائی۔ دوسرے ہی لمحے جوزف کے ذہن کو جیسے زبردست جھٹکا لگا۔ اسے یوں لگا جیسے کسی نے اس کے سر پر یکلخت لوہے کا بھاری ہتھوڑا مار دیا ہو۔ اس کے ذہن پر شدید دباؤ سا پڑ گیا تھا۔ اسے اپنے دماغ میں زوردار دھماکے ہوتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ پھر جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اسی طرح جوزف کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا۔ پھر اچانک اس کے تاریک ہوتے ہوئے ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ چمکنے لگا اور اسے اپنے دماغ میں سینکڑوں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی معلوم ہونے لگیں۔

جوزف کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ پھول وتی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مسلسل اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک کوند رہی تھی۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر جوزف کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی آگے بڑھی اور جوزف کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔

"جوزف۔ جوزف دی گریٹ نام ہے ناں تمہارا"۔ پھول وتی نے



جوزف کی جانب مسلسل دیکھتے ہوئے بڑے بارعب اور کرخت لہجے میں کہا۔ جوزف کے دماغ میں رینگنے والی چیونٹیوں نے جیسے اسے کاٹنا شروع کر دیا تھا۔

"ہاں، میں جوزف دی گریٹ ہوں۔ افریقہ کے شاہی خاندان کا پرنس"۔ نہ چاہتے ہوئے بھی جوزف نے بولنا شروع کر دیا۔

"اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم مجھے یہاں کس لئے لائے تھے اور وہ شخص کہاں ہے جس نے ایئر پورٹ پر اچانک حملہ کر کے مجھے بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ کون تھا اور مجھے کہاں اور کس مقصد کے لئے لے گیا تھا۔ میں نے واقعی تم پر کاکاشو جادو کا وار کیا ہے تم بھلے دنیا کے بڑے اور عظیم وچ ڈاکٹروں کے عزیز ہو مگر تم کسی بھی طرح میرے کاکاشو وار سے نہیں بچ سکتے۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو شدید اور خوفناک کاکاشو کے وار سے تمہارے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔ تمہارے ناک، منہ اور کانوں سے خون بہہ نکلے گا اور تم کس قدر اذیت ناک موت مرو گے اس کا اندازہ تم بخوبی لگا سکتے ہو"۔ پھول وتی نے زخمی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ جوزف کو واقعی ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر اس نے لڑکی کے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو اس کی دماغ کی تمام رگیں پھٹ جائیں گی۔ اس نے کاکاشو وار کے توڑ کے لئے افریقہ کی گھنی جھاڑیوں میں رہنے والی وچ ڈاکٹر جوشوا کی روح کو مدد کے لئے پکارنا چاہا لیکن جیسے اس کے ذہن نے مقدس وچ ڈاکٹر جوشوا کی روح کو

پکارنے سے صاف انکار کر دیا اور اسی لمحے اس کے ذہن کی رگیں پھولتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ پھول وتی کو اپنے بارے میں سب کچھ بتاتا چلا گیا۔ اس نے پھول وتی کو یہ بھی بتا دیا کہ اسے اس کے پاس سیکرٹ سروس کے نمائندے عمران کے کہنے پر لایا گیا تھا۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ جان گیا تھا کہ اس کا تعلق سیاہ بدروحوں سے ہے۔ اس لئے وہ واقعی اسے ہلاک کر کے کسی اندھے، پرانے اور گہرے کنویں میں پھینکنے کے لئے لایا تھا۔ لیکن یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اس جگہ کوئی کنواں موجود نہ تھا۔

جوزف کی باتیں سن کر پھول وتی حیران رہ گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبر اس قدر تیز اور فعال ہو سکتے ہیں جو نہ صرف اسے آسانی سے ٹریس کر لیں گے بلکہ اسے پہچان بھی لیں گے۔ حالانکہ وہ ایئرپورٹ میک اپ کر کے گئی تھی۔ دوسرے جوزف نے اپنے افریقی حوالے سے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ بھی پھول وتی کے لئے انتہائی حیران کن اور تعجب انگیز تھا۔

جوزف کی صلاحیتیں کسی بھی طرح افریقہ کے ماہر وچ ڈاکٹر سے کم نہ تھیں۔ اس نے جن جن وچ ڈاکٹروں کے نام لئے تھے ان کی تفصیل پھول وتی بہت اچھی طرح سے جانتی تھی۔ جوزف کی شخصیت سے وہ خاصی مرعوب ہو گئی تھی۔

"دیکھو جوزف۔ تم نے مجھے اپنے بارے میں جو تفصیل بتائی تھی اس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ تم عظیم وچ ڈاکٹروں کے عظیم



نمائندے ہو۔ تم میں اور مجھ میں فرق صرف اتنا ہے کہ تم روشنی کی دنیا کے نمائندے ہو اور میں تاریکیوں کی۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ میرا تم پر وار چل گیا ورنہ تم مجھے واقعی آسانی سے بے بس کر کے ہلاک کر سکتے تھے۔ میں چاہوں تو اس وقت تمہیں واقعی کسی حقیر چوہے کی طرح مار سکتی ہوں۔ مگر میں ایسا نہیں کروں گی تم اب میرے غلام بن کر رہو گے۔ تم پر میرا کاکاشو کا وار اس وقت تک اثر انداز رہے گا جب تک میں تمہیں خود آزاد نہیں کر دیتی۔ بولو رہو گے میری آواز کے غلام۔ جواب دو"۔ پھول وتی نے کرختگی سے کہا۔ اس کی بات سن کر جوزف کا جسم یکبارگی بری طرح سے کانپ گیا جیسے اس کا دل اور اس کا دماغ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کر رہا ہو۔ دل پھول وتی کی بات ماننے کے خلاف جا رہا تھا لیکن دماغ کی پھٹتی ہوئیں رگیں اسے اس بات کے لئے مجبور کر رہی تھیں کہ اگر اس نے لڑکی کی بات نہ مانی تو اذیت ناک موت مرنے سے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکے گی۔

"ن، نہیں۔ ہاں۔ ہاں میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔ تمہاری آواز کا غلام"۔ جوزف نے الٹتے پلٹتے لہجے میں جواب دیا۔

"میں تمہیں جو حکم دوں گی تمہیں ہر حال میں ماننا ہو گا۔ جواب دو"۔ پھول وتی نے اسی لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا ہر حکم مانوں گا"۔ جوزف نے جیسے خوابناک انداز میں جواب دیا۔

"تمہاری طاقتیں، تمہارا ذہن اسی حالت میں متحرک رہے گا جس حال میں تم رہتے آئے ہو۔ لیکن تم سوائے میرے کسی اور کی بات نہیں مانو گے"۔ پھول وتی نے کہا۔

"نہیں مانوں گا"۔ جوزف نے نیند کے عالم میں کہا۔ پھول وتی نے اس کے ذہن پر شدید دباؤ ڈال کر مکمل طور پر اسے اپنے کنٹرول میں لے لیا تھا۔ اس کا جواب سن کر اس کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"ٹھیک ہے اب تم پوری طرح جاگ جاؤ اور میرے احکامات کی تعمیل کرو"۔ پھول وتی نے اس بار پہلے سے زیادہ کرختگی اور سرد مہرانہ انداز میں کہا۔ اسی لمحے جوزف کے ذہن میں جو جگنو نما نقطہ چمک رہا تھا وہ بتدریج پھیلتا چلا گیا اور وہ حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے سوچ رہا ہو یہ کون سی جگہ ہے اور وہ یہاں کیا کر رہا ہے۔

"جوزف"۔ پھول وتی نے اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"۔ جوزف نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے سر خم کرتے ہوئے کہا۔

"کار ڈرائیو کرو۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے"۔ پھول وتی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور جوزف مشینی انداز میں حرکت میں آ گیا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ خود پھول وتی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ تب جوزف نے کار سٹارٹ کی اور اسے موڑ کر کچے راستے پر دوڑاتا



ہوا سڑک پر آ گیا اور پھر اس نے پھول وتی کے کہنے پر کار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر ڈال دی۔

مسلسل سفر کرتے ہوئے وہ دوسرے شہر میں آ گئے۔ پھول وتی نے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں آ کر اپنا میک اپ صاف کیا اور پھر وہ اپنے چہرے پر دوسرا میک اپ کرنے لگی۔ وہ چونکہ ایک عرصہ سے پاکیشیا میں رہ رہی تھی اس لئے اس نے دوسرے شہروں میں بھی آنے جانے اور رہنے کے لئے انتظامات کر رکھے تھے۔ اس کے علاوہ دارالحکومت کی طرح دوسرے شہروں میں بھی کئی کافرستانی ایجنٹ کام کر رہے تھے۔ جن کے پتے اور رابطے پھول وتی کے ذہن میں محفوظ تھے مسلسل اور کئی گھنٹے کام کر کے پھول وتی نے اپنے اور جوزف کے جزیرہ کراٹ میں جانے کے تمام انتظامات مکمل کرا لئے۔

اپنے کاغذات اس نے پھر ایک فارن پریس رپورٹر کے ہی بنوائے تھے تاکہ جزیرہ کراٹ میں اسے سکیورٹی روک نہ سکے۔ اس بار وہ سمندری راستے سے کسی لانچ یا موٹر بوٹ پر جانا چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ سی پورٹ پر جوزف کے ہمراہ پہنچ گئی اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ ایک بڑی لانچ میں بیٹھے جزیرہ کراٹ کی جانب اڑے جا رہے تھے۔

جزیرہ کراٹ پر پہنچتے پہنچتے انہیں رات ہو گئی۔ جزیرے کے پاس کئی موٹر بوٹس اور لانچیں موجود تھیں۔ جن پر پاکیشیا کوسٹ کے مخصوص جھنڈے لہرا رہے تھے۔ وہ پاکیشیائی کوسٹ گارڈ اور ملٹری انٹیلی جنس کی مخصوص لانچیں تھیں۔ ان پر ہوٹر اور مارٹر گنیں بھی لگی

ہوئی تھیں۔

پھول وتی کے کہنے پر لانچ ڈرائیو کرنے والے نوجوان نے ان لانچوں کے قریب لے جا کر لانچ روک دی۔ کوسٹ گارڈ گنیں ہاتھوں میں لئے آلرٹ کھڑے تھے۔

"اے، کون ہو تم اور لانچ یہاں کیوں لائے ہو"۔ ایک کوسٹ آفیسر نے لانچ ڈرائیو کرنے والے سے چیخ کر کہا۔

"میرا نام مارٹینا ہے۔ میں فارن نیوز رپورٹر ہوں۔ یہ میرے کاغذات ہیں"۔ پھول وتی نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا اور اپنے ہینڈ بیگ سے کاغذات نکال کر اسے تھما دیئے۔ کوسٹ آفیسر نے کاغذات دیکھے پھر مطمئن انداز میں سر ہلانے لگا۔

"دیکھئے مس مارٹینا۔ آپ کو ہم یہاں آنے سے نہیں روک سکتے۔ پریس رپورٹنگ کرنا آپ کا حق ہے۔ لیکن اس وقت جزیرے پر جانا آپ کے لئے کسی بھی طرح مفید نہ ہو گا۔ جزیرہ اس وقت ملٹری انٹیلی جنس کے کنٹرول میں ہے اور یہاں کچھ ایسے غیر معمولی واقعات رونما ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ہم کسی کو آگے نہیں جانے دے رہے۔ آپ کی طرح اور بھی بہت سے فوٹو گرافر اور پریس رپورٹر یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہ سب ایک بڑی لانچ میں موجود ہیں۔ آپ بھی وہیں چلی جائیں۔ جیسے ہی حالات سازگار ہوں گے ہم آپ کو جزیرے پر اترنے کی اجازت دے دیں گے"۔ کوسٹ آفیسر نے کہا۔

"اوہ، کیا میں ان غیر معمولی واقعات کے بارے میں کچھ جان سکتی



ہوں"۔ پھول وتی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ وقت آنے پر آپ کو ساری تفصیل بتا دی جائے گی۔ آپ فی الوقت آرام کریں"۔ کوسٹ آفیسر نے کہا اور پھول وتی کچھ سوچ کر پر خیال انداز میں سر ہلانے لگی۔ کوسٹ آفیسر نے کوسٹ گارڈز کو آواز دی اور پھر اسے اور جوزف کو اس لانچ میں پہنچا دیا گیا جہاں دنیا بھر کے فوٹو گرافرز، کیمرہ مین اور پریس رپورٹر جمع تھے۔

رات کے سائے تیزی سے پھیلتے جا رہے تھے۔ کوسٹ گارڈز کی لانچوں اور موٹر بوٹوں پر لگی ہوئی بڑی بڑی سرچ لائٹیں جزیرے کو منور کئے ہوئے تھیں۔ جزیرے کے کنارے پوری طرح روشن دکھائی دے رہے تھے۔ جوزف اور پھول وتی لانچ میں ایک طرف بالکل خاموش بیٹھے تھے۔ ایسے میں اچانک پھول وتی یکدم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے لانچ میں موجود لوگوں کو غور سے دیکھا جن میں کچھ لوگ سو رہے تھے اور کچھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"جوزف"۔ پھول وتی نے جوزف سے مخاطب ہو کر نہایت آہستگی سے کہا۔

"یس مادام"۔ جوزف نے مؤدبانہ انداز میں اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں جزیرے پر جا رہی ہوں۔ اگر میں واپس آ گئی تو ٹھیک ہے ورنہ تم اسی ٹھکانے پر چلے جانا جہاں میں تمہیں لے گئی تھی۔ میں کسی نہ کسی طرح وہیں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی"۔ پھول وتی نے

کہا۔

" ٹھیک ہے مادام"۔ جوزف نے جواب دیا اور پھول وتی کے اشارے پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ پھول وتی اس وقت جزیرے پر جا کر سیاہ مورتی تلاش کرنا چاہتی تھی۔ اس نے ایک نظر وہاں موجود لانچوں اور لانچوں پر ٹہلتے ہوئے کوسٹ گارڈز پر ڈالی اور پھر جزیرے کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا چہرہ تمتمانے لگا۔ اسی لمحے لانچوں میں موجود کوسٹ گارڈز، کوسٹ آفیسروں اور وہاں موجود تقریباً ہر شخص کو ہلکا ہلکا جھٹکا لگا اور وہ اپنی جگہ یوں ساکت ہو گئے جیسے کسی جادوگر نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھروں کا بت بنا دیا ہو۔

پھول وتی نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھرے ہوئے تھے۔ اپنی حیرت انگیز ساحرانہ صلاحیتوں کو استعمال کر کے اس نے وہاں موجود تمام لوگوں کو ساکت اور غیر متحرک کر دیا تھا۔ اب وہ جو کچھ کرتی اسے اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جس لانچ میں وہ موجود تھی وہاں موجود افراد بھی ساکت اور نیند کے عالم میں دکھائی دے رہے تھے۔ یہ دیکھ کر پھول وتی کے لبوں پر ایک پراسرار اور فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

" پھول وتی کی صلاحیتیں لامحدود ہیں۔ پھول وتی کو اگر مہان زاشال اجازت دے دیں تو پھول وتی واقعی ساری دنیا پر حکومت کر سکتی ہے"۔ اس نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بڑے اطمینان



بھرے انداز میں لانچ سے اتر کر جزیرے پر آ گئی۔ اس نے چٹانوں پر قدم رکھا اور آگے بڑھنے لگی اس کا رخ اس جانب تھا جہاں کافرستانی طیارہ گرا تھا۔ کافرستانی طیارے کے ملبے کے پاس جا کر وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے سیاہ مورتی کو تلاش کرنا چاہتی تھی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئی ہو گی کہ اسے اپنے عقب میں سرسراہٹ کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے پلٹی اور پھر حیرت اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے عقب میں ایک سیاہ انسانی سایہ کھڑا تھا۔ وہ سو فیصد کسی انسان کا سایہ تھا لیکن اس کے چہرے پر ناک، منہ اور آنکھوں کا نشان تک نہ تھا۔ اس کے باوجود نجانے اس سائے میں کیا تھا کہ پھول وتی کو اپنا جسم مفلوج ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ اسی لمحے سائے نے جیسے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ یکلخت پھول وتی پر آ گرا تھا۔ پھول وتی کو زبردست جھٹکا لگا اور وہ ایک دھماکے سے نیچے جا گری۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس پر یکلخت ہزاروں من وزنی چٹان آ گری ہو اور پھر اسے اپنے جسم کے مسام کھلتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ اسے اپنے جسم کے ہر حصے میں باریک باریک سوئیاں اترتی محسوس ہو رہی تھیں۔ خوف اور تکلیف کی شدت سے اس نے حلق پھاڑ کر چیخنا چاہا لیکن آواز جیسے اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔ اس کے ذہن میں خوفناک دھماکے ہونے لگے۔ آنکھوں کے سامنے موجود روشنی دھندلانے لگی اور اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کی روح کو کوئی انتہائی اذیت اور خوفناک انداز

انتہائی اذیت اور خوفناک انداز میں نکال رہا ہو۔اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب رہا تھا لامحدود اور گہری تاریکیوں میں۔ پھر اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا ذہن ہر خیال اور ہر سوچ سے عاری ہوتا چلا گیا۔اس کے دل و دماغ میں سوائے موت کی تاریکیوں کے کچھ باقی نہ رہا تھا۔

وہ ایک چٹان پر گری پڑی تھی۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے جسم میں زندگی کی معمولی سی رمق بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔اس کا سرخ و سپید رنگ آہستہ آہستہ سیاہ پڑتا جا رہا تھا اور پھر اس کا رنگ شب تار کی طرح انتہائی سیاہ پڑ گیا۔ پھر اس کا خدوخال بدلنے لگا۔چند ہی لمحوں میں وہاں ایک افریقی نژاد سیاہ فام لڑکی پڑی دکھائی دے رہی۔اسی لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔اس کی آنکھیں انتہائی سرخ اور انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھوں پیروں کو دیکھنے لگی۔

"شنکارہ، میں طاقتوں کی مالکہ شنکارہ ہوں۔میں نے انسانی جسم حاصل کر لیا ہے۔اب میری سوئی ہوئیں ساری قوتیں بیدار ہو جائیں گی۔ میں طاقت کی بہت بڑی دیوی بن جاؤں گی۔ طاقت کی دیوی شنکارہ ایک بار پھر زندہ ہو گئی ہے۔اس دنیا پر حکومت کرنے کے لئے اب شنکارہ کو کوئی فنا نہیں کر سکتا۔دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہیں مٹا سکتی"۔اس کے حلق سے خوفناک آوازیں نکلنے لگیں۔یوں لگ رہا تھا جیسے جزیرے پر کوئی خوفناک ناگن پھنکار رہی ہو۔



"میں دو ہزار سال بعد بیدار ہوئی ہوں۔اس دنیا میں رہنے اور دنیا کے انسانوں پر حکومت کرنے کے لئے مجھے اس لڑکی کا ذہن بیدار کرنا پڑے گا تاکہ میں اس دور کے انسانوں کو آسانی سے اپنے قابو کر سکوں"۔اس نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔اس کے ذہن میں اس بار تاریکی کے بجائے جیسے سرخی سی بھرتی جا رہی تھی۔ تیز اور خون سے بھری ہوئی سرخی جس میں جلتے ہوئے انگاروں کی سی چمک تھی۔ایسی چمک جو فولادی چٹانوں کو بھی جلا کر راکھ کر دینے کی حد تک بڑھتی جا رہی تھی۔

عمران دانش منزل میں کرسی پر سر پکڑے بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر سوچ و تفکرات کی گہری پرچھائیاں لہرا رہی تھیں۔

بلیک زیرو دوسرے کمرے سے چائے کے دو کپ لایا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا کپ ہاتھ میں لئے ایکسٹو کی مخصوص نشست پر بیٹھ گیا۔

"کیا سوچ رہے ہیں عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے عمران کو اس قدر سوچ میں ڈوبے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"سوچ رہا ہوں اب مجھے سیکرٹ سروس چھوڑ کر عاملی دھندہ شروع کر دینا چاہئے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"عاملی دھندہ۔ کیا مطلب"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ عامل جو جھاڑو پر دم کر کے اپنی گرد دوسروں پر جھاڑ کر ان پر سے آسیب کے سائے بھگانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ سنا ہے بڑا منافع بخش کاروبار ہے۔ نہ ہینگ لگتی ہے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی



چوکھا آتا ہے۔ بس چھوٹے چھوٹے کاغذوں پر آڑھی ترچھی لکیریں بنا کر دوسروں کو کہہ دو کہ اسے بڑا لمبا چلہ کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ جوش جلالی و جمالی کے بعد شاہ جنات کو حاضر کر کے اس کی دُم مروڑی تب کہیں جا کر اس نے تحریر کا یہ طریقہ بتایا۔ اس تحریر میں کرامات پوشیدہ ہیں۔ دس ہزار روپے دے کر جو اسے حاصل کر لے گا اس کے وارے نیارے ہو جائیں گے"۔ عمران کی زبان کا چرغہ چل پڑا۔

"اس شاہ جنات کی تحریر کی خصوصیات پر بھی ذرا روشنی ڈال دیں۔ ہو سکتا ہے آپ کا پہلا مرید میں ہی بن جاؤں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ضرور، ضرور۔ کیوں نہیں۔ جس کے پاس میری تحریر کردہ شاہ جنات والی تحریر ہو گی وہ سوپر فیاض بن جائے گا۔ عقلمند ہو گا تو احمق بن جائے گا۔ شوہر ہو گا تو دوسری شادی کے چکر میں پھنس جائے گا اور بیوی ہو گی تو کسی اور کی گرل فرینڈ بن جائے گی۔ تم جیسا جاسوس اعظم ہو گا تو مہاشیطان بن جائے گا۔ مجھ جیسا فقیر ہو گا تو بادشاہ بن جائے گا اور تنویر ہو گا تو جولیا کا بھائی بن جائے گا اور........"

عمران جب خصوصیات گنوانے پر آیا تو اس کی زبان میرٹھ کی قینچی سے بھی تیز رفتاری سے چلنے لگی۔

"بس، بس اتنی ہی خصوصیات کافی ہیں۔ اگر آپ نے اور خصوصیات گنوائیں تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر میرا تحریر کردہ نسخہ خریدنے کے لئے تیار ہو ناں تم"۔ عمران نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"ایک نہیں، آپ جتنے بھی نسخے تحریر کریں گے وہ سب خرید لوں گا۔آپ چائے پیجئے ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی"۔ بلیک زیرو نے مسلسل ہنستے ہوئے کہا۔

"سلیمان کے ہاتھ سے بنی ہوئی ٹھنڈی چائے بھی کوکا کولا سے زیادہ لطف دیتی ہے۔ سوچ رہا ہوں تمہاری ٹھنڈی چائے پی کر دیکھ لوں۔ اگر اس نے سلیمان کی چائے سے زیادہ لطف دیا تو سلیمان کو تمہاری جگہ اور تمہیں سلیمان کی جگہ رکھ لوں گا۔ تمہیں باورچی بنا کر کم از کم مجھے تمہیں تنخواہ تو نہ دینا پڑے گی"۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ بلیک زیرو ہنس ہنس کر دوہرا ہو گیا تھا۔

"اچھا عمران صاحب۔ یہ تو بتائیے محترمہ پھول وتی کی فلیٹ میں موجودگی کا واقعی آپ کو پتہ نہیں چلا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے سلیمان کے ذریعے دودھ میں آپ کو نیند کی جو دوا دی تھی اس کا بھی آپ کو احساس کیوں نہیں ہوا۔ حالانکہ آپ سخت ذہنی مشقیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ کو تو فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ آپ اپنی نیند سوئے ہیں یا آپ کو زبردستی سلایا جا رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ مجھے سیکرٹ سروس چھوڑ کر عاملی دھندہ شروع کر لینا چاہئے۔ اب یہاں مافوق الفطرت اور پراسرار قوتوں کے



مالک جاسوسوں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مجھے واقعی پیر عامل شاہ کامل کا ہی وظیفہ کرنا پڑے گا۔ میں پھول وتی کے وجود سے ہی پریشان تھا پھر میں یہاں آیا تو تم نے مجھے جزیرہ کراٹ میں انسانوں کے سر کٹنے والی انوکھی اور ناقابل یقین داستان سنا دی۔ انسانوں کے سروں کا اس طرح کٹنا اور ان کے جسموں سے خون غائب ہونا یہ تو واقعی مافوق الفطرت قوتوں کا ہی کام معلوم ہوتا ہے جوزف جس طرح بے ہوش پھول وتی کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پھول وتی ساحرانہ قوتوں کی زبردست عاملہ ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو صفدر اس پر اس قدر آسانی سے کیسے قابو پا لیتا۔ وہ تو اسے باقاعدہ بے ہوش کر کے رانا ہاؤس لے گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"صفدر نے بتایا تھا کہ اس نے اچانک اس لڑکی پر حملہ کر کے اسے بے ہوش کیا تھا۔ اگر صفدر ایسا نہ کرتا تو شاید صفدر اس کی گرد کو بھی نہ پا سکتا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"آپ کا کیا خیال ہے، کیا جوزف اسے واقعی کسی اندھے کنویں میں پھینکنے کے لئے گیا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اب یہ شب تار کی ناخلف اولاد آئے تو اس سے پوچھوں کہ اسے پھول وتی میں ایسی کیا چیز نظر آ گئی تھی جسے وہ کسی اندھے کنویں میں ہی پھینک کر ہلاک کرنا چاہتا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے تمام ممبران کو جوزف اور پھول وتی کی تلاش کا حکم دے رکھا ہے۔ ابھی تک کسی نے بھی کوئی رپورٹ نہیں دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس شہر میں موجود نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جزیرہ کراٹ۔ وہ یقیناً جزیرہ کراٹ پر ہوں گے"۔ عمران نے اچانک کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"جزیرہ کراٹ۔ اوہ، مگر پھول وتی کا جزیرہ کراٹ میں جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"مقصد جو بھی ہو تم دوبارہ ممبران کو کال کرو۔ میں جزیرہ کراٹ پر خود جا کر اس معاملے کی تحقیق کروں گا کہ وہاں ایسی کون سی خون آشام بدروح گھس آئی ہے جو نہ صرف انسانوں کے سر کاٹ دیتی ہے بلکہ ان کے جسموں کا خون بھی چوس لیتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے آپ بھی اسی لائن پر سوچ رہے ہیں کہ جزیرہ کراٹ میں کوئی شیطانی چکر چل رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ دنیا ایک چکر ہے پیارے سہاں سوائے چکروں کے اور کیا چکر چل سکتا ہے۔ یہی سوچ سوچ کر تو میں گھن چکر بن گیا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جواب میں بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

"کیا ساری ٹیم کو آپ جزیرے پر لے جانا چاہتے ہیں یا صرف مخصوص ممبران کو ہی کال کروں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔



"مخصوص ممبران سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شہر سے باہر جانے کے لئے آپ عموماً جولیا، صفدر اور تنویر کو ہی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں آپ کے مخصوص ممبر کہتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"یہ معاملہ مجھے ضرورت سے کچھ زیادہ پراسرار اور حیرت انگیز معلوم ہو رہا ہے۔ ویسے بھی ان دنوں ملک میں ہر طرف امن و امان ہی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ان سب کو اپنے ساتھ لے چلتا ہوں۔ اسی بہانے ان کی آؤٹنگ بھی ہو جائے گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤٹنگ کرنے کا پروگرام ہے تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں۔ میں بھی اس قید خانے میں پڑا پڑا بور ہو گیا ہوں۔ ممبران کو ہدایات دینے اور ان پر سوائے رعب جھاڑنے کے مجھے کوئی کام ہی نہیں ہوتا"۔ بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

"درخواست لکھ کر دست بدست ہمارے حضور پیش کرو۔ اگر موڈ ہوا تو شاید اس پر منظوری کے دستخط کر دوں۔ ورنہ........" عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ وہاں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی جسے سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔

"شاید کسی ممبر کی کال ہے"۔ عمران نے کہا۔ بلیک زیرو نے سر ہلا کر ایک مشین آن کی اور اس کے مختلف بٹن دبانے لگا اور مائیک

اٹھا کر اپنے قریب کر لیا۔

"ایکسٹو۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کی گھمبیر اور سرد آواز میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس جولیا، کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے سر ہلا کر کہا۔

"جوزف کا پتہ چل گیا ہے چیف۔ وہ ایک سیاہ فام لڑکی کے ساتھ گلفشار کالونی کی ایک کوٹھی میں دیکھا گیا ہے۔ اوور"۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"سیاہ فام لڑکی۔ مگر اس کے ساتھ تو مقامی لڑکی تھی۔ یہ سیاہ فام لڑکی کون ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔ اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر رکھا تھا۔ اس لئے سیاہ فام لڑکی کا سن کر عمران بھی چونک پڑا تھا۔

"معلوم نہیں چیف۔ لڑکی کا رنگ انتہائی سیاہ ہے۔ وہ افریقی نژاد معلوم ہوتی ہے۔ جوزف اس لڑکی کے ساتھ یوں رہ رہا ہے جیسے وہ اس کا غلام ہو۔ اوور"۔ جولیا نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو کے چہرے پر واقعی حیرت دکھائی دینے لگی۔ جوزف اور کسی سیاہ فام لڑکی کا غلام۔ یہ ایک انتہائی حیران کن اور انہونی سی بات تھی۔

"ہونہہ، تفصیل بتاؤ۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"چیف، آپ کے حکم سے ہم جوزف کو سارے شہر میں تلاش کر



رہے تھے۔ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف سے نعمانی اور خاور نے ایک کار آتے دیکھی۔ کار صفدر کی تھی جسے انہوں نے آسانی سے پہچان لیا تھا۔ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر ایک انتہائی خوفناک شکل والی سیاہ فام لڑکی موجود تھی۔ ان کے کہنے کے مطابق سیاہ فام لڑکی کا رنگ انتہائی سیاہ تھا البتہ اس کے ہونٹ اس قدر سرخ تھے جیسے وہ کسی کا تازہ خون پی کر آئی ہو۔ پہلے تو نعمانی اور خاور نے جوزف کو راستے میں ہی روکنا چاہا مگر پھر وہ لڑکی کے حیرت انگیز حلیئے کی وجہ سے اس کے تعاقب پر مجبور ہو گئے۔

جوزف سیاہ فام لڑکی کو گلفشار کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو سترہ میں لے گیا۔ کوٹھی خالی تھی۔ جوزف نے کار سے جس طرح سیاہ فام لڑکی کو عزت، تکریم اور مؤدب انداز میں نکالا تھا اور جس طرح اس کے سامنے اپنے سر کو جھکا کر باتیں کر رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کا غلام بنا ہوا ہے۔ لڑکی کو کوٹھی میں چھوڑ کر جوزف جب کوٹھی سے باہر کسی کام کے لئے نکلا تو خاور اور نعمانی جان بوجھ کر اس کے سامنے آ گئے۔ لیکن جوزف نے جیسے انہیں پہچانا ہی نہیں انہوں نے جوزف کے پاس جا کر اسے پکارا تو وہ ان سے نہایت سخت انداز میں پیش آیا اور اس نے کہا کہ اس کا نام جوزف نہیں مکاشو ہے پہلے تو خاور اور نعمانی حیران ہوئے پھر وہ پیچھے ہٹ آئے اور انہوں نے مجھے اس کے بارے میں اطلاع دی۔ ان کی اطلاع پر ہی میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اوور"۔ جولیا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس

کی تفصیل سن کر بلیک زیرو عمران کی جانب معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگا۔ عمران نے پرخیال انداز میں سر ہلا دیا۔

"تم کہاں سے بول رہی ہو اور باقی ممبر کہاں ہیں۔ اوور"۔ عمران کے اشارے پر بلیک زیرو نے پوچھا۔

"خاور اور نعمانی کی اطلاع کے بعد میں نے باقی ممبرز کو واپس بلا لیا تھا۔ وہ سب اس وقت اپنی اپنی رہائش گاہوں پر ہوں گے۔ البتہ خاور اور نعمانی کو میں نے اسی کوٹھی کی نگرانی پر لگا رکھا ہے جہاں جوزف اور سیاہ فام لڑکی کو دیکھا گیا تھا۔ اوور"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"گڈ۔ جوزف چونکہ عمران کا ساتھی ہے اس لئے میں عمران کو کال کر کے اسے گلفشار کالونی بھیج رہا ہوں۔ تم سب کو الرٹ رکھو اگر عمران تم لوگوں کو کال کرے تو تم فوری طور پر حرکت میں آجانا اور اس کے احکامات کی تعمیل کرنا۔ اوور اینڈ آل"۔ بلیک زیرو نے عمران کے اشارے دیکھ کر جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"جوزف اور ایک سیاہ فام لڑکی کا غلام بنا ہوا ہے۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی"۔ ٹرانسمیٹر بند کرنے کے بعد بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اس بلیک بیوٹی کو اب دیکھنا ہی پڑے گا"۔ عمران نے بلیک زیرو کی بات کا جواب دینے کی بجائے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔



کمانڈر طاہر جاوید کے ہاتھ سے سیاہ مورتی سرخ ہو کر گری اور لڑھکتی ہوئی چٹانوں کے پیچھے چلی گئی۔ چند لمحے تو وہ یونہی پڑی رہی پھر اس نے یکلخت موم کی طرح پگھلنا شروع کر دیا۔ جوں جوں وہ پگھلتی جا رہی تھی اس میں سے سیاہ گاڑھا دھواں نکلنے لگا تھا جو تیزی سے ایک جگہ جمع ہوتا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک انسانی سائے کی سی شکل اختیار کر لی۔

سیاہ مورتی مکمل طور پر پگھل گئی تھی اور اس میں سے نکلنے والے سیاہ دھویں نے ایک انسانی سائے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ سایہ تیزی سے اوپر اٹھا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب کمانڈر طاہر جاوید مورتی کے گرنے پر مایوس ہو کر واپس پلٹ رہا تھا۔ سایہ بلند ہو کر تیزی سے اس کے پیچھے آگیا۔ اس نے اپنا ہاتھ کسی تلوار کی طرح گھما کر کمانڈر طاہر جاوید کے عین گردن پر مارا اور کمانڈر طاہر جاوید کی گردن اس کے دھڑ

سے الگ ہو کر یوں دور جا گری جیسے تلوار کے وار سے کٹ کر دور جا گری ہو۔

کمانڈر طاہر جاوید کا بے سر کا دھڑ خون اگلتا ہوا ایک دھماکے سے گر گیا اس لمحے سایہ عین اس کی گردن سے چمٹ گیا اور کمانڈر طاہر جاوید کی کٹی ہوئی گردن سے نکلنے والا خون زمین پر گرنے کے بجائے دھویں نما انسانی سیاہ سائے نے پینا شروع کر دیا۔

اس سائے نے آن واحد میں کمانڈر طاہر جاوید کی رگوں میں موجود تمام خون کو چوس لیا تھا۔ جب کمانڈر طاہر جاوید کے مردہ جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہ بچا تو سایہ اس سے الگ ہو گیا۔ سایہ انسانی قد و قامت کا تھا۔ اس کے چہرے پر نہ منہ تھا، نہ ناک اور نہ ہی آنکھیں۔ اس کے باوجود وہ سر گھما کر ادھر ادھر یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے سب کچھ دکھائی دے رہا ہو۔ اس کے قدم زمین پر تھے۔ وہ اس طرف دیکھ رہا تھا جہاں اسے انسان چلتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے جن کا اس نے ابھی خون پینا تھا۔

یہ شنکارہ کی بدروح تھی جو صدیوں سیاہ مورتی میں مقید رہنے کے بعد انسانی خون کے چھینٹے پڑتے ہی آزاد ہو گئی تھی۔ صدیوں سے پیاسی بدروح کو انسانی خون کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ اسے ایک ایسے انسانی جسم کی تلاش تھی جس میں وہ آسانی سے خود کو سمو سکے۔ ایک ایسا انسانی جسم جو نہ صرف کسی عورت کا ہو بلکہ اس پر شیطان کا سایہ اور اس کے پاس شیطانی علوم بھی ہوں۔ لیکن اس وقت



اسے وہاں کسی عورت کا وجود دکھائی نہیں دے رہا تھا البتہ اس کی پیاس بجھانے کے لئے وہاں خون وافر مقدار میں موجود تھا جو وہاں چلنے پھرنے والے انسانوں کی رگوں میں دوڑتا ہوا اسے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

ان انسانوں کو ہلاک کرنا اور ان کا خون پینا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اس لئے وہ آگے بڑھی اور ان لوگوں پر ہاتھ صاف کرنے لگی جو ادھر ادھر آ جا رہے تھے۔ دس بارہ انسانوں کو ہلاک کر کے اور ان کا خون پی کر جیسے اس کی پیاس بجھ گئی تھی۔ اس لئے وہ ان چٹانوں کے پیچھے آ گئی جہاں اچھا خاصا سایہ پھیلا ہوا تھا۔ چٹانوں کے سائے میں آ کر شنکارہ نے اپنا سایہ اس سائے میں ضم کر لیا۔

سر کٹی انسانی لاشوں کو دیکھ کر جزیرے میں موجود زندہ انسانوں میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔ وہ بڑے گھبرائے ہوئے اور نہایت پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو چیختے ہوئے پکار اور بھاگ رہے تھے۔ انہوں نے خطرے کے پیش نظر چٹانوں کے عقب میں فائرنگ بھی کی تھی۔ سارا دن جزیرہ خوفناک دھماکوں سے گونجتا رہا۔ لیکن شنکارہ کا سایہ چٹانوں کے سائے میں یوں پڑا رہا جیسے نہ ہی اسے اب ان انسانوں سے کوئی سروکار ہو اور نہ ہی دھماکے اس کی سماعت پر اثر انداز ہو رہے ہوں۔

وقت گزرتا رہا پھر اچانک شنکارہ کا سایہ حرکت میں آ گیا اور وہ چٹانوں کے نیچے سے نکل کر تیزی سے باہر آ گیا اور چٹانوں پر چڑھ کر

جزیرے کے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر سایہ نہایت تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ جزیرے کے دوسرے کنارے پر تیز روشنی میں اسے ایک لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔ لڑکی انتہائی خوبصورت تھی۔ اس لڑکی کے سر پر اسے سیاہ ہالہ سا رقص کرتا دکھائی دے رہا تھا۔

شنکارہ کا سایہ چٹانوں پر تیزی سے بھاگتا ہوا اس لڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس لڑکی کے پیچھے پہنچ کر شنکارہ کا سایہ رک گیا۔ اسی لمحے لڑکی اس کی موجودگی محسوس کر کے تیزی سے اس کی طرف گھومی۔ شنکارہ کا سایہ بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹ پڑا اور لڑکی کو لئے ہوئے ایک دھماکے سے نیچے گر گیا۔ لڑکی کا وجود اس کے بازوؤں میں آتے ہی مفلوج ہو گیا تھا۔ شنکارہ کا سایہ لڑکی کے جسم پر چھا گیا پھر کچھ ہی دیر میں اس نے لڑکی کو ہلاک کر کے اس کے جسم میں خود کو سمو لیا اور چند لمحے ساکت رہنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں روشن ہو گئی تھیں۔

" شنکارہ۔ میں طاقتوں کی مالکہ شنکارہ ہوں۔ میں نے انسانی جسم حاصل کر لیا ہے۔ اب میری سوئی ہوئی ساری طاقتیں بیدار ہو جائیں گی اور میں طاقت کی بہت بڑی دیوی بن جاؤں گی۔ طاقت کی دیوی شنکارہ ایک بار پھر زندہ ہو گئی ہے۔ اس دنیا پر حکومت کرنے کے لئے اب شنکارہ کو کوئی فنا نہیں کر سکتا۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہیں مٹا سکتی "۔ اس کے حلق سے خوفناک آوازیں نکلنے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جزیرے پر خوفناک ناگن پھنکار رہی ہو۔



" میں دو ہزار سال بعد بیدار ہوئی ہوں۔ اس دنیا میں رہنے اور دنیا کے انسانوں کو سمجھنے کے لئے مجھے اس لڑکی کے جسم اور ذہن کی تلاش تھی۔ مجھے اس لڑکی کا ذہن بیدار کرنا پڑے گا تا کہ میں اس دور کے انسانوں کو آسانی سے قابو کر سکوں "۔ اس نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے ذہن میں سرخی بھر گئی۔ تیز اور خون سے بھری ہوئی سرخی جس میں جلتے ہوئے انگاروں کی سی چمک تھی۔ ایسی چمک جو فولادی چٹانوں کو بھی راکھ کر دینے کی حد تک بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن پر کافی دیر تک سرخی چھائی رہی پھر لڑکی کا ذہن جاگنے لگا اور آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی سرخی دور ہونے لگی اور پھر شنکارہ کا ذہن پھول وتی کے ذہن کی طرح کام کرنے لگ گیا۔ پھول وتی کے زندگی کے تمام واقعات و حالات اس کے ذہن میں اجاگر ہو گئے تھے۔ بچپن سے لے کر اب تک اس نے جو کچھ کیا تھا ان تمام خیالات اور واقعات کا منظر اس کے سامنے تھا۔

شنکارہ کا ذہن تیزی سے پھول وتی کا ذہن پڑھ رہا تھا اور ہر بات پوری طرح اس کی سوچ اور سمجھ میں آتی جا رہی تھی۔

" افریقہ کے شاہی خاندان کا شہزادہ۔ اوہ، وہ بھی میرا غلام ہے۔ بہت خوب، اس کا مطلب ہے اگر وہ میری مدد کرے تو میں اس کے ساتھ آسانی سے افریقہ کے جنگلوں میں واپس جا سکتی ہوں اور شالاگ نے جس لڑکی کاشارا کا میرے لئے خاص طور پر جسم تیار کیا تھا اور وہ ایک پہاڑ کے غار میں دب گیا تھا میں افریقی شہزادے جوزف کی مدد

سے اسے وہاں سے نکال کر اس میں اپنی روح ڈال کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو سکتی ہوں"۔ اس نے خوشی اور مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

پھول وتی کے جس جسم پر اس نے قبضہ کیا تھا وہ پہلے انتہائی سرخ وسفید تھا مگر اب اس کے جسم کا رنگ انتہائی سیاہ ہو گیا تھا۔ اس قدر سیاہ جیسے ساری دنیا کی سیاہی اس کے جسم میں گھل مل گئی ہو۔ البتہ اس کی آنکھیں اور اس کے ہونٹ خون کی طرح سرخ تھے۔

"جوزف، جوزف دی گریٹ۔ میرے غلام کہاں ہو تم۔ میرے پاس آؤ جلدی"۔ اس نے چیخ کر جوزف کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ چند ہی لمحوں بعد جوزف دوڑتا ہوا وہاں آ گیا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں بدستور سحر انگیز ویرانی چھائی ہوئی تھی جو شاید پھول وتی کے ہلاک ہونے اور شنکارہ کے زندہ ہونے سے اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

"میں حاضر ہوں مادام"۔ جوزف نے اس کے سامنے آتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں لڑکی کے بدلے ہوئے رنگ پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں ہوا تھا۔ پھول وتی نے اسے اپنی آواز کا پابند کیا تھا۔ اس وقت شنکارہ کے منہ سے جو آواز نکل رہی تھی وہ پھول وتی کی ہی تھی۔ اس میں معمولی سا بھی فرق نہ تھا۔ اگر اس کی آواز میں ذرا سا بھی فرق ہوتا تو لازماً جوزف پر سے اس کا سحر ٹوٹ جاتا۔

"جوزف، مجھے یہاں سے لے چلو۔ اس وقت یہاں موجود تمام



لوگوں پر پھول وتی کی آواز اور اس کے خیالوں کا سحر طاری ہے۔ ہمیں یہاں سے نہ ہی نکلتے کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ جانے سے روک سکتا ہے چلو، چلو میرے ساتھ"۔ شنکارہ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چلیئے مادام"۔ جوزف نے کہا اور وہ دونوں جزیرے پر سے اس لانچ میں آ گئے۔ لانچ کا ڈرائیور بدمست پڑا تھا۔ اس لانچ کو چلانا جوزف کے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔ اس نے لانچ کا انجن چلایا اور پھر لانچ کو موڑ کر سمندر کی طرف کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے لانچ سمندر کے فراخ سینے پر دوڑتی چلی گئی۔ شنکارہ کے چہرے پر سکون ہی سکون نظر آ رہا تھا۔ انتہائی گہرا اور لا متناہی سکون۔

افریقی قبیلے سامی گان کے سردار اور شالاگ کے بڑے پجاری سردار زکاٹا نے گھبرا کر یکلخت آنکھیں کھول دیں۔

مقدس شنکارہ کی مقدس سیاہ مورتی کے مقدس غار سے غائب ہونے کے بعد اس کے قبیلے کے بے شمار نوجوانوں نے گاری تارا کر کے اپنی جانیں دے دی تھیں۔اب اس قبیلے میں بوڑھوں، بچوں، چند گنے چنے نوجوانوں اور عورتوں کے سوا کچھ نہیں بچا تھا۔

مقدس شنکارہ کی مقدس سیاہ مورتی کے مقدس غار سے غائب ہونے اور قبیلے کے جوانوں کے گاری تارا کر لینے کی وجہ سے سارے کا سارا قبیلہ افسردہ اور ملول ہو گیا تھا۔جن افراد نے مقدس غار سے شنکارہ کی مقدس مورتی چرائی تھی انہوں نے پہلے اس قبیلے پر ہی حملہ کیا تھا۔یہاں انہوں نے ہر طرف بے پناہ تباہی مچائی تھی۔ بیسیوں افراد مارے گئے تھے اور ان کے سینکڑوں جھونپڑے جل کر راکھ ہو گئے تھے ۔یہی وجہ تھی کہ ابھی تک وہاں ہر طرف جھونپڑوں اور ان کے



سامان کی جلی ہوئی راکھ اڑ رہی تھی جس سے قبیلے کا ہر شخص سروں پر راکھ ڈالے افسوس زدہ اور غمزدہ انداز میں پھر رہا تھا۔ ہر ایک کے چہرے پر موت کی زردی پھیلی ہوئی تھی۔ہر بوڑھے کی آنکھ رو رہی تھی۔بچے بلک رہے تھے اور عورتیں بین کر رہی تھیں۔

قبیلے کے جوانوں کے گاری تارا کرنے کی وجہ سے پجاری اور ان کے سردار زکاٹا نے ان پر مقدس شالاگ کا قہر نہ ٹوٹنے کی خوشخبری سنا دی تھی مگر اس کے باوجود وہ سب سہمے سہمے اور وحشت زدہ دکھائی دے رہے تھے۔

ان کی وحشت اور ان کا خوف دور کرنے کے لئے ان کا سردار جو اب ان کے لئے پجاری بھی بن گیا تھا مقدس غار میں بیٹھا ان کے لئے خصوصی جاپ کر رہا تھا۔اس بات کا مشورہ اسے شالاگ کی مقدس پجارن شاتانہ نے دیا تھا۔

شالاگ اس قبیلے کا ایک بہت بڑا اور پرانا وچ ڈاکٹر تھا۔ جو صدیوں سے زندہ تھا۔ انتہائی بوڑھا اور عمر رسیدہ ہونے کے باوجود اس میں سو وحشیوں کی سی طاقت تھی۔وہ دبلا پتلا مگر خاصا لمبا انسان تھا۔اس کا رنگ بے حد کالا تھا۔دیکھنے میں وہ بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ دکھائی دیتا تھا۔جنوں اور دیووں جیسی طاقت رکھنے والے اس وحشی کے بارے میں مشہور تھا کہ اس نے طویل عمر زندہ رکھنے والی جڑی بوٹیاں کھا رکھی تھیں جس کی وجہ سے موت ابھی اس سے کوسوں دور تھی۔ وہ عموماً جنگلوں سے دور پہاڑی غاروں میں رہتا تھا۔ اس نے

برسوں پہلے مقدس شنکارہ کو زندہ کرنے اور اس کی پراسرار طاقتوں پر قبضہ کرنے کیلئے قبیلے کی ایک لڑکی کاشارا کو مار کر اسے ایک پہاڑی کے بڑے غار میں لے جا کر اس پر عجیب و غریب عمل کئے تھے ۔ جنگلات کی سینکڑوں جڑی بوٹیوں کا لیپ بنا کر اس لڑکی کے سارے جسم پر لگا دیا تھا۔ پھر اسے آگ میں رکھ کر اس پر کئی برس پراسرار عمل کرتا رہا تھا مگر پھر اچانک وہاں خوفناک زلزلہ آ گیا جس نے پہاڑوں کو بھی ہلا ڈالا تھا۔ شالاگ انہی پہاڑوں کے ایک غار میں کاشارا پر عمل کر رہا تھا۔ زلزلہ آنے کی وجہ سے پہاڑ بیٹھ گیا اور کاشارا اس پہاڑ کے نیچے دفن ہو گئی ۔اس وقت شالاگ اتفاقاً غار سے باہر تھا ورنہ شاید وہ بھی اسی پہاڑ کے نیچے ہمیشہ کے لئے دفن ہو جاتا۔

اس کے بعد شالاگ نے شنکارہ کی روح کو کسی اور لڑکی کے جسم میں ڈالنے کے لئے سینکڑوں نوجوان لڑکیوں کو ہلاک کیا۔ ان پر ویسے ہی عمل کئے لیکن ان لڑکیوں کے جسم یا تو گل سڑ جاتے یا پھر ان پر حشرات الارض چمٹ جاتے تھے جو ان جسموں کو ایک لمحے میں چٹ کر جاتے تھے ۔ جس سے شالاگ بھی تنگ آ گیا تھا اور اس نے شنکارہ کی سیاہ مورتی کو مقدس غار میں رکھ دیا اور خود پوجا پاٹ کرنے دوسرے پہاڑوں کے غاروں میں جا کر رہنے لگا۔ اس سارے جنگل میں اسی کی حکومت تھی۔ جنگل میں رہنے والے ہر قبیلے میں اسے دیوتا کی سی حیثیت حاصل تھی۔ اس کے حکم کے بغیر کسی قبیلے کا کوئی فرد جنگل کے درختوں کا ایک پتا بھی نہیں توڑتا تھا۔



شالاگ خود بھی پجاری تھا۔ لیکن وہ جس شیطان کا پجاری تھا نہ ہی وہ اس کا نام جانتا تھا اور نہ ہی وہ شیطان کبھی اس کے سامنے آیا تھا۔ اس لئے وہ اسے طاقت دیوتا سمجھتا تھا مگر اس طاقت دیوتا کا بھی ایک وجود تھا۔ جو انہی پہاڑوں یا جنگلوں میں کہیں موجود تھا۔ مگر وہ کون تھا، کیا تھا اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ شنکارہ اس کی نسل سے تعلق رکھتی تھی اور اس کی وجہ سے وہ بڑی ساحرہ اور خوفناک طاقتوں کی مالکہ بنی تھی۔

شالاگ کو بھی صرف اس طاقت دیوتا کی آواز سنائی دیتی تھی، خاموشی میں گونجتی ہوئی پراسرار اور خوفناک آواز جو شالاگ کو ہدایات دیتی تھی۔ شالاگ نے اپنی طاقتوں سے اس طاقت دیوتا کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ یہ سب اصل میں جنگلوں کے جادوگر یا وچ ڈاکٹرز تھے جنہوں نے سیاہ طاقتوں کی مدد سے جنگلی قبائل پر دیوتا بن کر اپنی دھاک بٹھا رکھی تھی۔

سب سے پہلے جنگلوں میں بڑے وچ ڈاکٹر طاقت دیوتا کا نام آتا تھا اس کے بعد شالاگ کا، پھر شنکارہ کا اور پھر مقدس پجارن شاتانہ کا اور آخر میں سردار زکاٹا کا۔ جو طویل العمر ہونے کی وجہ سے قبیلوں میں دیوتاؤں کی طرح پوجا جاتا تھا۔

طاقت دیوتا نامی وچ ڈاکٹر کا رابطہ شالاگ سے تھا۔ شالاگ کا اپنی پجارن شاتانہ سے اور پجارن شاتانہ کا سردار زکاٹا سے ۔اس طرح ان

کی ہدایات اور ان کا پرچار سردار زکاٹا ہی جنگلوں کے قبائل تک پہنچاتا تھا۔ اس لحاظ سے سردار زکاٹا افریقی جنگلوں کے تمام قبیلوں کا سب سے بڑا سردار مانا جاتا تھا۔ دوسرے قبیلوں کے تمام سردار اس کے نائب تھے ۔ سردار زکاٹا چونکہ عموماً مقدس غار میں بیٹھ کر پوجا کرتا رہتا تھا اس لئے اس نے آج کل اپنے قبیلے کا انتظام اپنے نئے نائب سردار کاچوکا کے سپرد کر رکھا تھا۔ کیونکہ پہلے نائب سردار آشوتا نے گاری تارا کر لیا تھا۔

اس وقت سردار زکاٹا کے چونکنے اور اچانک اٹھ کر کھڑے ہونے کی وجہ شاتانہ تھی۔ وہ غار میں داخل ہو رہی تھی۔

"آؤ، آؤ مقدس پجارن۔ میں بڑے دنوں سے تمہاری راہ تک رہا تھا۔ کہو مقدس شالاگ کی پجارن تم ہمارے لئے کیا خوشخبری لائی ہو"۔ سردار زکاٹا نے روشنی کی طرح چمکتے ہوئے جسم والی خوبرو لڑکی شاتانہ کی طرف اشتیاق آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ لڑکی کے چہرے پر قدرے خوف بھی دکھائی دے رہا تھا۔

"ہاں میں خوشخبری بھی لائی ہوں"۔ پجارن شاتانہ نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا اور سردار زکاٹا بری طرح سے چونک پڑا۔

"بھی سے تمہاری کیا مراد ہے مقدس پجارن"۔ سردار زکاٹا نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"شالاگ نے اس بات کی اجازت دے دی ہے کہ تم دوسرے قبیلوں کے جوان مردوں کو اپنے قبیلے میں لے آؤ اور اپنے قبیلے کو پہلے



کی طرح مضبوط اور طاقتور بنا لو۔ ان سب مردوں کو شالاگ نے مقدس پھل کھانے کی بھی اجازت دے دی ہے تاکہ وہ دوسرے قبیلوں کے وحشیوں سے زیادہ قوی اور طاقتور بن جائیں"۔ شاتانہ نے کہا۔

"اوہ واقعی یہ تو خوشخبری ہے۔ بہت بڑی خوشخبری۔ مگر دوسری بات کیا ہے مقدس پجارن جس کی وجہ سے تم اس قدر پریشان اور قدرے خوفزدہ دکھائی دے رہی ہو"۔ سردار زکاٹا نے پوچھا۔

"سردار زکاٹا، شنکارہ زندہ ہو گئی ہے"۔ اس نے کہا اور سردار زکاٹا اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے سر پر یکلخت کوئی وزنی چٹان آ گری ہو۔

"کک۔ کیا شنکارہ زندہ ہو گئی ہے۔ اوہ، اوہ اتنی جلدی"۔ اس نے خوف سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اس نے نہ صرف اپنی روح کو مقدس سیاہ مورتی سے آزاد کرا لیا ہے بلکہ اس نے پھول وتی نام کی لڑکی کے جسم پر بھی قبضہ کر کے عارضی زندگی حاصل کر لی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی سیاہ قوتیں بیدار ہو گئی ہیں اور وہ انتہائی خطرناک اور طاقتور ہو گئی ہے"۔ پجارن شاتانہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے وہ اب انسانی دنیا میں تباہی اور بربادی پھیلا دے گی۔ اس کی صدیوں کی پیاسی روح ہزاروں لاکھوں انسانوں کا خون پیئے گی اور اپنی فطرت کے مطابق ہر طرف تباہی اور

بربادی کا بازار گرم کر دے گی"۔ سردار زکاٹا نے خوف اور تشویش سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"ہاں، وہ یہ سب کچھ کرے گی۔ اسے ایسا کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن ان انسانوں کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے جنگلی قبائل کے لئے بھی شدید خطرے کا باعث بن سکتی ہے"۔ شاتانہ نے کہا تو سردار زکاٹا ایک بار پھر چونکنے پر مجبور ہو گیا۔

"شنکارہ دیوی افریقی قبائل کی بھی تباہی کا موجب بن سکتی ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو مقدس پجارن۔ شنکارہ دیوی ان جنگلوں سے نکل چکی ہیں اب وہ بھلا ان جنگلات میں کیوں واپس آئے گی"۔ سردار زکاٹا نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"مقدس شالاگ نے صدیوں پہلے کاشارا کا جو جسم شنکارہ کے لئے محفوظ کیا تھا وہ جسم ایک پہاڑ کے نیچے ابھی تک اسی طرح محفوظ ہے۔ شنکارہ اس دنیا میں پاشو کا عمل جاننے والی لڑکیوں کے جسم پر عارضی طور پر تو قبضہ کر سکتی ہے مگر اس جسم میں مستقل طور پر رہنا اس کے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے مقدس شالاگ کا خیال ہے کہ وہ کاشارا کے جسم کو حاصل کرنے کے لئے یہاں آ سکتی ہے اور یہاں وہ اکیلی نہیں روشنی کے نمائندوں کو بھی لے کر آئے گی"۔ شاتانہ پجارن نے کہا۔

"اوہ، لیکن روشنی کے نمائندے شنکارہ کا ساتھ کیوں دیں گے"۔ سردار زکاٹا نے پریشان لہجے میں کہا۔

"شنکارہ کی طاقتوں کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ وہ



انہیں یہاں اپنے ساتھ آنے پر مجبور کر دے گی۔ اس لئے مقدس شالاگ کا حکم ہے کہ تم جنگل کے تمام قبیلوں کو ہوشیار کر دو اور ہر طرف ایسے انتظامات اور حصار قائم کر دو کہ شنکارہ اور روشنی کے نمائندے کسی بھی طرح ان جنگلوں میں داخل نہ ہو سکیں۔ مقدس شالاگ نے تمہیں ہر طرح کی طاقتیں استعمال کرنے کے اختیارات دے دیئے ہیں"۔ شاتانہ پجارن نے جواب دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مقدس پجارن۔ لیکن میں کچھ اور سوچ رہا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔ اس کا لہجہ واقعی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"کیا"۔ پجارن شاتانہ نے چونک کر پوچھا۔

"شنکارہ دیوی اور روشنی کے نمائندے کاشارا کے جسم کو نکالنے کے لئے پہاڑوں پر کوئی عمل نہیں کر سکتے۔ ان پہاڑوں میں گھسنے اور وہاں سے کاشارا کے جسم کو نکالنے کے لئے وہ یقیناً جدید دنیا کا سامان استعمال کریں گے۔ میرا مطلب ہے وہ پہاڑ کی کھدائی اور اس میں سرنگیں بنانے کی کوشش کریں گے۔ تو کیوں نہ ان کے آنے سے پہلے ہم قبیلے والوں کی مدد سے خود ہی اس پہاڑ کی کھدائی شروع کر دیں اور خود کاشارا کے جسم کو نکال لیں۔ اس طرح ہمیں دو فائدے ہوں گے۔ شنکارہ زبردستی ہم سے کاشارا کا جسم حاصل نہیں کر سکے گی۔ دوسرا ہم کاشارا کے جسم پر جاکوشانا کا خاص عمل کر کے اسے مکمل طور پر اپنے بس میں کر لیں گے۔ اس طرح جب شنکارہ اس جسم میں داخل ہو گی تو وہ آسانی سے ہمارے قابو میں آ جائے گی۔ اور اس کی تمام

طاقتوں کے ہم مالک بن جائیں گے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"اوہ واقعی، تم نے بڑے پتے کی بات بتائی ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم واقعی شنکارہ کی لامحدود طاقتوں کے مالک بن کر اس ساری دنیا پر حکومت کر سکتے ہیں"۔ پجارن شاتانہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ میرے ذہن میں ایک اور منصوبہ بھی آیا ہے۔ اگر تم میرا ساتھ دینے کی کوشش کرو تو ہم اس کا خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں"۔ سردار زکاٹا نے بڑے پراسرار اور معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا منصوبہ ہے"۔ شاتانہ پجارن نے جلدی سے پوچھا۔

"پہلے تم مہا شیطان کی قسم کھا کر کہو اگر تمہیں میرے ارادوں پر اعتراض ہوا تو تم مجھ پر برہم نہیں ہو گی اور نہ ہی تم اس بات کا ذکر کبھی مقدس شالاگ کے سامنے کرو گی"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو پجارن شاتانہ حیرت اور استعجاب سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"ٹھیک ہے میں مہا شیطان کی قسم کھاتی ہوں۔ بتاؤ کیا بات ہے"۔ پجارن شاتانہ نے چند لمحے توقف کے بعد سر ہلاتے ہوئے جواب دیا تو سردار زکاٹا کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے پجارن شاتانہ کے کان کے قریب منہ کر کے اپنے ارادوں کا ذکر کرنا شروع کیا تو پجارن شاتانہ کی آنکھیں مارے حیرت اور استعجاب سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ، یہ سب کیسے ممکن ہے اور مقدس شالاگ۔ اس کا کیا



ہوگا"۔ پجارن شاتانہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"شالاگ کی تم فکر نہ کرو۔ اسے راستے سے ہٹانا میری ذمہ داری ہے۔ میرے پاس ایک ایسی طاقت موجود ہے جس سے میں شالاگ تو کیا طاقت دیوتا کو بھی آسانی سے فنا کر سکتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تمہارے پاس ایسی کون سی طاقت ہے جس سے تم مقدس شالاگ اور طاقت دیوتا کو بھی فنا کر سکتے ہو اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو اس کا فائدہ صرف تمہیں ہی ہو گا۔ تم ان جنگلوں کے سب سے بڑے دیوتا بن جاؤ گے اور میں۔ کیا مجھے تمہاری پجارن یا کنیز بن کر رہنا ہو گا"۔ پجارن شاتانہ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ شاتانہ میں تمہیں اپنی کنیز یا پجارن نہیں بناؤں گا۔ میں تم سے شادی کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ رکھ لوں گا۔ شنکارہ کی آدھی طاقتوں کا مالک میں بنوں گا اور آدھی کی تم۔ ہم دونوں مل کر نہ صرف ان جنگلوں بلکہ پوری دنیا کے انسانوں پر حکومت کریں گے اور ہر طرف اپنی طاقت کا سکہ جما دیں گے"۔ سردار زکاٹا کہتا چلا گیا۔

"تمہارے ارادے بہت خطرناک اور خوفناک ہیں۔ اگر اس کی بھنک بھی مقدس شالاگ یا طاقت دیوتا کو مل گئی تو جانتے ہو وہ ہمارا کیا حشر کریں گے"۔ پجارن شاتانہ نے اس کی جانب غصے اور قدرے پریشان انداز میں گھورتے ہوئے کہا۔

"انہیں یہ سب اسی صورت میں معلوم ہوگا جب انہیں تم یا میں خود بتاؤں گا۔ اس وقت ہم مقدس غار میں ہیں۔ مقدس غار میں ہونے والی باتیں وہ ہرگز نہیں سن سکتے"۔ سردار زکاٹا نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ، کیا تمہیں یقین ہے کہ تم شالاگ اور طاقت دیوتا کو تلاش کر کے انہیں فنا کر سکتے ہو"۔ پجارن شاتانہ نے نیم راضی اور الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں، یہ میرے لئے کچھ مشکل نہیں ہے"۔ سردار زکاٹا نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"مگر طاقت دیوتا کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ اس کے بارے میں تو شالاگ بھی نہیں جانتا۔ پھر تم"۔ پجارن شاتانہ نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ طاقت دیوتا کون ہے اور کہاں ہے میں اس کے بارے میں بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر پجارن شاتانہ بری طرح چونک پڑی اور پھٹی پھٹی نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"کیا۔ تت، تم طاقت دیوتا کو جانتے۔ اوہ مگر یہ کس طرح ممکن ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ اس نے ہکلاہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"تم میرا ساتھ دینے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں اس کے بارے میں



سب کچھ بتا دوں گا اور یہ بھی بتا دوں گا کہ اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے"۔ سردار زکاٹا نے مکارانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ، اس کا مطلب ہے کہ پہلے تم طاقت دیوتا کا خاتمہ کرو گے پھر شالاگ کا۔ ان کے خاتمے کے بعد ہی تم بڑے دیوتا کا منصب سنبھال سکو گے اور پھر تم پہاڑ کے نیچے سے کاشارا کا جسم نکال کر اس پر عمل بھی کرو گے۔ تاکہ شنکارہ اور اس کی طاقتوں کے مالک بن سکو۔ لیکن یہ سب ہوگا کیسے۔ یہ سب باتیں ناممکن ہیں۔ مجھے تفصیل بتاؤ سردار زکاٹا۔ اگر میں مطمئن ہو گئی تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں دل و جان سے تمہاری مدد کروں گی۔ تم جو کہو گے اس پر پوری طرح عمل کروں گی"۔ پجارن شاتانہ نے کہا۔

سردار زکاٹا چند لمحے اس کی جانب تذبذب کے عالم میں دیکھتا رہا پھر اس نے سوچا پجارن شاتانہ مہا شیطان کی قسم کھا چکی ہے اس لئے وہ اس سے غداری کی مرتکب نہیں ہو سکتی اس نے اسے ساری تفصیل بتا دینے میں کوئی حرج نہ سمجھا۔ چنانچہ اس نے پجارن شاتانہ کو اپنا سارا منصوبہ بتا دیا۔ اس کی تفصیل سن کر پجارن شاتانہ کی آنکھیں پھیل کر اس کے کانوں تک جا لگیں۔ سردار زکاٹا نے جو ترکیب بتائی تھی وہ واقعی قابل عمل تھی۔ اس ترکیب پر عمل کرتے ہوئے وہ طاقت دیوتا اور شالاگ کو آسانی سے ہلاک کر کے ان کا منصب سنبھال سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سردار زکاٹا کی ترکیب سن کر عجیب اور تیز چمک آ گئی تھی۔

"بہت خوب سردار زکاٹا۔ تم تو انتہائی ذہین اور دنیا کے سب سے چالاک ترین انسان ہو۔ تم نے جو ترکیب بتائی ہے اگر اس پر عقلمندی سے عمل کیا جائے تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے اب میں پھر مہا شیطان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہارے ساتھ مل کر کام کروں گی اور تم جو کہو گے اس پر حرف بہ حرف عمل کروں گی۔ لیکن اس کے لئے تمہیں بھی مہا شیطان کی قسم کھا کر مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا کہ تم ہر حال میں مجھ سے شادی کرو گے اور شنکارہ کی آدھی طاقتوں کی مالکہ بناؤ گے"۔ پجارن شاتانہ نے کہا تو سردار زکاٹا خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس نے جلدی سے مہا شیطان کی قسم کھا کر پجارن شاتانہ سے وعدہ کر لیا کہ وہ نہ صرف اس سے شادی کرے گا بلکہ شنکارہ کی آدھی طاقتوں کو اس کے حوالے کر دے گا۔

وہ دونوں مقدس غار میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے اور پھر اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے صلاح و مشورے کرنا شروع ہو گئے۔



جوزف شنکارہ کو پھول وتی کے اڈے گلفشار کالونی کی کوٹھی میں لے آیا تھا۔ کوٹھی میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ چونکہ شنکارہ کا ذہن پوری طرح پھول وتی کے ذہن کے مطابق کام کر رہا تھا اس لئے وہ ہر چیز کو سمجھ سکتی تھی اور ان کا باقاعدہ استعمال بھی کر سکتی تھی۔

وہ چونکہ صدیوں سے پیاسی تھی اور اس کی پیاس صرف انسانی خون ہی مٹا سکتا تھا۔ جزیرے پر دس بارہ انسانوں کا خون پی کر اس نے وقتی پیاس بجھائی تھی لیکن جب سے اس نے پھول وتی کا مجسم اپنایا تھا اس وقت سے اس نے خون کی ایک بوند بھی نہ چکھی تھی۔

اس وقت وہ کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں موجود صوفے پر بیٹھی تھی اور جوزف اس کے سامنے غلاموں کی طرح سر جھکائے کھڑا تھا۔

"جوزف"۔ شنکارہ نے جوزف کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"حکم مادام"۔ جوزف نے کسی زرخرید غلام کی طرح سر جھکاتے

ہوئے کہا۔

" یہ تم مجھے مادام کیوں کہتے ہو۔ میں مادام نہیں شنکارہ ہوں۔ تم مجھے آئندہ شنکارہ دیوی کے نام سے پکارا کرو"۔ شنکارہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جو حکم شنکارہ دیوی"۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور تمہارا نام جوزف کیوں ہے۔ مجھے یہ نام بالکل پسند نہیں ہے تم افریقی جنگلی خاندان کے شہزادے ہو۔ تمہارا نام بھی اسی مناسبت سے ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے میں تمہیں جوزف کے نام سے نہیں "مکاشو" کے نام سے پکارا کروں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"جو حکم شنکارہ دیوی"۔ جوزف نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"مکاشو۔ تم جانتے ہو میری خوراک انسانی خون ہے۔ میں انسانی خون پیئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تم میرے غلام ہو اس لئے اب میں یہ ذمہ داری تمہیں سونپتی ہوں۔ میرے لئے صحت مند خون لانا تمہارا کام ہے۔ بولو کرو گے میرا یہ کام"۔ شنکارہ نے جوزف کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مکاشو آپ کے حکم کا غلام ہے شنکارہ دیوی۔ اگر حکم کریں تو میں اپنی رگوں سے بھی سارا خون نکال کر آپ کو پیش کر دوں"۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں، مجھے تمہارے خون کی نہیں کسی لڑکی کے خون کی ضرورت ہے۔ میں شنکارہ دیوی ہوں اور میں انسانی خون میں جوان



اور صحت مند لڑکیوں کا خون کو زیادہ پسند کرتی ہوں۔ جزیرے پر میں نے بارہ انسانوں کا خون پیا تھا مگر وہ صرف مرد تھے۔ ان میں ایک بھی لڑکی نہیں تھی۔ میں نے وقتی طور پر اپنی پیاس بجھا لی تھی لیکن اب میں چاہتی ہوں کہ تم میرے پاس کم از کم دو صحت مند لڑکیوں کو لاؤ۔ اب میں لڑکیوں کا خون پی کر ہی اپنی پیاس مٹاؤں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آپ کے لئے ابھی دو لڑکیوں کا بندوبست کر کے آتا ہوں"۔ جوزف نے سر جھکا کر کہا۔

"ایک بات کا خیال رکھنا۔ لڑکیاں زیادہ عمر کی نہ ہوں اور نہ ہی اس کے جسم پر کسی زخم کا نشان ہو۔ میں زخمی لڑکیوں کا خون نہیں پسند کرتی"۔ شنکارہ نے کہا اور جوزف سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

صفدر کی کار اس نے کوٹھی کے پورچ میں کھڑی کر رکھی تھی۔ پہلے اس نے سوچا کہ وہ کار میں جا کر کہیں سے دو لڑکیوں کو زبردستی اٹھا کر لے آئے مگر پھر کسی خیال کے تحت وہ پیدل ہی کوٹھی سے باہر آ گیا۔ وہ کسی کال گرل کو ورغلا کر شنکارہ کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ گلفشار کالونی سے ملحق کالونی کال گرلز کی آماجگاہ تھی جہاں سے لڑکیاں لانا اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔

عمران جیسے ہی کار لے کر گلفشار کالونی پہنچا اسے کوٹھی نمبر دو سو سترہ سے کچھ فاصلے پر خاور اور نعمانی نظر آ گئے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران کی کار دیکھ کر وہ آگے آ گئے۔

"کیا رپورٹ ہے"۔ عمران نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جوزف ابھی کچھ دیر قبل دو کال گرلز کو کوٹھی میں لے گیا ہے"۔ خاور نے جواب دیا۔ اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

"کال گرلز۔ کیا مطلب"۔ اس نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"جوزف کا میں نے تعاقب کیا تھا وہ گلستان کالونی گیا تھا۔ جسے عام طور پر کال گرلز کا مخصوص اڈا سمجھا جاتا ہے۔ جوزف نے وہاں باقاعدہ دو لڑکیاں ہائر کیں اور انہیں لے کر واپس اس کوٹھی میں آ گیا اور ابھی تک کوٹھی میں ہی ہے"۔ خاور نے جواب دیا۔

"ہونہہ......" عمران نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔



"عمران صاحب۔ آخر چکر کیا ہے۔ جوزف ہمیں پہچان کیوں نہیں رہا تھا۔ اس کا چہرہ بھی بالکل سپاٹ تھا اور اس کی آنکھیں بھی چڑھی ہوئی تھیں۔ جیسے اس نے بلا کی مے نوشی کر رکھی ہو"۔ نعمانی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آج میں اس کے سر پر جوتے برسا کر اس کے ناک کے راستے سارا نشہ اتار دوں گا۔ آؤ میرے ساتھ"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور کار سے نکل کر تیزی سے اس کوٹھی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ جس کی نشاندہی نعمانی نے کی تھی۔

"نعمانی بیل بجاؤ"۔ عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔ نعمانی سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے کال بیل پر انگلی رکھ دی۔ اندر دور کہیں مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی کے قدموں کی تیز آواز گیٹ کی جانب آتی محسوس ہوئی۔

"بس اب تم لوگ پیچھے ہٹ جاؤ۔ جوزف سے میں خود بات کروں گا۔ اگر مجھے ضرورت ہوئی تو میں تمہیں کاشن دے دوں گا"۔ عمران نے کسی خیال کے تحت ان سے کہا۔

"مگر عمران صاحب"۔ خاور نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ خاور اور نعمانی نے سر ہلایا اور پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھل گیا اور چھوٹے گیٹ سے جوزف باہر آ گیا۔

"یس، کیا بات ہے۔ کون ہو تم"۔ جوزف نے باہر آ کر عمران کی

جانب اجنبی نظروں سے دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

عمران ہونٹ بھینچے غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔اس کا چہرہ اور اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی عجیب سی رنگت اور وحشت دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ اس وقت جوزف واقعی پھول وتی کی ٹرانس میں ہے

"اندر چلو۔مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے"۔عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا بات کرنی ہے۔یہیں بتاؤ"۔جوزف نے اکھڑ لہجے میں کہا۔اس کی آنکھوں میں عمران کے لئے ہلکی سی بھی شناسائی کی رمق موجود نہیں تھی۔

"مجھے پہچانتے ہو"۔عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"نہیں، کون ہو تم"۔جوزف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق انٹیلی جنس سے ہے۔تم جن دو لڑکیوں کو یہاں لائے ہو۔وہ کہاں ہیں"۔عمران نے بھی اسی کے سے انداز میں کہا۔

"لڑکیاں، کون لڑکیاں۔میں یہاں کسی لڑکی کو نہیں لایا۔تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"۔جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

"جوزف"۔عمران کے حلق سے غراہٹ نما آواز نکلی۔

"جوزف، میرا نام جوزف نہیں ہے۔میں مکاشو ہوں۔مکاشو دی گریٹ۔میں نے تم سے کہہ دیا ہے ناں کہ میں یہاں کسی لڑکی کو



نہیں لایا۔چلے جاؤ یہاں سے۔میں تم جیسے گھٹیا پولیس آفیسروں سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا"۔جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور گیٹ کی طرف مڑ گیا۔اس کی بات سن کر عمران نے ہونٹ بھینچ لئے

پھر جوزف جیسے ہی اندر داخل ہوا عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس سے پہلے کہ جوزف کچھ سمجھتا عمران اسے جھکائی دیتا ہوا اس سے پہلے اندر گھس گیا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"ارے، ارے کیا کر رہے ہو۔رک جاؤ۔میں کہتا ہوں رک جاؤ"۔اسے اندر آتے دیکھ کر جوزف تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔

دروازہ اس کے اندر آتے ہی خود بخود بند ہو گیا تھا۔

عمران بھاگتا ہوا سامنے موجود رہائشی حصے کی طرف لپکا۔یہ دیکھ کر جوزف نے اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔

"رک جاؤ۔یہ کیا ہو رہا ہے۔یہ کون ہے مکاشو"۔اچانک وہاں ایک طرف سے ناگن کی طرح پھنکارتی ہوئی خوفناک آواز سنائی دی۔اس آواز کو سن کر جوزف بری طرح سے سہم کر رک گیا اور عمران بھی ٹھٹھک کر رک گیا۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔کوٹھی کے ایک کمرے کے دروازے پر ایک انتہائی سیاہ رنگت والی اور خوفناک شکل والی لڑکی کھڑی تھی۔جس کی آنکھیں اور ہونٹ اس قدر سرخ تھے جیسے ان میں خون ہی خون بھرا ہو۔اس لڑکی کے چہرے پر نظر پڑتے ہی عمران جیسا انسان بھی بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔جیسے اس نے یکلخت موت کا چہرہ دیکھ لیا ہو۔

شنکارہ بڑی گہری اور خوفناک نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہی تھی۔ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں کی سرخی بڑھتی جا رہی تھی اور عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یکلخت اس کے ذہن میں دھماکے ہونا شروع ہو گئے ہوں۔ اس نے شنکارہ کے چہرے سے نظریں ہٹانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

عمران نے تیزی سے اپنے ذہن کو بلینک کیا اور پھر اس نے اپنے ذہن کی پوری قوت استعمال کرتے ہوئے ذہن میں ابھرنے والے ایک نقطے پر مرکوز کرنا شروع کر دیا۔ لیکن سیاہ فام لڑکی اس کے خواب و خیال سے بھی زیادہ ماورائی علوم اور طاقتور ذہن کی مالکہ تھی۔ عمران پورا زور لگا کر اس کے ذہن کو اپنے کنٹرول میں لینے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کا اثر الٹا اس پر ہی ہونا شروع ہو گیا۔ سیاہ فام لڑکی کی تیز اور خونی نظریں اسے اپنی کھوپڑی میں گھستی ہوئی محسوس ہونے لگیں



اور اس کا دباؤ اس قدر شدید اور خوفناک حد تک بڑھتا جا رہا تھا کہ عمران کو یوں لگ رہا تھا کہ اگر وہ اسی طرح لڑکی کی آنکھوں میں جھانکتا رہا تو اس کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔ اس نے سر جھٹکنا چاہا مگر اسی لمحے اس کے ذہن میں جیسے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا۔

پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو سا چمکتا ہے اسی طرح عمران کے ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اسے اپنے دماغ میں درد کی تیز لہریں سی اٹھتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو اسے اپنے سامنے ہر طرف دھند کا غبار سا پھیلا ہوا دکھائی دینے لگا۔ وہ زور زور سے سر جھٹکنے لگا۔

"تو تمہیں ہوش آ گیا۔ بہت خوب، میری طرح تم بھی بے پناہ ذہنی طاقتوں کے مالک ہو"۔ زہریلی ناگن کی طرح پھنکارتی ہوئی آواز عمران کی سماعت سے ٹکرائی۔ دوسرے ہی لمحے عمران کی آنکھوں کے سامنے پھیلا ہوا دھند کا غبار چھٹتا چلا گیا۔ اس نے دیکھا وہ ایک کمرے میں موجود تھا۔ اسے رسیوں سے جکڑ کر ایک صوفے پر بٹھا دیا گیا تھا۔ سامنے صوفے پر وہی سیاہ فام لڑکی بیٹھی اس کی جانب بڑی دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور اس کے عقب میں جوزف غلاموں کی طرح سر جھکائے مؤدبانہ کھڑا تھا۔

دھند کا غبار ختم ہوتے ہی عمران کے ذہن سے درد کا احساس جاتا رہا تھا اور وہ پوری طرح سے نارمل ہو گیا تھا۔

"اگر کہو تو تمہیں دیکھ کر دوبارہ بے ہوش ہو جاؤں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے"۔ سیاہ فام لڑکی نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام شیخ چلی ہے اور میں تیس مار خاں ہوں"۔ عمران نے خود کو سنبھالتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"شیخ چلی۔ یہ کیسا نام ہے۔ اوہ تم جدید دور کے انسان ہو شاید اسی لئے تم نے ایسا نام رکھا ہے۔ بہرحال یہ بتاؤ یہاں کیوں آئے تھے"۔ سیاہ فام لڑکی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہوا تھا کہ یہاں دنیا کی حسین ترین لڑکی مس چھمک چھلو رہتی ہے۔ جس کے زمانے بھر میں حسن کے چرچے پھیلے ہوئے ہیں۔ اس حسین ترین لڑکی کے حسن کی تاب نہ لا کر سینکڑوں پرستار موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ سوچا میں بھی حسن کی اس دیوی کا دیدار کر لوں۔ اس بہانے شہیدان عشق کی فہرست میں اپنا نام تو آ ہی جائے گا چاہے سب سے آخر میں ہی کیوں نہ ہو"۔ عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔ سیاہ فام لڑکی پہلے حیرت سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر جیسے اسے عمران کی باتوں کا مطلب سمجھ میں آ گیا۔ وہ یکلخت کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا، تو تم میری صورت کا مذاق اڑا رہے ہو"۔ اس نے ہنستے ہوئے خوشدلی سے کہا۔



"نہیں مکھیاں اڑا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"مکھیاں۔ کیا مطلب"۔ سیاہ فام لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب کا مطلب تو آج تک خود مجھے بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ بہرحال یہ بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہی ہو"۔ عمران نے پہلے مزاحیہ لہجے میں پھر یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں شنکارہ ہوں۔ افریقی قبائل کی دیوی۔ میں یہاں خود نہیں آئی مجھے یہاں لایا گیا ہے"۔ شنکارہ نے جواب دیا۔

"افریقی قبائل کی دیوی شنکارہ"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ شنکارہ کی روایتی کہانی سے وہ کافی حد تک واقف تھا۔ اس شنکارہ کے بارے میں کچھ تو اسے جوزف کی زبانی معلوم ہوا تھا اور کچھ اس کی لائبریری میں موجود افریقی معلومات کی کتابوں سے۔ اس کی معلومات کے مطابق افریقہ کے ایک قدیم وچ ڈاکٹر نے اپنی اکلوتی بیٹی کی روح کو اپنے خاص ماورائی علوم سے اس کے جسم سے نکال کر ایک سیاہ مورتی میں مقید کر دیا تھا۔ اس وچ ڈاکٹر کے مطابق شنکارہ نے ماورائی قوتوں میں اس قدر مہارت اور خوفناک حد تک عبور حاصل کر لیا تھا کہ وہ ساری دنیا کے انسانوں کے لئے شدید خطرے کا باعث بن سکتی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے باپ کو بھی اپنی صلاحیتوں سے نیچا دکھانا شروع کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے خود اس وچ ڈاکٹر کو بھی اس سے شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ وچ ڈاکٹر جس کا نام نجانے

کیا تھا۔ نے چونکہ شنکارہ کی روح کو شیطان کے حوالے کرنے کا وعدہ کر رکھا تھا اس لئے وہ تو کیا کوئی بھی شیطان کی مرضی کے بغیر اسے ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے شنکارہ کی شیطانی طاقتوں سے انسانوں کو بچانے کے لئے ایک خصوصی عمل کر کے اس کی روح کو ایک شیشے کی سیاہ مورتی میں مقید کر دیا۔ اس کے بعد اس مورتی نے قبیلے والوں کے لئے دیوی کا روپ دھار لیا اور تمام قدامت پسند قبائلی اس کی پوجا کرنے لگے۔ لیکن اصل حقیقت کیا تھی اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔

"ہاں، میں ہی شنکارہ ہوں۔ صدیوں پرانی سیاہ روح"۔ شنکارہ نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، مگر تمہاری روح کو تو کسی سیاہ مورتی میں قید کر دیا گیا تھا اور تم افریقہ کے کسی پہاڑی غار میں موجود تھیں۔ پھر تمہاری یہاں موجودگی اور تمہارا جسم"۔ عمران نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیاہ مورتی فنا ہو گئی ہے اور اس کے فنا ہوتے ہی میں آزاد ہو گئی ہوں۔ تم مجھے جس جسم میں دیکھ رہے ہو پراسرار علم جاننے والی پھول وتی نامی ایک لڑکی کا جسم ہے۔ اس کے جسم پر چونکہ میں نے قبضہ کر لیا ہے اس لئے اس پر میرا اصل رنگ اور اصل نقوش ابھر آئے ہیں"۔ شنکارہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی بات سن کر عمران چونکے بغیر نہ رہ سکا کہ اس نے پھول وتی کو موت کے گھاٹ



اتار کر خود اس کے جسم پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ تو واقعی انتہائی حد تک خوفناک بات تھی۔ اگر شنکارہ کسی کو مار کر اس کے جسم میں اپنی روح داخل کر سکتی تھی تو پھر واقعی اس کو ہلاک کرنا کس قدر ناممکنات میں سے تھا۔ یہ سوچ کر ہی عمران کانپ اٹھا تھا۔ اس شنکارہ کے بارے میں وہ یہ بھی جانتا تھا کہ افریقی قبائلی کے مطابق اگر کسی طرح سیاہ مورتی سے شنکارہ کی بدروح آزاد ہو جائے تو وہ کسی حد تک خوفناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی غذا سوائے انسانی خون کے اور کچھ نہیں تھا۔

"تم زندہ کیسے رہتی ہو۔ میرا مطلب ہے اس جسم کو حاصل کرنے کے بعد تم ہماری طرح عام غذائیں کھاتی ہو یا......" عمران نے اپنے خیال کی تصدیق کی خاطر اس سے پوچھا۔

"میں صدیوں کی پیاسی روح ہوں شیخ چلی اور میری بھوک پیاس صرف انسانی خون سے ہی ختم ہوتی ہے"۔ اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا جواب سن کر عمران کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے۔

"ہونہہ، اس کا مطلب ہے جزیرہ کراٹ پر جن انسانوں کے سر کٹے تھے اور ان کے جسموں میں خون کا ایک قطرہ تک باقی نہ بچا تھا۔ وہ سب تمہاری کارستانی تھی"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ ان سب کو میں نے مارا ہے اور ان کا خون بھی میں نے پیا ہے۔ اسی طرح میں نے ابھی کچھ دیر قبل دو خوبصورت اور جوان لڑکیوں کا بھی خون پیا ہے۔ ان کا خون ان مردوں سے زیادہ لذیذ اور

گرم تھا"۔ شنکارہ نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔ عمران کے ذہن میں عجیب سی سرسراہٹ ہونے لگی۔ ایک عجیب و غریب اور انتہائی خطرناک وجود اس کے سامنے تھا جو زندہ بھی تھا اور مردہ بھی۔ اس جدید دنیا سے اس کا تعلق بھی تھا اور نہیں بھی۔ قدیم ادوار میں جس طرح انسانی جسم کو محفوظ کر لیا جاتا تھا اس طرح بعض روایتی کہانیوں کے تحت قبائلی وچ ڈاکٹر انسانی روحوں کو بھی محفوظ کرنے کے طریقوں سے واقف تھے۔ اس کام کے لئے ظاہر ہے انہیں سفلی علوم کا ہی سہارا لینا پڑتا تھا۔ ایک قدیم دور کی بدروح جس نے اس وقت ایک جدید دنیا کی لڑکی کے جسم پر قبضہ کر رکھا تھا اس کے سامنے تھی۔ نہ صرف سامنے تھی بلکہ اس نے جوزف جیسے طاقتور اور افریقی جنگلوں کے شہزادے کو بھی اپنے زیراثر کر رکھا تھا اور اس کے ساتھ خود اس نے بھی ذہنی مقابلہ کیا تھا جس میں اس کو واضح طور پر شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جس کا ثبوت اس کا اس طرح اس کے سامنے بندھا ہونا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں جھانکنے اور اس کے ذہن کو ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے تحت جانچنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے اس کا ذہن بلینک ہو گیا اور اسے ایک بار پھر اپنے دماغ میں درد کی لہریں اٹھتی محسوس ہونے لگیں۔

"رہنے دو۔ شیخ چلی۔ میں مانتی ہوں تمہارے پاس بھی پراسرار قوتیں ہیں اور تمہارا ذہن بہت طاقتور ہے لیکن تم کچھ بھی کر لو۔ شنکارہ کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ تم شنکارہ کو



شنکارہ کی مرضی کے بغیر نہیں جان سکتے اور نہ ہی اس پر اپنا کوئی عمل چلا سکتے ہو۔ البتہ میں چاہوں تو ایک لمحے سے کم وقفے میں تمہیں اور تمہاری ساری طاقتوں کو فنا کر سکتی ہوں۔ تم میرے بارے میں جاننا چاہتے ہو۔ تو سنو"۔ شنکارہ نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو اپنے بارے میں تمام تفصیل بتانے لگی۔ اس میں اس روایتی کہانی کا حصہ بھی شامل تھا جو عمران جانتا تھا اور افریقی حقائق بھی جن سے عمران قطعی لاعلم تھا۔ شنکارہ نے عمران کو یہ بھی بتا دیا کہ وہ یہاں تک کیسے پہنچی اور کس کے توسط سے پہنچی تھی۔ اس کی حیرت انگیز اور ناقابل یقین داستان سن کر عمران واقعی حیرت زدہ رہ گیا۔

"ہونہہ، کیا تم اب اس کاشارا کا جسم حاصل کرنے کی کوشش کرو گی"۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد اس سے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ہاں۔ میں دوسرے جسموں میں زیادہ عرصہ نہیں رہ سکتی۔ میرے لئے یہ جسم بے کار ہیں۔ مجھے اصل اور دائمی زندگی جنگ کرنے کے لئے کاشارا کے جسم کی اشد ضرورت ہے"۔ ... ضرور کھڑی جواب دیا۔

"لیکن تم نے تو کہا ہے کہ کاشارا کا جسم ایک بہت بڑے غار میں دفن ہو گیا تھا۔ تو کیا اتنا عرصہ دفن رہنے کے بعد بھی وہ اپنی اصل حالت میں ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ جوں کا توں شاباک پہاڑ کے غار میں دفن ہے"۔ شنکارہ

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ، تعجب انگیز۔ افریقی جنگلات آج بھی قدیم رسوم اور مذاہب کے علمبردار ہیں۔ اس کے بارے میں، میں نے پڑھا ضرور تھا لیکن تم نے مجھے جو تفصیل بتائی ہے وہ واقعی ہوشربا داستان سے کم نہیں ہے۔ اچھا یہ بتاؤ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی افریقی وچ ڈاکٹر اس لڑکی کاشارا کے جسم کو نکال نہیں پائے تو کیا اب وہ تمہارے لئے اس جسم کو نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور کیا وہ تمہیں اور تمہاری طاقتوں کو دوبارہ اپنے قبضے میں کرنے کی کوشش نہیں کریں گے"۔ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے حاصل کرنے اور میری طاقتوں کے حصول کے لئے افریقی قبیلوں میں جو کھیل کھیلے جا رہے ہیں وہ تمہارے تصور سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔ لیکن میں شنکارہ ہوں۔ شنکارہ کی طاقتوں کا ـلہ کرنا اور اسے اپنے بس میں کرنا ان کے لئے عذاب بن جائے پڑا تھا۔ ات پہاڑ کے نیچے سے کاشارا کے جسم کو نکالنے کی تو اس جدید اس نے ایک ـب انسان ہزاروں قسم کی معدنیات اور ہیرے تک نکال لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ایک معمولی جسم کو نکالنا کیا مشکل ہو سکتا ہے"۔ اس نے کہا۔

"اچھا تو تم ان قبائلیوں سے اس پہاڑ کی کھدائی کراؤ گی اور سرنگ بنا کر اس غار میں پہنچنے کی کوشش کرو گی۔ لیکن تمہیں کیا معلوم کہ وہ کون سا پہاڑ ہے اور تمہارا مطلوبہ جسم کس حد تک گہرائی



میں دفن ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں سب کچھ جانتی ہوں۔ وہ جسم جس پہاڑ میں دفن ہے میں اس میں آسانی سے جھانک سکتی ہوں۔ صرف وہاں سے اس جسم کو نکالنا میرے لئے ذاتی طور پر ناممکن ہے۔ اس کے لئے مجھے انسانی ہاتھوں اور جدید دنیا کی مشینری کی لامحالہ مدد درکار ہوگی"۔ شنکارہ نے کہا اور عمران پرخیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

"تمہاری مورتی حاصل کرنے کے لئے جس زاشال نے یہ سارا چکر چلایا تھا یہ سمجھ لو جس کی وجہ سے آج تم زندہ حالت میں موجود ہو۔ کیا وہ نچلا بیٹھا رہے گا۔ تم نے کہا ہے وہ بھی سفلی علوم میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ تو کیا وہ اب تمہاری روح کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرے گا"۔ عمران نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"میں نے تم سے کہا ہے ناں کہ میرے حصول کے لئے شیطانی ذریتوں میں ایک جنگ شروع ہو جائے گی۔ ایک ایسی جنگ جس میں ہر طرف تباہی اور بربادی پھیل جائے گی۔ زاشال بھی اس جنگ میں شریک ہوگا۔ اس کا کردار میرے لئے کچھ مشکلات ضرور کھڑی کرنے کی کوشش کرے گا۔ مگر........"شنکارہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"مگر کیا"۔ عمران نے جلدی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تمہیں تو بہرحال خوش ہونا چاہئے۔ دنیا کی ایک عظیم طاقت تمہارے سامنے ہے اور تم اس سے یوں سوال وجواب کر رہے ہو جیسے میں تمہاری دوست ہوں۔ میں چاہوں تو تمہارے ایک

سوال کا بھی جواب نہ دوں اور دوسروں کی طرح تمہیں بھی ہلاک کرکے تمہارا خون پی جاؤں مگر میں ایسا نہیں کروں گی۔ جانتے ہو کیوں"۔ شنکارہ نے بات ٹالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" تمہارا لہجہ اور تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم اس جنگ میں مجھے شامل کرنا چاہتی ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو شنکارہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" یہ بات تم منہ بنائے بغیر بھی کہہ سکتے تھے۔ بہرحال یہ درست ہے۔ میں مکاشو کی طرح تمہیں بھی اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں۔ میری طاقتیں مجھے بتا رہی ہیں کہ کاشارا کا جسم حاصل کرنے کے لئے مجھے نہ صرف مکاشو بلکہ تمہاری بھی اشد ضرورت ہے۔ تم دونوں کے بغیر میں کاشارا کے جسم کو میں آسانی سے حاصل نہیں کر سکتی"۔ شنکارہ نے جواب دیا۔

" ہونہہ، تو اب مجھے شیطانی ذریت کے پیچھے کا کام بھی کرنا پڑے گا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

" کیا، کیا کہا تم نے"۔ شنکارہ نے چونک کر پوچھا۔

" شنکارہ۔ تم نے مجھے اپنے متعلق جو کچھ بتایا ہے اور جتنا میں تمہارے بارے میں جانتا ہوں۔ میری نظروں میں تمہارا وجود ان تمام مجرموں سے زیادہ گھناؤنا اور مکروہ ہے۔ وہ لوگ تو مادہ پرستی یا پھر سرکاری ذمہ داری پوری کرنے کے لئے میرے ملک میں آکر مارے جاتے تھے یا میں ان کے لئے موت کا پیامبر بن جاتا ہوں جو میرے



ملک کو کسی بھی طرح نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بے گناہ لوگوں کو مارنا میری عادت نہیں ہے۔ تمہارا وجود ایک شیطانی ذریت ہے جو ساری انسانیت کے لئے انتہائی خطرناک اور خوفناک ہے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہارا ساتھ دوں اور تمہیں زندہ رکھنے کے لئے افریقہ سے کاشارا کا جسم حاصل کرنے جاؤں۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم یہاں سے واپس چلی جاؤ۔ اپنی شیطان کاریوں کا جال انہی جنگلوں میں پھیلاؤ جہاں تم پیدا ہوئی ہو۔ میرے ملک کے معصوم لوگوں کو اگر تم نے کسی قسم کا نقصان پہنچانے اور مزید ان کا خون پینے کی کوشش کی تو تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا اور تم نے جسے اپنا غلام بنایا ہوا ہے یہ مکاشو نہیں میرا ساتھی جوزف ہے۔ اسے اپنی شیطانی طاقتوں سے آزاد کر دو"۔ عمران نے اس بار بڑے سخت لہجے میں کہا۔ اسے واقعی شنکارہ کی باتیں اور اس کا ارادہ سن کر غصہ آگیا تھا۔ اس کے بھیانک اور مکروہ چہرے سے اسے کراہیت سی آنے لگی تھی۔ عمران کی باتیں سن کر شنکارہ بڑے طنزیہ انداز میں مسکرانے لگی۔

" تم کیا سوچتے ہو۔ تم مجھے فنا کرنے کی طاقت رکھتے ہو"۔ شنکارہ نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں فنا کر سکتا ہوں۔ نہ صرف فنا کر سکتا ہوں بلکہ تمہاری بدروح کو جہنم واصل بھی کر سکتا ہوں"۔ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"بہت خوب۔ تب تو مجھے واقعی تمہیں جلد سے جلد آزاد کر دینا چاہئے۔ معلوم تو ہو کہ تم جیسا انسان شنکارہ کو فنا کرنے کے لئے کیا اقدام کرتا ہے۔ بہرحال ایک بات ذہن میں رکھنا میں تمہاری صلاحیتوں اور تمہاری طاقتوں سے پوری طرح سے واقف ہوں۔ آج کے بعد تمہاری ساری صلاحیتیں اور طاقتیں میرے لئے کام کریں گی۔ تمہیں اس وقت تک میرا ساتھ دینا ہوگا جب تک میں کاشارا کا جسم حاصل نہیں کر لیتی"۔ شنکارہ نے پہلے ہنس کر اور پھر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اور اگر میں کسی بھی طرح تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر دوں تو"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو میں تمہارے ساتھ کیا کروں گی تم اس کا سوچ بھی نہیں سکتے"۔ شنکارہ نے پھنکار کر جواب دیا۔

"کیا کرو گی۔ کیا کر سکتی ہو تم"۔ عمران کا انداز شنکارہ کو غصہ دلانے والا تھا۔ شنکارہ اس کی جانب چند لمحے خونخوار نظروں سے دیکھتی رہی پھر اس کا چہرہ نارمل ہوتا چلا گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مکروہ اور انتہائی زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

"میں تمہارے ساتھ بلی چوہے کا کھیل کھیلوں گی۔ ایک خوفناک مجرمہ بن کر تمہارے سامنے آؤں گی۔ تمہیں، تمہارے ملک اور تمہارے ملک کے لوگوں کو تمہارے سامنے اس قدر نقصان پہنچاؤں گی جس کی تم تلافی بھی نہ کر سکو گے"۔ اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔



"ہونہہ۔ دھمکی دے رہی ہو"۔ عمران نے غرا کر کہا۔

"نہیں یہ حقیقت ہے۔ اب میں ایسا ہی کروں گی اور اس وقت تک کرتی رہوں گی جب تک تم خود ہاتھ جوڑ کر میرے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہیں ہو جاتے۔ میں تمہیں بتاؤں گی کہ شنکارہ کیا ہے اور شنکارہ کی طاقتیں کیا ہیں"۔ شنکارہ نے خوفناک لہجے میں کہا۔

"شنکارہ"۔ عمران حلق کے بل غرایا۔

"نہیں مسٹر عمران۔ اب تم نے خود ہی چیلنج کیا ہے۔ میں تمہارے اس چیلنج کا تمہیں بھرپور جواب دوں گی۔ اب تمہیں، تمہارے ملک اور تمہارے ملک کے لوگوں کو میرے ہاتھوں تباہ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ہاں، اب ایک شرط پر میں اپنے ارادوں سے باز آ سکتی ہوں۔ تم اگر خود میرے سامنے گھٹنے ٹیک دو اور میرے ساتھ افریقی جنگلوں میں چل کر کاشارا کا جسم حاصل کرنے میں میرا ساتھ دو"۔ شنکارہ نے کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن اور تم میرا نام کیسے جانتی ہو"۔ عمران نے پہلے غصے سے پھر چونک کر کہا۔

"تم کیا سمجھتے ہو۔ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ یہ درست ہے کہ میں تمہارے ذہن تک نہیں پہنچ سکتی۔ مگر تمہارا یہ ساتھی اور میرا غلام مکاشو تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ تم کون ہو، کیا ہو اور کیا کرتے ہو۔ اس نے ایک ایک بات مجھے بتا دی ہے"۔ شنکارہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ہنسی اس وقت عمران کو

زہر لگ رہی تھی۔ وہ غصے اور نفرت بھری نظروں سے جوزف کی جانب دیکھنے لگا مگر وہ کیا کر سکتا تھا۔ وہ اس وقت شنکارہ کی پراسرار طاقتوں کے نرغے میں تھا۔ اس پر غصہ کرنا اور اس سے کچھ کہنا بے کار ہی تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو۔ میرا ساتھ دو گے یا نہیں"۔ شنکارہ نے عمران کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں قطعی نہیں"۔ عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ اچھی طرح سوچ لو۔ میں تمہیں ایک اور موقع دینا چاہتی ہوں۔ میں ایک بار پھر تمہارے سامنے آؤں گی۔ اگر تم نے پھر بھی انکار کیا تو پھر شنکارہ کا کھیل شروع ہو جائے گا۔ ایسا کھیل جس میں سوائے شکست اور شرمندگی کے تمہارے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اور تمہیں اپنے ملک میں ہر طرف موت ناچتی نظر آئے گی۔ تباہی اور بربادی کے سوا تمہیں یہاں کچھ نہیں ملے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے شنکارہ کا وعدہ"۔ شنکارہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کی آنکھوں کی سرخی میں یکلخت اضافہ ہو گیا۔ عمران کو ایک زوردار جھٹکا سا لگا۔ اس نے ذہن پر طاری ہونے والی تاریکی جھٹکنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔



خاور اور نعمانی کافی دیر سے عمران کے کاشن کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن ابھی تک نہ ہی عمران نے انہیں کوئی کاشن دیا تھا اور نہ وہ کوٹھی سے باہر آیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

"کیا کیا جائے۔ عمران صاحب کو کوٹھی میں گئے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے"۔ نعمانی نے ریسٹ واچ دیکھ کر خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں خود بھی پریشان ہوں۔ جوزف کی ذہنی حالت ٹھیک معلوم نہیں ہوتی۔ کہیں عمران صاحب بھی کسی الجھن میں نہ پھنس گئے ہوں"۔ خاور نے کہا۔

"کیسی الجھن"۔ نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے اس سیاہ فام لڑکی کو دیکھا تھا۔ وہ کس قدر خوفناک اور بھیانک نظر آتی تھی۔ اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی مجھے اپنی روح فنا ہوتی ہوئی معلوم ہوئی تھی"۔ خاور نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ اس وقت میری بھی ایسی ہی حالت ہوئی تھی۔ مجھے

تو وہ افریقی نسل کی کوئی زبردست ساحرہ معلوم ہوتی ہے۔ جس کی آنکھوں میں مقناطیسی چمک تھی"۔ نعمانی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر موجود ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ جس جگہ وہ بیٹھے تھے وہاں سے وہ باآسانی کوٹھی پر نظر رکھ سکتے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اس صورتحال کے بارے میں ہمیں چیف کو مطلع کر دینا چاہئے۔ پھر وہ جو ہدایات دیں گے اس پر عمل کر لیں گے"۔ چند لمحے توقف کے بعد خاور نے کہا۔

"ہاں واقعی یہ مناسب رہے گا۔ ٹھیک ہے تم یہیں بیٹھو میں چیف کو کال کر کے آتا ہوں"۔ نعمانی نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ایک منٹ رک جاؤ۔ وہ دیکھو"۔ اچانک خاور نے کہا۔ نعمانی نے چونک کر دیکھا تو کوٹھی کا گیٹ کھل رہا تھا۔ گیٹ اس سیاہ فام لڑکی نے کھولا تھا۔ گیٹ کھول کر وہ اندر چلی گئی اور پھر کچھ دیر بعد انہوں نے کوٹھی سے صفدر کی کار باہر نکلتے دیکھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی سیاہ فام لڑکی موجود تھی۔ اسے اکیلے کوٹھی سے صفدر کی کار میں نکلتے دیکھ کر دونوں کے چہروں پر تشویش کے سائے رینگ آئے تھے۔

"کچھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔ نعمانی تم اس لڑکی کے پیچھے جاؤ۔ میں کوٹھی میں جا کر عمران صاحب اور جوزف کو دیکھتا ہوں"۔ خاور نے اٹھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر میز



پر رکھا اور پھر وہ دونوں تیزی سے ریسٹورنٹ سے نکل آئے۔ خاور نے اپنی کار کی چابی جیب سے نکال کر نعمانی کو دے دی۔ اس اثناء میں کوٹھی سے کار نکل کر سڑک پر آچکی تھی اور موڑ کاٹ رہی تھی۔ نعمانی تیزی سے بھاگتا ہوا ریسٹورنٹ کے پارکنگ میں موجود خاور کی کار کے پاس چلا گیا۔ سیاہ فام لڑکی کار سڑک پر لائی اور پھر نہایت تیزی سے ایک طرف دوڑاتی لے گئی۔ اس کے وہاں سے کار نکالتے ہی خاور تیزی سے کوٹھی کی جانب بھاگتا چلا گیا جبکہ نعمانی کار میں بیٹھ کر نہایت تیزی سے سیاہ فام لڑکی کے پیچھے ہو لیا۔

سیاہ فام لڑکی کار جیسے ہی مین سڑک پر لائی۔ نعمانی نے مناسب فاصلہ رکھ کر اس کی کار کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔

سیاہ فام لڑکی نہایت مہارت سے کار چلا رہی تھی اور خاصی تیزرفتاری سے ایک طرف جا رہی تھی۔ اس لڑکی کا تعاقب کرتے ہوئے نعمانی کو ایک انجانا سا خوف محسوس ہو رہا تھا۔ لڑکی جس اطمینان سے کوٹھی سے باہر آئی تھی اس سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ کوٹھی میں موجود عمران، جوزف اور وہ دو لڑکیاں جنہیں جوزف کوٹھی میں لے گیا تھا بخیریت نہیں ہیں۔

سیاہ فام لڑکی کی کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی تھی۔ نعمانی خاصا فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ نعمانی سوچ رہا تھا کہ وہ اس سیاہ فام لڑکی کو یہیں کہیں کور کرے اور پھر اسے دانش منزل یا رانا ہاؤس لے جائے

تو مناسب رہے گا۔ لڑکی جس تیزی سے کار چلا رہی تھی اسے فکر ہو رہی تھی کہ وہ کہیں اس کے ہاتھوں سے نکل نہ جائے۔

چنانچہ اس نے کار کی رفتار یکدم بڑھا دی۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ سیاہ فام لڑکی کی کار کے آگے اپنی کار لے جا کر روک دے اور پھر اسے کور کرے مگر اسی لمحے اچانک اس نے سیاہ فام لڑکی کو کار کی رفتار ہلکی کرتے اور اسے سائیڈ میں کر کے روکتے دیکھی۔ جیسے ہی کار رکی لڑکی کار سے نکل کر تیزی سے باہر آ گئی۔ اس نے بلیو کلر کا چست لباس پہن رکھا تھا اور اس کی آنکھوں پر تاریک شیشوں کا چشمہ تھا۔ اسے کار روکتے اور کار سے اس انداز میں نکلتے دیکھ کر نعمانی نے بے اختیار بریک پیڈل پر پاؤں رکھ دیا تھا۔ کار کے ٹائر سڑک پر رگڑ کھاتے ہوئے احتجاجاً چیخ اٹھے اور کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔ نعمانی نے کار کے ڈیش بورڈ کو کھول کر اس میں سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور غور سے سیاہ فام لڑکی کی جانب دیکھنے لگا۔

سیاہ فام لڑکی کار سے نکل کر بیچ سڑک میں آ کھڑی ہوئی اور وہ اسی کی کار کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کا انداز بے حد دلیرانہ تھا۔ اس نے آنکھوں سے چشمہ اتارا اور اسے یوں اشارے کرنے لگی جیسے وہ اسے اپنے پاس آنے کے لئے کہہ رہی ہو۔ نعمانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور مشین پسٹل ہاتھ میں لئے نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا سیاہ فام لڑکی کی جانب بڑھنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر خوف نام کی کوئی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ وہ سڑک پر کھڑی اطمینان بھری



نگاہوں سے نعمانی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ لڑکی کا انداز اور اس کی دلیری دیکھ کر نعمانی سمجھ گیا کہ وہ اس کے لئے اس قدر تر نوالہ ثابت نہیں ہو گی جتنا وہ سمجھ رہا ہے۔ اس لئے وہ لڑکی کے سامنے چند گز کے فاصلے پر رک گیا۔

"رک کیوں گئے۔ آگے آؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کون ہو اور میرا تعاقب کیوں کر رہے ہو"۔ سیاہ فام لڑکی نے انتہائی طنزیہ اور قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر دوسری طرف گھوم جاؤ"۔ نعمانی نے مشین پسٹل کا رخ اس کی جانب کرتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ سیاہ فام لڑکی نے چونک کر اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کو دیکھا جیسے وہ پہلے اس کی موجودگی سے بے خبر رہی ہو۔ پھر یکلخت اس کے لبوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک پیدا ہوئی۔ اسی لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ نعمانی کی مشین پسٹل کا میگزین خود بخود نکل کر گر گیا۔ دوسرے ہی لمحے نعمانی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ آ گیا ہو۔ اس نے بوکھلا کر مشین پسٹل کو دیکھا۔ مشین پسٹل یکلخت سرخ ہو گیا تھا اور اس سے نعمانی کا ہاتھ یوں جلنے لگا تھا جیسے اس نے ابھی ابھی مشین پسٹل کو گرم بھٹی سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا ہو۔ اس نے گھبرا کر اسے جلدی سے نیچے پھینک دیا۔ سڑک پر گرتے ہی مشین پسٹل یوں پگھل گیا جیسے موم حرارت سے پگھل جاتی ہے۔ اگر اس میں میگزین رہتا تو

اس میں موجود گولیاں یقیناً پھٹ جاتیں اور دھماکے سے خاور کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ شاید سیاہ فام لڑکی نے جان بوجھ کر پسٹل کا میگزین پہلے ہی نکال دیا تھا تاکہ خاور کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

نعمانی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں سیاہ فام لڑکی کی جانب دیکھا۔ اس وقت سیاہ فام لڑکی نے اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کھول کر اس کا رخ نعمانی کی جانب کر کے ہلکا سا جھٹکا دیا تو نعمانی کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک کسی غیر مرئی قوت نے اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا ہو۔ وہ زمین سے اچھلا اور اڑتا ہوا ایک دھماکے سے پیچھے جا گرا۔ نعمانی کی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے ستارے ناچ اٹھے۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے اسے یوں لگا جیسے اس کے سینے پر ہزاروں من بوجھ آپڑا ہو۔ اس کے دل و دماغ میں یکلخت خوفناک دھماکے ہونے لگے تھے۔

نعمانی نے سر جھٹک کر دیکھا تو اسے سیاہ فام لڑکی دور کھڑی دکھائی دی۔ پھر وہ قدم اٹھاتی ہوئی اس کی طرف آنے لگی۔

"سنو، تم عمران کے ساتھی ہو اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ رہی ہوں۔ عمران سے جا کر کہہ دینا کہ شنکارہ نے اپنا کھیل شروع کر دیا ہے۔ اس کھیل کا عروج اسے بہت دور تک لے جائے گا۔ اتنی دور جہاں سے وہ میری گرد کو بھی نہیں پا سکے گا۔ میں قہر بن کر اس پر ٹوٹ پڑنے والی ہوں۔ جسے روکنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسے میری بات ماننا ہی ہو گی۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں"۔ سیاہ فام



لڑکی شنکارہ نے نعمانی سے مخاطب ہو کر بھیانک لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے پلٹ کر نعمانی کی کار کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور پھر اچانک جیسے اس کی آنکھوں سے برق سی نکل کر کار پر جا پڑی۔ دوسرے ہی لمحے کار کو یکلخت آگ لگ گئی اور وہ یوں جلنے لگی جیسے پٹرول ڈال کر اس پر آگ لگا دی گئی ہو۔ نعمانی یہ سب کچھ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ لڑکی نے جس طرح اس کے مشین پسٹل سے میگزین نکالا تھا اور پھر اسے پگھلا دیا تھا اور اسے چھوئے بغیر اس طرح اچھال پھینکا تھا اور اب نعمانی کو اپنے سینے پر بے پناہ وزن محسوس ہو رہا تھا اس سے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ لڑکی کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔ بلکہ کوئی زبردست ساحرہ ہے۔ اب اس نے نعمانی کی کار کو جس طرح آگ لگائی تھی اس سے نعمانی کے ذہن میں سیاہ فام لڑکی کے ساحرہ ہونے میں کوئی شک باقی نہ رہ گیا تھا۔ سیاہ فام لڑکی نے اس سے جو کچھ عمران کے بارے میں کہا تھا اس سے نعمانی کے ذہن میں وہ الفاظ ہتھوڑے کی ضربوں کی طرح لگنا شروع ہو گئے تھے۔

کار کو آگ لگا کر سیاہ فام لڑکی جس نے اپنا نام شنکارہ بتایا تھا بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئی اپنی کار کی جانب جا رہی تھی۔ نعمانی نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس پر اس قدر بوجھ تھا کہ اٹھنا تو درکنار وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکا اور پھر اس کے ذہن میں اندھیرے نے اپنے پر پھیلانا شروع کر دیئے جو لاکھ سر جھٹکنے سے بھی دور نہ ہو سکے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ ہوش میں آیئے عمران صاحب"۔ اچانک خاور کی چیختی ہوئی آواز عمران کے کانوں میں پڑی اور اس نے یکلخت اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اوہ، خدا کا شکر ہے۔ آپ کو ہوش تو آیا ورنہ میں تو گھبرا ہی گیا تھا"۔ خاور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"تم۔ تم یہاں کیسے آگئے اور شنکارہ۔ وہ کہاں ہے"۔ عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"شنکارہ۔ اوہ وہ سیاہ فام لڑکی۔ وہ تو چلی گئی ہے۔ میں اور نعمانی کافی دیر سے باہر آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر جب ہم نے اس سیاہ فام لڑکی کو صفدر کی کار میں باہر جاتے دیکھا تو ہم گھبرا گئے۔ میں نے نعمانی کو اس لڑکی کے پیچھے بھیج دیا اور خود اس کوٹھی میں آگیا۔ آپ



یہاں بے ہوش پڑے تھے۔ میں کافی دیر سے آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا"۔ خاور نے اسے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو وہ نکل گئی۔ یہ تو برا ہوا ہے بہت برا۔ وہ ایک خوفناک طاقت ہے۔ تم نے نعمانی کو اس کے پیچھے بھیج کر اچھا نہیں کیا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔ خاور نے حیرانی سے کہا۔

"جوزف، جوزف کہاں ہے"۔ عمران نے اچانک چونک کر پوچھا۔

"وہ سامنے صوفے کے پیچھے بے ہوش پڑا ہے۔ میں اسے بھی ہوش میں لانے کی کوشش کر چکا ہوں مگر اسے ہوش ہی نہیں آ رہا اور عمران صاحب میں نے دوسرے کمرے میں انہی دو لڑکیوں کی لاشیں دیکھی ہیں جنہیں جوزف لایا تھا۔ ان دونوں کے سر دھڑ سے جدا ہیں۔ سر کٹنے کے باوجود کمرے میں خون کا ایک دھبہ بھی موجود نہیں ہے"۔ خاور نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"یہ سب اس بدبخت سیاہ بدروح شنکارہ کی کارستانی ہے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیزی سے اس صوفے کی جانب بڑھا جس کے پیچھے جوزف بے ہوش پڑا تھا۔

"سیاہ بدروح شنکارہ۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ سیاہ بدروح سے آپ کی کیا مراد ہے"۔ خاور نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ سب بعد میں بتاؤں گا۔ تم اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرو میں ذرا چیف سے بات کر لوں"۔ عمران نے کہا۔ کمرے میں ٹیلی

فون دیکھ کر اسے بلیک زیرو کو فون کرنے کا خیال آیا تھا۔ خاور نے کچھ پوچھنا چاہا مگر عمران کا سپاٹ چہرہ اور اس کی سنجیدگی دیکھ کر اس نے ہونٹ بھینچ لئے اور جوزف کو ہوش دلانے کے لئے اس پر جھک گیا۔

عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر ملانے لگا۔

"ایکسٹو"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں چیف"۔ عمران نے نہایت سنجیدگی اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کس لئے کال کی ہے"۔ بلیک زیرو نے بدستور سرد لہجے میں پوچھا۔ عمران کے مؤدب پن سے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کے پاس کوئی موجود ہے یا پھر وہ کسی پبلک مقام سے بات کر رہا ہے۔

عمران نہایت سنجیدگی سے اسے شنکارہ اور اس کے ارادوں کے بارے میں بتانے لگا جسے سن کر نہ صرف دوسری طرف موجود بلیک زیرو حیرت زدہ رہ گیا بلکہ خاور جو جوزف کو ہوش دلاتے ہوئے اس کی باتیں سن رہا تھا اس کے چہرے پر بھی شدید حیرت اور پریشانی کے تاثرات چھا گئے تھے۔

"ہونہہ، کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ وہی شنکارہ ہے جس کی روایتی کہانیاں افریقہ میں مشہور ہیں"۔ ایکسٹو نے ہنکارہ بھرتے ہوئے پوچھا۔



"یس چیف۔ وہ اصلی شنکارہ ہے۔ میری اس سے باقاعدہ بات چیت ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کا مقابلہ کرنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن وہ انتہائی حد تک ساحرانہ طاقتوں کی مالکہ ہے"۔ عمران نے کہا اور شنکارہ کے ساتھ ہونے والی بات چیت اور اس کی دھمکیوں کی تمام تفصیلات اسے بتا دیں۔

"اب تم کیا چاہتے ہو"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"چیف آپ سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو اس کی تلاش میں لگا دیں اور انہیں ہدایات دے دیں کہ وہ انہیں جہاں بھی دکھائی دے فوراً ہلاک کر دیں اور اس کے نزدیک جانے کی کوشش نہ کریں۔ شنکارہ کو گو ہلاک کرنا ناممکن ہے مگر اس نے جس لڑکی کے جسم کو اپنایا ہے اسے ضرور ختم کیا جا سکتا ہے۔ شنکارہ ہر لڑکی کے جسم میں داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ ان لڑکیوں کے جسم میں داخل ہو سکتی ہے جو شیطانی علوم میں کسی حد تک شغف رکھتی ہوں۔ اس کے علاوہ شنکارہ جس لڑکی کے جسم میں اپنی روح ڈالنے کی کوشش کرے گی شنکارہ کی اصل شکل وصورت اور رنگ اس پر ظاہر ہو جائے گا۔ آپ ممبرز سے کہیں کہ وہ ہر وقت الرٹ رہیں اور اس حلیئے کی جس لڑکی کو دیکھیں ختم کرتے جائیں۔ اس دوران میں دیکھتا ہوں کہ اس بدبخت سے ہمیشہ کے لئے کس طرح پیچھا چھڑایا جا سکتا ہے"۔ عمران تیز تیز لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی جولیا کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ تمام

ممبرز کو لے کر شہر میں پھیل جائے گی اور کچھ "۔ ایکسٹو نے کہا۔

" انہیں میری کال پر فوری حرکت میں آنے کے لئے بھی کہہ دیں۔ کیونکہ اس بار ہمارا مقابلہ کسی عام مجرم سے نہیں بلکہ ایک خوفناک بدروح سے ہے۔ جس کے پاس لامحدود طاقتیں ہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے"۔ ایکسٹو نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران نے بھی رسیور رکھا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔

" عمران صاحب کیا وہ لڑکی واقعی کوئی خوفناک بدروح ہے"۔ خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" نہیں۔ میں بکواس کر رہا تھا"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کو غصے میں دیکھ کر خاور بری طرح سے سہم گیا۔ اس نے عمران کو اس قدر پریشان اور اس قدر غصے میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ عمران نے چیف کو شنکارہ اور اس کی لامحدود طاقتوں کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اور جس طرح شنکارہ عمران کو شکست دے کر اور اسے دھمکیاں دے کر گئی تھی اس سے اس کا پریشان اور سنجیدہ ہونا قدرتی بات تھی۔

" اسے ہوش نہیں آیا اب تک"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے جوزف کی طرف بڑھا جو بالکل ساکت پڑا تھا۔ عمران کے قریب آنے سے خاور ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران نے پہلے جوزف کی نبض دیکھی۔



اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور پھر اس کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا۔

" ہونہہ۔ اسے وہ بدبخت طویل مدت کے لئے بے ہوش کر گئی ہے۔ تاکہ میں اس سے اس کے بارے میں کچھ نہ جان سکوں"۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ پریشانی کے عالم میں سوچتا رہا۔

" خاور دیکھو پورچ میں کوئی کار موجود ہے۔ میں نے کوٹھی کے پچھلے حصے میں ایک کار کی جھلک دیکھی تھی۔ اگر کوئی کار موجود ہے تو اسے باہر لے آؤ اور جوزف کو رانا ہاؤس لے جاؤ۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد واپس آکر میں جوزف کو ہوش میں لاؤں گا"۔ عمران نے کہا اور خاور سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔ اسی لمحے عمران کسی خیال آنے پر چونک پڑا۔

" پروفیسر البرٹ۔ اوہ ہاں اس وقت شنکارہ کے سلسلے میں پروفیسر البرٹ ہی میری مدد کر سکتے ہیں۔ حاضرات کی دنیا میں اس وقت پاکیشیا میں ان سے بڑا کوئی ماہر موجود نہیں ہے"۔ عمران سوچتے ہوئے بڑبڑایا اور تیزی سے اٹھ کر ٹیلی فون کی جانب بڑھا۔ رسیور اٹھا کر اس نے جلدی جلدی چند نمبر ملائے اور رسیور کان سے لگا لیا۔

" انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

" جمروک کا رابطہ نمبر دیں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسری

طرف سے جمروک کا رابطہ نمبر بتایا گیا تو عمران نے جلدی سے کریڈل دبا کر رابطہ منقطع کیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرتا چلا گیا۔

"یس سر"۔ دوسری جانب سے پروفیسر البرٹ کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میری پروفیسر البرٹ سے بات کراؤ۔ میں دارالحکومت سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ کون پرنس آف ڈھمپ"۔ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی حیرت بھری آواز آئی۔

"یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ پروفیسر البرٹ سے بات کراؤ جلدی"۔ عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ، ایک منٹ ہولڈ کیجئے پلیز"۔ دوسری جانب سے سیکرٹری نے بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ پھر چند لمحوں بعد کلک کی آواز سنائی دی۔

"یس پروفیسر البرٹ سپیکنگ"۔ چند ہی لمحوں بعد پروفیسر البرٹ کی ممناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پروفیسر البرٹ۔ مجھے آپ سے ایک انتہائی ضروری کام ہے۔ میں آپ کے پاس آ رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر اپنے گھر پر ہی رہیئے گا"۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے جواب سنے بغیر فون بند کر دیا۔ اسی لمحے خاور اندر آ گیا۔



"کوٹھی کے پچھلے حصے میں دو نئے ماڈل کی کاریں موجود ہیں عمران صاحب۔ میں ان کاروں کو پورچ میں لے آیا ہوں"۔ خاور نے کہا۔

"گڈ۔ تم اسے سنبھالو۔ اسے رانا ہاؤس پہنچا کر تم بھی شنکارہ کی تلاش میں لگ جانا۔ میری ہدایات تو تم سن ہی چکے ہو"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ چاند کی آخری تاریخیں تھیں جس کی وجہ سے افریقی جنگلوں میں ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

جنگلوں پر اس وقت گہرا سکوت اور خاموشی طاری تھی۔ کبھی کبھی دور سے کسی الو یا لگڑ بھگڑ کے چیخنے کی آواز سنائی دیتی جس سے چند لمحوں کے لئے جنگل کے پراسرار سناٹے میں ارتعاش پیدا ہو جاتا۔ اس کے بعد ہر طرف پھر گہرا سناٹا چھا جاتا۔

رات کی اس تاریکی میں سردار زکاٹا قبیلے کے چند آدمیوں کے ساتھ درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان سے گزرتا ہوا جنگل کے سرے پر موجود ایک پہاڑی علاقے کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔

ان سب نے اپنے جسموں کو سرخ مٹی سے رنگ رکھا تھا۔ چند قبائلیوں کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ چند کے ہاتھوں میں تیر کمان اور چند قبائلی بڑے پھلوں والے کلہاڑے تھامے ہوئے تھے۔ جبکہ خود



سردار زکاٹا کے ہاتھ میں ایک نوکیلی سلاخ تھی جس کے آگے لوہے کا ایک گولہ لگا ہوا تھا۔ جس پر نوکیلے اور لمبے لمبے کانٹے نظر آ رہے تھے۔

سردار زکاٹا اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں میں جنگلی بلیوں جیسی چمک تھی جس کی وجہ سے وہ رات کے اندھیرے میں بھی نہایت اطمینان سے آگے بڑھ رہے تھے جیسے اندھیرا ہونے کے باوجود انہیں راستہ صاف اور واضح دکھائی دے رہا ہو۔

وہ سب چونکہ ننگے پیر تھے اور نہایت احتیاط سے چل رہے تھے اس لئے ان کے چلنے سے زمین پر ہلکی سی بھی آواز نہیں ابھر رہی تھی۔ جنگل کے سرے پر پہنچ کر وہ رک گئے۔ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں سر اٹھائے کھڑی تھیں۔

"سنگارا"۔ سردار زکاٹا نے اپنے ایک ساتھی کو آواز دی۔

"حکم سردار"۔ ایک نیزہ بردار قبائلی نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں ان پہاڑیوں کی طرف جا رہا ہوں۔ تم سب یہیں چھپے رہو۔ تیر اندازوں سے کہو کہ وہ درختوں پر چڑھ جائیں۔ میں پہاڑوں کے غار سے قبیلوں کے دشمن کو نکال کر لاتا ہوں۔ تیر انداز جس کسی کو میرے پیچھے دیکھیں اس پر زہریلے تیر برسا دیں اور پھر میں جیسے ہی تمہیں آواز دوں تم آ کر کلہاڑے اور نیزے مار مار کر اس کے ٹکڑے اڑا دینا"۔ سردار زکاٹا نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"جو حکم سردار"۔ سنگارا نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے

کہا اور مڑ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے لگا۔ تیر انداز قبائلی اس کا حکم سن کر تیزی سے درختوں پر چڑھ گئے۔ جبکہ کلہاڑا بردار اور نیزہ بردار قبائلی درختوں اور جھاڑیوں کے پیچھے دبک گئے۔ سردار زکاٹا نے اطمینان کا سانس لیا اور پہاڑیوں کی جانب بڑھنے لگا۔ ایک اونچی اور سلیٹ کی طرح سیدھی پہاڑی کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ چند لمحے وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس پہاڑی کو دیکھتا رہا پھر اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔

اسے ایک جگہ پہاڑی کے ساتھ کانٹوں والی جھاڑیوں کا ڈھیر لگا دکھائی دے گیا تھا۔ ان جھاڑیوں کے پیچھے ایک غار کا دہانہ تھا جسے کانٹوں والی جھاڑیوں کے پیچھے اس انداز میں چھپایا گیا تھا کہ دن کی روشنی میں بھی وہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پہاڑ کی جڑ سے کانٹوں والی جھاڑیاں پھوٹ پڑی ہوں۔

سردار زکاٹا دبے قدموں آگے بڑھا اور اس نے اپنے نیفے میں اڑسے ہوئے دو چقماق پتھر نکال کر ہاتھ میں لے لئے۔ جھاڑیوں کے قریب جا کر اس نے پتھروں کو آپس میں زور زور سے رگڑنا شروع کر دیا۔ پتھروں سے چنگاریاں نکلنے لگیں اور پھر اچانک ان چنگاریوں نے کانٹوں والی خشک جھاڑیوں میں آگ لگا دی۔ جھاڑیوں میں جیسے ہی آگ لگی سردار زکاٹا ادھر ادھر دیکھتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا اور ایک چٹان کی اوٹ میں جا چھپا۔

جھاڑیوں نے جلد ہی آگ پکڑ لی تھی اور وہاں چلنے والی تیز ہوا کی



وجہ سے آگ نے پوری جھاڑیوں پر پھیلنا شروع کر دیا تھا۔ آگ کی وجہ سے وہاں اچھی خاصی روشنی پھیل گئی تھی۔ آگ نے چند ہی لمحوں میں جھاڑیوں کو راکھ کر دیا تھا جس سے وہاں ایک بار پھر تاریکی چھا گئی تھی۔ مگر سردار زکاٹا کی جنگلی بلی جیسی نظریں مسلسل اس جانب جمی ہوئی تھیں جہاں جھاڑیاں جلنے سے پہاڑی میں ایک غار کا دہانہ دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ جیسے پلکیں جھپکائے بغیر اس طرف دیکھے جا رہا تھا۔

کافی دیر گزر گئی لیکن اس طرف سے نہ اسے کوئی آہٹ سنائی دی اور نہ کسی کا وجود دکھائی دیا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ طاقت دیوتا جاگارا کو میں نے اسی غار میں آتے جاتے دیکھا تھا۔ جھاڑیاں جل جانے کی وجہ سے اسے اب تک غار سے باہر نکل آنا چاہئے تھا"۔ اس نے حیرت اور قدرے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اٹھ کر چٹان کی اوٹ سے نکلنے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے اسے ہلکی سی آہٹ سنائی دی۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ غار کے دہانے سے ایک لمبا تڑنگا سایہ نکل رہا تھا۔ اس کے جسم پر سفید چمکدار مٹی کے عجیب وغریب نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔ جن سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ روشنی اس قدر ہلکی تھی کہ اس میں لمبے قبائلی کا وجود سائے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سر پر مختلف پرندوں کے پروں والا بڑا سا تاج تھا اور اس کے زیریں حصے پر بڑے بڑے پتے بندھے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کا موٹا سا ڈنڈا تھا۔ اسے دیکھ کر سردار زکاٹا کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

دشمن کو ہلاک کیا ہے وہ کوئی اور نہیں طاقت دیوتا تھا"۔ سردار زکاٹا نے فاخرانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سنگارا کا سیاہ چہرہ اور زیادہ تاریک پڑ گیا۔

"نن، نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اوہ، اوہ اس کا مطلب ہے تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ اپنے دشمن کا کہہ کر تم نے ہمارے ہاتھوں طاقت دیوتا کو ہلاک کرا دیا ہے"۔ سنگارا نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں، اب تم پر طاقت دیوتا کا قہر ٹوٹ پڑے گا۔ اس کی روح تم سب کو جلا کر راکھ کر دے گی"۔ سردار زکاٹا نے انتہائی بھیانک لہجے میں کہا۔

"نہیں، نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تم دغا باز، چالاک اور دھوکہ باز سردار ہو۔ تم......." سنگارا نے خوف سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ نہایت خوفناک انداز میں سردار زکاٹا کی طرف جھپٹا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سردار زکاٹا پر حملہ کرتا۔ سردار زکاٹا نے آنکھیں بند کر کے دونوں ہتھیلیاں کھول کر ایک جھٹکے سے اس کی جانب کر دیں۔ سنگارا کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر بری طرح سے دور جا گرا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے جنگل تھرا اٹھا۔ اس کی چیخیں سن کر اس کے دوسرے ساتھی تیزی سے اس کی جانب لپکے۔

"دھوکہ۔ سردار زکاٹا نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ اس نے



ہمارے ہاتھوں طاقت دیوتا کا خاتمہ کرا دیا ہے اور اس کے تاج پر بھی قبضہ کر لیا ہے"۔ سنگارا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر قبائلی بری طرح سے چونک پڑے اور سردار زکاٹا کے سر پر طاقت دیوتا کا تاج دیکھ کر ان کے چہرے غیض و غضب سے بگڑتے چلے گئے۔

سردار زکاٹا آنکھیں بند کئے مسلسل کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں کھولیں اور پھر بند کر لیں۔ اس بار جو اس نے آنکھیں بند کیں تو تمام قبائلی اپنی جگہوں سے اچھل اچھل کر یوں زمین پر گر پڑے جیسے ان پر اچانک تیروں کی بارش ہو گئی ہو۔ سردار زکاٹا کا جسم بری طرح لرز رہا تھا۔ اس کے جسم میں جوں جوں لرزش بڑھتی جا رہی تھی قبائلیوں نے بری طرح سے تڑپنا اور چیخنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے ناک اور منہ سے خون کی دھاریں بہہ نکلی تھیں۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرتے مگر پھر الٹ کر گر جاتے۔ ان کے منہ سے نکلنے والی خوفناک چیخوں سے سارا جنگل گونجنے لگا۔ سوئے ہوئے جانوروں نے بھی بیدار ہو کر چلانا اور شور مچانا شروع کر دیا تھا اور درختوں پر موجود پرندے بھی بری طرح سے شور مچاتے ہوئے اڑ گئے تھے۔

قبائلی خون اگلتے ہوئے بری طرح تڑپتے اور چیختے رہے پھر وہ ساکت ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ان کے ہلاک ہوتے ہی سردار زکاٹا کے جسم کی لرزش ختم ہو گئی اور اس نے یکدم اپنی آنکھوں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ قبائلیوں

کی لاشیں دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر انتہائی فتح مندانہ اور زہرانگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ مسکراتا ہوا مڑا اور اپنی پہلی کامیابی پر مغرورانہ چال چلتا ہوا جنگل کی جانب بڑھتا چلا گیا۔



پھول وتی کے جسم پر قبضہ کرنے کے بعد شنکارہ کا ذہن بھی پھول وتی کے ذہن کی طرح کام کر رہا تھا۔ پھول وتی کی تمام رہائش گاہوں، اس کے رابطوں اور اس کے سورسز کی پوری پوری معلومات اس کے پاس تھیں۔ عمران کے ساتھی نعمانی کو اپنے تعاقب سے جھٹک کر مضافات سے ہوتی ہوئی وہ جنوبی حصے میں موجود پہاڑی سلسلے کی طرف جا رہی تھی۔

وہ کار کو نہایت مہارت اور خوش اسلوبی سے ڈرائیو کر رہی تھی۔ پہاڑی سلسلے کی طرف جاتے ہوئے سڑک گو بے حد تنگ تھی لیکن شنکارہ ایسے اطمینان سے کار چلا رہی تھی جیسے وہ اس سڑک پر عموماً ڈرائیونگ کرتی رہی ہو۔

چڑھائی چڑھ کر اس نے ایک موڑ کاٹتے ہوئے کار کا رخ ایک عمودی پہاڑی کی جانب کر دیا اور پہاڑی کے قریب آکر اس نے کار روک دی۔ سامنے ایک بہت بڑی چٹان دکھائی دے رہی تھی۔

شنکارہ نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجانا شروع کر دیا۔ جیسے ہی اس نے تیسری بار ہارن بجایا زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی اور پہاڑی میں ایک سرنگ نما راستہ دکھائی دینے لگا۔ یہ دیکھ کر شنکارہ کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے کار آگے بڑھائی اور سرنگ نما راستے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جیسے ہی وہ کار سرنگ نما راستے میں داخل ہوئی عقب میں چٹان خود بخود بند ہو گئی۔

سرنگ کافی کشادہ اور نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں روشنی کا بھی خاصا انتظام تھا۔ کار ڈیڑھ دو فرلانگ آگے گئی اور پھر رک گئی کیونکہ سامنے راستہ بند نظر آ رہا تھا۔ شنکارہ نے کار کا انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ سامنے چٹان کے قریب جا کر اس نے چٹان کے ایک کونے میں ہاتھ رکھ کر زور سے دبایا تو وہ چٹان بھی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھل گئی۔ سامنے ایک ہال نما بہت بڑا کمرہ دکھائی دے رہا تھا۔ جیسے ہی چٹان ہٹی اس کے پیچھے سے دو مشین گن بردار نقاب پوش اچھل کر اچانک اس کے سامنے آ گئے۔

"کون ہو تم اور یہاں کیوں آئی ہو"۔ ایک نقاب پوش نے چیختے ہوئے کہا۔

"زیرو سکس زیرو ون"۔ شنکارہ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"زیرو سکس زیرو ون کوڈ غلط ہے۔ صحیح کوڈ بتاؤ"۔ اسی نقاب پوش



نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بلیک ایگلز کے زیرو پوائنٹ کا یہی کوڈ ہے"۔ شنکارہ نے اسی اطمینان سے کہا تو نقاب پوشوں نے سر ہلا کر گنوں کا رخ نیچے کر لیا لیکن اس کا سیاہ اور بھیانک چہرہ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں شدید الجھن دکھائی دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہے مادام آیئے ہمارے ساتھ"۔ اسی نقاب پوش نے کہا اور اندر کی طرف مڑ گیا۔ شنکارہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑی۔ کمرہ خاصا وسیع تھا۔ میز، کرسیوں اور ضرورت کے سامان کے ساتھ ساتھ وہاں چند بڑی بڑی مشینیں بھی دیواروں میں نصب نظر آ رہی تھیں۔

"جیکب کہاں ہے"۔ شنکارہ نے پوچھا۔ نقاب پوش نے ایک دیوار کے پاس جا کر اس کی جڑ میں ٹھوکر ماری تو دیوار ایک طرف ہٹ گئی اور دوسری طرف ایک اور کمرہ دکھائی دینے لگا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد کئی کرسیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کرسی پر ایک چوڑے اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان بیٹھا تھا جس نے منہ پر سنہری رنگ کا نقاب چڑھایا ہوا تھا۔ اس کے نقاب پر سیاہ عقاب کی شکل بنی ہوئی تھی۔ وہ سر جھکائے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا اور خوفناک شکل والی ایک سیاہ فام لڑکی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کون ہو تم"۔ اس نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"زاشال"۔ شنکارہ نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا۔

"زاشال۔ اوہ تو تمہیں پربھو زاشال نے بھیجا ہے۔ مگر کیوں۔ وہ تو........" سنہری نقاب پوش نے حیران اور چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اپنے آدمیوں کو باہر بھیجو۔ میں تمہیں پربھو زاشال کا ایک ضروری پیغام دینے آئی ہوں"۔ شنکارہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ مشین گن بردار نقاب پوش اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنہری نقاب پوش کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا تھا۔ اس نے مشین گن برداروں کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے اور انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔

"میری طرف دیکھو"۔ شنکارہ نے سنہری نقاب پوش کی جانب سرخ سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ جو اس سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی تحکمانہ آواز سن کر اس نے چونک کر شنکارہ کی طرف دیکھا۔ پھر جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے اسی طرح اس کی نظریں شنکارہ کی نظروں سے چپک کر رہ گئیں۔ شنکارہ کافی دیر تک اس کی آنکھوں میں جھانکتی رہی پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"ہاں، تم بھی میرے کام کے آدمی ہو۔ تم کافرستانی ایجنٹ ہو اور



یہاں بلیک ایگلز کے باس جیکب ہو۔ لیکن آج کے بعد تمہیں میرے ماتحت رہ کر کام کرنا پڑے گا۔ تمہاری تنظیم بلیک ایگلز کی چیف میں ہوں گی۔ اپنے تمام آدمیوں کو میرے بارے میں مطلع اور الرٹ کر دو۔ میرا کوڈ نام بلیک گرل ہوگا"۔ شنکارہ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بلیک گرل"۔ سنہری نقاب پوش کے منہ سے خوابناک انداز میں نکلا اور پھر وہ میکانکی انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس کے پٹ کھول کر اس نے اس کے خفیہ خانے سے ایک وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے لے کر واپس اپنی جگہ پر آ گیا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر آن کر کے اپنے آدمیوں کو بلیک گرل کے بارے میں ہدایات دینے لگا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"گڈ، اب اپنے نمبر ٹو سارگل سے میری بات کراؤ"۔ شنکارہ نے اس کی طرف سے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔ سنہری نقاب پوش نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹرانسمیٹر آن کر کے اور اس پر سارگل کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر شنکارہ کو دے دیا۔

ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز ابھر رہی تھی پھر اچانک آواز بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر ایک بلب جل اٹھا اور ایک آواز سنائی دی۔

"یس بی ای ٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ دوسری جانب سے بلیک ایگل

نمبر ٹو سارگل کی آواز سنائی دی۔

" بلیک گرل سپیکنگ۔ اوور"۔ شنکارہ نے انتہائی کرختگی سے کہا۔

" یس میڈم۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آنے والی سارگل کی آواز یکلخت مؤدبانہ ہو گئی۔

" تمہیں۔ ایگل ون سے میرے بارے میں احکامات مل ہی چکے ہیں۔ آج سے بلیک ایگلز کا چارج میں نے سنبھال لیا ہے۔ باس آج سے میرا نمبر ٹو ہو گا اور تم نمبر تھری کے تحت کام کرو گے۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

" یس میڈم۔ میں اور میرا گروپ آپ کے تمام احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اوور"۔ سارگل کی مؤدبانہ مگر قدرے ناگوار آواز سنائی دی۔ شاید سیٹ اپ کے تبدیل ہونے اور نمبر ٹو سے نمبر تھری بننے سے اسے دھچکا لگا تھا۔

" گڈ۔ سنو اپنے تمام آدمیوں سے کہو کہ وہ پاکیشیا میں اپنی کارروائیاں بند کر دیں۔ اب میں ان سے جو کہوں گی انہیں وہی سب کچھ کرنا پڑے گا۔ میں تمہیں ایک اہم کام سونپنا چاہتی ہوں۔ اسے غور سے سنو۔ اوور"۔ شنکارہ تیز لہجے میں کہتی چلی گئی۔

"یس مادام۔ میں سن رہا ہوں۔ اوور"۔ سارگل نے کہا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ تم سیکرٹ سروس کے نمائندے عمران کے بارے میں جانتے ہو۔ اوور"۔ شنکارہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔



" علی عمران، وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمان کا بیٹا۔ اوور"۔ سارگل کی حیرت بھری آواز آئی۔

"ہاں میں اسی کی بات کر رہی ہوں۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

"اس کے میں نے چرچے تو بہت سنے ہیں مادام لیکن میں اس کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ صرف اتنا معلوم ہے۔ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمان کا بیٹا ہے اور سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ پاکیشیا اور پاکیشیا سے باہر اس کے کارناموں کی بڑی دھوم ہے۔ بظاہر احمق اور بے وقوف سا نوجوان ہے لیکن درحقیقت وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے جو اب تک سینکڑوں مجرموں کی گردنیں اپنے ہاتھوں توڑ چکا ہے۔ اوور"۔ سارگل نے جواب دیا

" ہونہہ، وہ کنگ روڈ پر موجود مجاہد بلڈنگ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے۔ تم اور تمہارے ساتھی اس کی نگرانی کریں گے۔ اور وہ کہاں آتا جاتا ہے اس کے بارے میں تم مجھے رپورٹ کرو گے۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

" یس مادام۔ اوور"۔ دوسری طرف سے سارگل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ تم اس کی نظروں میں نہ آؤ۔ اگر تم یا تمہارا کوئی ساتھی اس کی نظروں میں آگیا تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام۔ اس کام میں مجھے اور میرے ساتھیوں کو بے پناہ مہارت حاصل ہے۔ اوور"۔ سارگل نے کہا۔

"گڈ، اور سنو۔ مجھے پاکیشیا کی چند اہم شخصیات کے فوٹو گراف چاہئیں۔ میں تمہیں ان کے نام بتا دیتی ہوں۔ تم جیسے بھی ممکن ہو ان کے فریش فوٹو گراف حاصل کر کے مجھے پہنچا دو۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

"یس مادام۔ آپ مجھے ان کے نام بتا دیں جن کے آپ کو فوٹو گراف درکار ہیں۔ یہ کام میں خود کروں گا۔ اوور"۔ سارگل نے کہا تو شنکارہ نے سارگل کو سرجواد، سرسلطان اور سرداور کے نام بتا دیئے سرجواد پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ کا نام تھا۔

"اوہ، مادام سرسلطان اور سرجواد کے تو فریش فوٹو گرافس مل جائیں گے۔ لیکن سرداور تو یہاں کے مشہور سائنسدان ہیں۔ وہ جس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اس کے بارے میں میرے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے اور نہ ہی مجھے ان کی رہائش گاہ کا کہیں سے پتہ مل سکتا ہے۔ اوور"۔ سارگل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔ جیسے بھی ہو اس کا پتہ لگاؤ مجھے سرجواد اور سرسلطان کے ساتھ سرداور کا بھی فوٹو گراف چاہئے۔ ہر حال میں سمجھے تم۔ اوور"۔ شنکارہ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس مادام۔ مم، میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور"۔ سارگل کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔



"کوشش۔ کوشش نہیں نانسنس۔ مجھے ہر حال میں ان کے اوریجنل اور فریش فوٹو گرافس چاہئیں۔ اگر مجھے ان تینوں کے فوٹو گرافس نہ ملے تو میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اوور"۔ شنکارہ نے پہلے سے زیادہ سخت اور خوفناک لہجے میں کہا۔

"یس۔ یس مادام۔ اوور"۔ سارگل کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ شنکارہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"مم، میرے لئے کیا حکم ہے مادام"۔ جیکب نے جو شنکارہ کے سامنے خاموش اور مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم باہر جاؤ۔ میں تمہیں ابھی بلاتی ہوں"۔ شنکارہ نے کہا تو جیکب سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہونہہ، دیکھنا عمران میں تمہیں اپنے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں لے جانے کے لئے کیسے مجبور کرتی ہوں۔ میں نے تمہیں اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام شنکارہ نہیں"۔ جیکب کے باہر جانے کے بعد شنکارہ نے نفرت زدہ انداز میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کچھ سوچ کر آنکھیں بند کیں۔ چند لمحے وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھی رہی پھر یکلخت وہ یوں بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کی کرسی پر ہزاروں وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"پروفیسر البرٹ۔ اوہ عمران پروفیسر البرٹ کے پاس جا رہا ہے۔ وہ

تو بہت خطرناک انسان ہے۔ وہ تو قدیم وچ ڈاکٹروں کی روحوں سے بات کرنے کا علم جانتا ہے اوہ اگر اس نے عمران کے کہنے پر وچ ڈاکٹر زاشولا کی روح کو بلا لیا تو۔ اوہ نہیں، نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ پروفیسر البرٹ میرے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے "۔ اس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھپٹ کر میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور جلدی جلدی اس کے بٹن پریس کرنے لگی۔

" ہیلو، ہیلو۔ بلیک گرل کالنگ یو۔ ہیلو ہیلو۔ اوور "۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی اس نے چیختے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

" یس مادام۔ سارگل اٹنڈنگ یو۔ اوور "۔ دوسری طرف سے بلیک ایگل نمبر تھری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سارگل۔ عمران کی طرف جانے اور اپنا کام شروع کرنے سے پہلے تم اسلحہ اور اپنے آدمیوں کو لے کر جمروک کالونی میں پہنچو۔ اس کالونی میں کوٹھی نمبر گیارہ پر حملہ کرو اور کوٹھی کا کوئی شخص زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ پوری کوٹھی کو راکٹوں اور بموں سے اڑا دو۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی۔ اوور "۔ شنکارہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" مگر مادام....... " سارگل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا۔

" اگر مگر مت کرو۔ نانسنس۔ جو کہہ رہی ہوں کرو۔ اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہوئی تو اس کا خمیازہ تمہیں ساری زندگی بھگتنا پڑے گا۔ اوور اینڈ آل "۔ شنکارہ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر کے میز پر پھینک دیا۔



اس کا سیاہ چہرہ اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا اور آنکھوں کی سرخی اس حد تک بڑھ گئی تھی جیسے ان میں یکلخت انگارے دہک اٹھے ہوں۔ اس کے چہرے پر شدید بے چینی اور پریشانی ابھر آئی تھی۔ وہ حلق کے بل غرا رہی تھی اور پھر اس نے نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیا۔

اسے کیا کہا جائے کہ جس کار میں عمران پروفیسر البرٹ کی طرف جانے کے لئے نکلا تھا کچھ دور جاتے ہی اس کا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا۔ عمران چونکہ کار نہایت تیزی سے چلا رہا تھا اس لئے جیسے ہی کار کا ٹائر برسٹ ہوا کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ بری طرح سے لہرا گئی۔ اس سے پہلے کہ کار سڑک پر موجود دوسری کاروں سے ٹکرا جاتی یا ان بیلنس ہو کر الٹ جاتی۔ عمران نے کمال مہارت سے اسے سنبھال لیا اور پھر اسے سائیڈ میں لے جا کر روک دیا۔

کار کے اچانک ٹائر برسٹ ہونے پر اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔ وہ اس وقت ہائی وے پر تھا۔ یہاں کسی دوسری گاڑی یا ٹیکسی کا ملنا محال تھا۔ وہ کار روک کر نیچے اترا اور غصے سے ٹائر کو دیکھنے لگا۔

اس سے پہلے کہ شنکارہ کسی قسم کی کارروائیوں کا آغاز کرتی وہ جلد سے جلد پروفیسر البرٹ سے مل لینا چاہتا تھا۔ پروفیسر البرٹ کا تعلق اقلیتی فرقے سے تھا۔ وہ بدروحوں کو بلانے اور ان سے بات کرنے کا



پراسرار علم جانتا تھا۔ عمران کو امید تھی کہ وہ پروفیسر البرٹ سے مل کر شنکارہ کے سلسلے میں ضرور کوئی نہ کوئی حل نکال لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے پروفیسر البرٹ کو خاص طور پر فون کر کے اسے اپنے گھر میں ہی رہنے کے لئے کہا تھا۔

شنکارہ کہاں گئی تھی اور کیا کرنے والی تھی۔ اس کے بارے میں عمران کو قطعی علم نہ تھا۔ لیکن اس نے جس انداز میں عمران کو چیلنج کیا تھا اور پھر عمران کا اس کے ساتھ ذہنی مقابلہ ہوا تھا اس سے عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ شنکارہ کس حد تک خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس لئے اس کا جلد سے جلد تدارک کیا جانا انتہائی ضروری ہو گیا تھا۔ اس کے لئے یا تو جوزف عمران کی مدد کر سکتا تھا یا پھر پروفیسر البرٹ۔ جوزف پہلے ہی شنکارہ کا شکار ہو چکا تھا اس لئے اب عمران کے پاس پروفیسر البرٹ سے مدد لینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔

کار کا ٹائر پھٹنے سے وہ مخمصے کا شکار ہو گیا تھا۔ واپس شہر جانے کے لئے یا پھر پروفیسر البرٹ تک پہنچنے کے لئے اب اسے پیدل ہی جانا تھا۔ ہائی وے پر لفٹ کے لئے تیز رفتار گاڑیوں کا روکنا ٹریفک کے نظام میں خلل ڈالنے والی بات تھی۔ اس لئے وہ اس قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ یہ بالکل نیا اور خاصا کشادہ دوطرفہ ہائی وے تھا۔ جہاں گاڑیوں کی رفتار ایک مخصوص حد سے کم نہ کی جا سکتی تھی۔ یہ تو عمران کی خوش قسمتی اور اس کی مشاقی کا کمال تھا کہ اس قدر تیز رفتاری میں ٹائر برسٹ ہونے کے باوجود اس نے کار کو کنٹرول کر

لیا تھا اور پیچھے سے آنے والی کاروں سے ممکنہ حادثے سے خود کو بچا لیا تھا ورنہ شاید اس کی کار کے ساتھ اس کے بھی پرخچے اڑ جاتے۔

سڑک کے ایک جانب پہاڑیاں تھیں اور دوسری جانب ڈھلان تھی۔ عمران کچھ سوچ کر ڈھلان میں اتر گیا اور ایک چٹان کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گا۔ اس نے ریسٹ واچ سے ٹرانسمیٹر کال کر کے وہاں کسی ممبر کو بلانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"یس صفدر سپیکنگ۔ اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اسے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر، عمران بول رہا ہوں۔ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"میں لنکن روڈ پر ہوں۔ اوور"۔ صفدر نے پوچھا۔

"تمہارے پاس کوئی سواری ہے۔ میرا مطلب ہے ریل گاڑی، مال گاڑی، بیل گاڑی یا چھکڑا گاڑی وغیرہ۔ اوور"۔ عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میرے پاس ایک پرانے ماڈل کی کار ہے جسے واقعی آپ چھکڑا گاڑی ہی کہہ سکتے ہیں۔ اوور"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو بہت ہے۔ اس زمانے میں کسی کے پاس سواری کے لئے چھکڑا گاڑی کا بھی موجود ہونا نعمت سے کم نہیں ہے۔ بس اس کا چلتے رہنا شرط ہے چاہے وہ رک رک کر چلے یا ٹھمک ٹھمک کر۔ اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔



"رک رک کر چلنے کی حد تک تو درست ہے لیکن ٹھمک ٹھمک کر چلنا میری صحت کو متاثر کر سکتا ہے۔ اوور"۔ صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے۔ اوور"۔ عمران شاید پوری طرح مزہ لینے کے موڈ میں آ گیا تھا۔

"جیسے گاڑی کا ٹائر برسٹ ہونے پر وہ ٹھمک ٹھمک کر چلتی ہے اور سوار کو بھی ٹھمکے لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اوور"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے، تم آجکل ٹھمکوں پر ریسرچ کر رہے ہو۔ اوور"۔ عمران نے جواباً ہنستے ہوئے کہا۔ اسے اپنی گاڑی کے ٹھمکے یاد آ گئے تھے۔

"اچھا، اگر تم میری گاڑی کے ٹھمکے دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی چھکڑا گاڑی لے کر نیو ہائی وے پر تیس کلو میٹر کے فاصلے پر آ جاؤ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔ اوور"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور گھڑی کا ونڈ بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر وہ نشیب سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ پھر اپنی کار پر نظر پڑتے ہی اس نے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا۔

"ہونہہ، لگتا ہے شنکارہ جیسے سچ مچ میرے اعصاب پر سوار ہو گئی ہے۔ کار کی ڈگی میں ایکسٹرا سٹپنی کا مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ جتنی دیر

میں صفدر سے بک بک کرتا رہا ہوں اور جتنی دیر میں اس نے یہاں تک پہنچنا ہے تب تک میں سٹپنی بدل کر جمروک تک پہنچ بھی گیا ہوتا"۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کار کے پاس آگیا۔ اس نے کار کی ڈگی کھولی مگر اس میں فالتو ٹائر موجود نہیں تھا۔

"چلو شکر ہے۔ صفدر سے بک بک کرنا فضول ثابت نہیں ہوا"۔ اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد صفدر آگیا۔ اس کی کار واقعی پرانے ماڈل کی تھی مگر خاصی سبک رفتار تھی۔ سبک رفتار نہ ہوتی تو اس ہائی وے پر اس کا آنا ناممکن ہی تھا۔

"شکر ہے تم آئے تو، ورنہ ٹھمک ٹھمک کر مجھے پیدل ہی جانا پڑتا"۔ عمران نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر صفدر ہنس پڑا۔

"کہاں جانے کا پروگرام ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"سسرال جانے کا پروگرام تھا مگر گاڑی نے بیچ راستے میں ہی دھوکہ دے دیا ہے"۔ عمران نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"آپ اتنی دور سسرال بنا ہی کیوں رہے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ تنویر کسی طرح میرا آدھا گھر والا بننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا"۔ عمران نے بے چارگی سے کہا تو صفدر اس زور سے ہنسا کہ کار گونج اٹھی اور وہ کافی دیر تک ہنستا رہا۔ عمران کے مزاحیہ موڈ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اسے فی الحال کچھ بتانے سے گریز کر رہا ہے۔



"دائیں طرف چلو"۔ عمران نے سامنے سڑک کو دو اطراف میں بٹتے دیکھ کر کہا۔

"اوہ، یہ سڑک تو جمروک کی طرف جاتی ہے۔ کیا آپ جمروک جا رہے ہیں"۔ صفدر نے حیرانی سے کہا۔

"میں اکیلا نہیں جا رہا۔ تم بھی میرے ساتھ ہو اور میرا خیال ہے یہ کار بھی ہمارے ساتھ ہی جا رہی ہے بلکہ ہمیں لے جا رہی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر اپنے احمقانہ سوال پر شرمندہ ہو گیا۔ دائیں طرف مڑنے والی سڑک جمروک کی طرف ہی جاتی تھی۔ اس سے آگے سڑک گھوم کر پھر اس ہائی وے سے آملتی تھی۔ اس طرف مڑنے کا مطلب ظاہر ہے جمروک ہی جانے کا تھا۔

"میرا مطلب ہے جمروک میں آپ کو کیا کام ہو سکتا ہے۔ آپ وہاں کیوں جا رہے ہیں"۔ صفدر نے اپنی شرمندگی مٹاتے ہوئے کہا۔

"یار صفدر۔ احمقانہ سوال کر کے مجھے بور نہ کرو۔ میں پہلے ہی ذہنی طور پر الجھا ہوا ہوں۔ جمروک میں، میں ظاہر ہے کسی کام سے جا رہا ہوں"۔ عمران نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب صفدر واقعی بغلیں جھانکنے لگا تھا۔ اس نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔ عمران اسے کچھ بتا نہیں رہا تھا اور وہ بے معنی سوال کر کے ظاہر ہے اسے کچھ بتانے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا۔

ان کا یہ سفر دو گھنٹوں تک جاری رہا۔ پھر وہ ایک چھوٹے سے قصبے میں داخل ہو گئے۔ کار مختلف راستوں اور بازاروں سے گزرتی

ہوئی ایک بڑی اور جدید کالونی میں داخل ہوئی تو صفدر نے بے اختیار بریک پیڈل دبا دیا۔ سامنے ہر طرف لوگ ہی لوگ اور پولیس کی گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ کافی فاصلے پر ایک بڑی کوٹھی نما عمارت ملبے کا ڈھیر بنی ہوئی تھیں جس سے دھول اور دھواں ابھی تک اٹھ رہا تھا۔

"اوہ، یہ کیا ہو گیا۔ یہ کوٹھی تو پروفیسر البرٹ کی تھی"۔ عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر تیزی سے اس طرف بھاگتا چلا گیا۔



کھلے سمندر میں آکاش نامی بحری جہاز نہایت تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس جہاز کا رخ افریقہ کی طرف تھا۔ اس جہاز میں زاشال، اس کے پجاری اور جنگلوں میں کام کرنے والے ماہر افراد جنہیں وائلڈ کمانڈوز کہا جاتا تھا سوار تھے۔ بحری جہاز میں ہر قسم کا جدید اسلحہ اور بڑی بڑی مشینیں بھی موجود تھا۔ جن سے کھدائی اور سرنگیں بنانے کا کام لیا جا سکتا تھا۔

زاشال نے اپنے جنگل کے جنوبی پہاڑی حصے میں جا کر ایک پہاڑی غار میں بیٹھ کر شیطان کے بڑے پجاری سے رابطہ کیا تھا اور اس سے شنکارہ کے حصول کے لئے مدد کی درخواست کی تھی۔ بڑے پجاری نے زاشال کو بتایا تھا کہ وہ اگر شنکارہ کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اسے افریقہ کے گھنے اور پراسرار جنگلوں میں جانا ہوگا۔

ان جنگلوں میں اسے سامی گان نامی وحشی قبیلے کے ایک ایک فرد اور سردار زکاٹا کو تلاش کر کے ہلاک کرنا ہوگا۔ پھر اسے انہی جنگلوں میں ایک خاص پوجا کر کے شالاگ کی پجارن شاتانہ کو اپنے قبضے میں کرنا پڑے گا۔ پجارن شاتانہ ہی اسے اس پہاڑ تک لے جاسکتی ہے جس کے نیچے کاشارا کا جسم دفن ہے۔ پھر زاشال کو پہاڑ کے نیچے دبے ہوئے کاشارا کے جسم کو نکالنا ہوگا۔ کاشارا کے جسم پر ایک خاص عمل کر کے اسے ایک سیاہ تابوت میں بند کرنا پڑے گا۔ پھر اسے اس وقت تک وہیں رہنا ہوگا جب تک شنکارہ خود ان جنگلوں میں واپس نہیں آجاتی۔ بڑے پجاری نے زاشال کو یقین دلاتے ہوئے کہا تھا کہ شنکارہ، کاشارا کے جسم کے حصول کے لئے لازماً ان جنگلوں میں آئے گی۔ وہ ہر ممکن طریقے سے کاشارا کا جسم حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ پھر وہ اس کے سامنے آئے گی جس پر زاشال کو ایک منتر پڑھ کر اسے بے بس کرنا ہوگا۔ شنکارہ کی روح جب اس کے بس میں آجائے گی تو وہ خود اس کی روح کو کاشارا کے جسم میں داخل کرنے کا عمل کرے۔ اس طرح شنکارہ ہمیشہ کے لئے اس کے قبضے میں آجائے گی۔

بڑے پجاری سے مشوروں کے بعد زاشال اسی وقت وہاں سے نکل گیا تھا۔ اس نے فوراً کافرستان حکام سے رابطہ کیا اور اپنے اثر و رسوخ سے ایک سمندری جہاز، مشینری اور وائلڈ کمانڈوز حاصل کر لئے تاکہ افریقہ کے جنگلوں میں وہ اپنا کام سہولت سے کر سکے۔

جہاز میں دو سو وائلڈ کمانڈوز کے ساتھ اس کے شاگرد پجاری بھی



سوار تھے جن کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ زاشال نے ان پجاریوں کو جہاز کے مختلف حصوں میں بٹھا دیا تھا اور انہیں ایک منتر سکھا کر مسلسل اس کا جاپ کرنے کی ہدایات دی تھیں اور خود ایک الگ تھلگ اور بڑے کیبن میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ جہاز اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا اور زاشال بدستور اپنے مخصوص کیبن میں بیٹھا مسلسل ایک منتر کا جاپ کر رہا تھا۔

کیبن میں تیز اور انتہائی کراہیت آمیز بو پھیلی ہوئی تھی جیسے وہاں بے شمار مرے ہوئے چوہے پڑے ہوں۔ زاشال فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے گرد سفید رنگ کا بڑا سا حصار بنا ہوا تھا۔ دائرے کے چار حصوں میں سرخ رنگ کے نشان تھے جو زاشال کے سامنے، پیچھے اور دائیں بائیں تھے۔ ان سرخ نشانوں پر عجیب و غریب چیزیں پڑی تھیں۔

زاشال کے سامنے سرخ نشان پر ایک دیا روشن تھا۔ اس کے پیچھے سرخ نشان پر ایک مردہ چھپکلی تھی جبکہ دائیں طرف ایک الو کا کٹا ہوا سر اور بائیں طرف سرخ نشان پر ایک انسانی کھوپڑی پڑی دکھائی دے رہی تھی۔ زاشال کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جوڑ رکھے تھے اور اس کے ہونٹ مسلسل ہل رہے تھے۔ جیسے وہ مسلسل کچھ پڑھ رہا ہو۔

"زاشال"۔ اچانک زاشال کو ہوا میں لہراتی ہوئی ایک تیز آواز سنائی دی اور زاشال نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں خون

کی طرح سرخ تھیں۔ اس نے دائیں طرف سرخ نشان پر پڑی ہوئی انسانی کھوپڑی کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں اور ناک کے سوراخوں سے ہلکا ہلکا سیاہ دھواں نکل رہا تھا۔

"آؤ کاچاری۔ کھوپڑی سے باہر آجاؤ۔ میں تمہیں ہی بلانے کے لئے جاپ کر رہا تھا"۔ زاشال نے کھوپڑی کی جانب چمکتی ہوئی اور سرخ سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں بے پناہ کرختگی تھی۔ کھوپڑی سے یکلخت تیز دھواں نکلنے لگا اور فضا میں اکٹھا ہو کر پھیلنے لگا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس سیاہ دھویں نے ایک انسانی قد کاٹھ میں بدلنا شروع کر دیا۔ پھر اچانک دھویں میں تیز بجلی کی لہریں سی چمکیں اور زاشال کے سامنے اچانک سیاہ رنگ کی ایک بھیانک اور خوفناک بڑھیا نمودار ہو گئی۔ اس بڑھیا کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ اس کی آنکھیں بھی سفید تھیں جن میں قرینے نہیں تھے۔ بڑھیا کا چہرہ زاشال کو واضح دکھائی دے رہا تھا البتہ اس کا باقی جسم اسی طرح سیاہ دھویں میں ڈھکا ہوا تھا۔

"کاچاری حاضر ہے آقا زاشال۔ حکم"۔ بڑھیا کے ہونٹ ہلے اور کمرے میں تیز اور سرسراتی ہوئی آواز ابھرنے لگی۔

"کاچاری۔ تم سیاہ دھویں کی شیطانی مخلوق ہو۔ میں نے تمہیں برسوں سے ایک خاص مقصد کے لئے اس کھوپڑی میں قید کر رکھا تھا۔ آج میں تمہیں اس کھوپڑی کی قید سے آزاد کر رہا ہوں۔ میرے سامنے مجسم حالت میں آجاؤ"۔ زاشال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔



"جو حکم آقا"۔ بڑھیا کے ہونٹ ہلے۔ اسی لمحے دھویں میں جیسے چنگاریاں بھر گئیں اور وہ چنگاریاں تیزی سے آپس میں ملنے لگیں۔ دوسرے ہی لمحے ایک جھماکا سا ہوا اور بڑھیا کا پورا جسم زاشال کے سامنے نمودار ہو گیا۔ اس نے سیاہ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ بڑھیا کا چہرہ بے حد لمبوترا تھا۔ اس کے چہرے اور ہاتھوں کی کھال جیسے خشک ہو کر ہڈیوں سے چپک گئی تھی۔ اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور اس کا ناک لمبا اور آگے سے طوطے کی چونچ کی طرح مڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی ایک لکڑی تھی جس کے سہارے وہ کھڑی تھی لیکن اس کے باوجود اس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

"میں تمہاری شکر گزار ہوں آقا زاشال۔ تم نے مجھے اس کھوپڑی سے رہا کر کے خوفناک عذاب سے نکال لیا ہے۔ کہو میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں"۔ بڑھیا نے جس کا نام کاچاری تھا کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کاچاری۔ کیا تم افریقہ کے جنگلوں میں جھانک سکتی ہو"۔ زاشال نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا۔ میں پاتال کی لامحدود گہرائیوں تک بھی جھانکنے کی صلاحیت رکھتی ہوں"۔ کاچاری نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر دیکھو۔ افریقہ کے جنگلوں میں وحشیوں کا ایک قبیلہ سامی

گان موجود ہے۔ مجھے دیکھ کر بتاؤ کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس قبیلے کے سردار زکاٹا، قبیلے کا بڑا پجاری، طاقت دیوتا اور شالاگ کہاں ہیں۔ اور شالاگ کی پجارن شاتانہ کا بھی پتہ لگاؤ۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی بتاؤ کہ اگر میں پجارن شاتانہ کو چھوڑ کر ان تینوں کو فنا کرنا چاہوں تو مجھے کیا کرنا ہوگا"۔ زاشال نے کہا۔ کاچاری چند لمحے غور سے زاشال کو دیکھتی رہی پھر اس نے دائیں بائیں سرہلاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی کو آہستہ آہستہ زمین پر مارنے لگی۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے جیسے وہ کچھ پڑھ رہی ہو۔ چند لمحے وہ اسی طرح لہراتی اور پڑھتی رہی پھر اس نے اچانک لاٹھی زور سے زمین پر ماری اور آنکھیں کھول دیں۔ اس بار اس کی آنکھوں میں جیسے سرخ سرخ انگارے سے دہک اٹھے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے سارے جسم کا خون اس کی آنکھوں میں سمٹ آیا تھا۔

"آقا"۔ اس کے منہ سے گھبراہٹ زدہ آواز نکلی۔

"کیا ہوا۔ کیا دیکھا ہے تم نے اور یہ تمہاری آنکھیں اس قدر سرخ کیوں ہو گئی ہیں"۔ زاشال نے بڑھیا کی سرخ آنکھیں دیکھ کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"کالے بادل، آگ اور خون۔ میں سامی گان پر چھائے ہوئے کالے بادل دیکھ رہی تھی۔ آقا وہاں ہر طرف آگ پھیلی ہوئی ہے۔ ہر جگہ خون بکھرا ہوا ہے۔ تیز آندھیاں چل رہی ہیں اور وہاں خوفناک طوفان آیا ہوا ہے"۔ کاچاری نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔



"اوہ، اوہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو کاچاری"۔ زاشال نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں آقا۔ میں نے کالے بادلوں کو چیر کر ان کے اندر جھانکنے کی کوشش کی تھی مگر اچانک ان کالے بادلوں میں بجلیاں سی چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔ پھر اس قدر تیز بجلی چمکی جس سے میری آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اس روشنی نے میری آنکھوں کی روشنی ختم کر دی ہے آقا۔ میں اندھی ہو گئی ہوں آقا۔ میں اندھی ہو گئی ہوں"۔ کاچاری نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو زاشال کا چہرہ غصے سے بگڑتا چلا گیا۔

"تم اندھی ہو گئی ہو۔ ہونہہ اس کا مطلب ہے تم مجھے طاقت دیوتا، شالاگ، پجارن شاتانہ اور سامی گان قبیلے کے سردار زکاٹا کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی"۔ زاشال نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا۔ مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارا کام نہیں کر سکی"۔ کاچاری نے کہا۔

"ہونہہ، اگر تم اندھی ہو گئی ہو تو تم میرے لئے بے کار ہو گئی ہو۔ بے کار چیزوں کو مجھے اپنے پاس رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے"۔ زاشال نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ مم، میں۔ میں"۔ کاچاری نے کانپتے ہوئے کہا۔

"نہیں کاچاری۔ مجھ سے رحم کی امید مت رکھنا۔ تم جانتی ہو زاشال کی لغت میں رحم نام کا کوئی لفظ نہیں ہے"۔ زاشال نے کہا۔

"ن، نہیں۔ نہیں آقا۔ مجھے فنا مت کرنا۔ میں۔ میں"۔ کاچاری نے خوف سے تھرتھراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب میں تمہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ جاؤ فنا ہو جاؤ"۔ زاشال نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ کاچاری کچھ کہتی اسی لمحے ایک زوردار کڑاکا ہوا۔ بجلی کی تیز لہریں چمکیں اور بڑھیا کا وجود اچانک دھواں بن کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

"ہونہہ، جو طاقت زاشال کا کام نہیں کر سکتی۔ زاشال اسے فنا کر دیتا ہے۔ یہی زاشال کا اصول ہے"۔ زاشال نے زخمی بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک منتر پڑھنے لگا۔

"شیگال حاضر ہو"۔ منتر پڑھنے کے بعد زاشال نے اچانک آنکھیں کھول کر چیختے ہوئے انداز میں کہا۔ اسی لمحے اس کے سامنے چراغ کا شعلہ بھڑکا۔ پھر اچانک چراغ سے آگ کا شعلہ الگ ہوا اور تیزی سے زاشال کے سامنے پھیلتا چلا گیا۔ پھر ایک زوردار کڑاکا سا ہوا اور شعلے کی جگہ وہاں ایک سیاہ رنگ کا دبلا پتلا انسان نمودار ہو گیا۔ اس سیاہ انسان کی شکل بے حد ڈراؤنی تھی۔ اس کے زیریں حصے پر سرخ رنگ کا لنگوٹ کسا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سرخ تھیں جو باہر کو ابلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ہونٹ بھی بے حد موٹے اور سرخ تھے جیسے وہ کسی کا تازہ خون پی کر آیا ہو۔

اس سیاہ فام کے ایک ہاتھ میں نیزہ تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں سبز رنگ کا ایک ناگ تھا جیسے اس نے گردن سے پکڑ رکھا تھا۔



ناگ کے بل اس کے بازو سے لپٹے ہوئے تھے۔

"شیگال حاضر ہے آقا"۔ بدشکل سیاہ فام نے زاشال کے سامنے جھکتے ہوئے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سامی گان قبیلے کی خبر لاؤ۔ جلدی"۔ زاشال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جو حکم آقا"۔ سیاہ فام شیگال نے کہا اور اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔

عمران کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید پریشانی اور غصے کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ پروفیسر البرٹ کی کوٹھی جس خوفناک انداز میں تباہ کی گئی تھی جس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ یہ اس خبیث بدروح شنکارہ کا کام ہے۔ اس نے لازماً اپنی طاقتوں سے معلوم کر لیا ہو گا کہ عمران اس کے سلسلے میں پروفیسر البرٹ سے ملنے جا رہا ہے اور اس کا پروفیسر البرٹ کی کوٹھی پر حملہ کرانا اس بات کا ثبوت تھا کہ شنکارہ پروفیسر البرٹ سے خائف ہو گئی تھی اور وہ شنکارہ کے سلسلے میں عمران کی کوئی نہ کوئی مدد ضرور کر سکتا تھا۔

یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ راستے میں اس کی کار کا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اسے یہاں پہنچنے میں وقت لگ گیا تھا ورنہ وہ بھی پروفیسر البرٹ کے ساتھ ہلاک ہو جاتا۔

پروفیسر البرٹ کی کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ اس کے



اردگرد بھی کئی عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا تھا۔ کوٹھی کے ملبے کو ہٹا کر وہاں سے لاشیں نکالے جانے کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ لوگوں کے کہنے کے مطابق کچھ غنڈے دو کاروں میں آئے تھے اور انہوں نے کاروں سے نکل کر اس پر کوٹھی پر اچانک بموں سے حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا اور پھر وہ زبردست فائرنگ کرتے ہوئے وہاں سے فرار ہو گئے تھے۔ پولیس لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہی تھی۔ حملہ آوروں کے حلیئے، ان کی کاروں کے رنگ، ماڈل اور ان کے نمبر پوچھ رہی تھی۔ مگر اس خوفناک صورتحال میں وہاں اس وقت کس کو ہوش رہ سکتا تھا کہ وہ ان لوگوں کی کاروں کے ماڈل یا نمبر یاد رکھ سکیں۔ البتہ چند ایک نے کاروں کے رنگ اور حملہ آوروں کے کسی حد تک حلیئے ضرور بتا دیئے تھے۔

"تمہارا کیا خیال عمران، میری کوٹھی پر اس طرح اچانک اور اتنا بڑا حملہ کرانے والا کون ہو سکتا ہے"۔ اچانک کسی نے عمران کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس سے مخاطب ہو کر بڑے متفکرانہ لہجے میں پوچھا۔ آواز سن کر عمران نے مڑ کر دیکھا اور پھر اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس کے قدموں میں یکلخت کوئی بم آ پھٹا ہو۔ اس کا چہرہ کانوں کی لوؤں تک سرخ ہوتا چلا گیا تھا۔ وہ ایک ادھیڑ عمر شخص تھا جس نے اوور کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔

"پروفیسر البرٹ۔ یہ سچ مچ آپ ہیں یا بدروحوں کو حاضر کرنے والے پروفیسر البرٹ کی روح میرے سامنے ہے"۔ پروفیسر البرٹ کو

اپنے سامنے زندہ سلامت دیکھ کر عمران نے انتہائی جوش اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں، مجھے زندہ دیکھ کر تمہیں حیرت کیوں ہو رہی ہے۔ کہیں میری کوٹھی پر حملہ کرنے والے تمہارے آدمی تو نہیں تھے"۔ پروفیسر البرٹ نے خوشدلی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے آدمی۔ یہ کیسے ہو سکتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پروفیسر البرٹ کو اس کی رہائش کے اس طرح تباہ ہونے کے باوجود زندہ دیکھ کر وہ نہ صرف حیران ہو رہا تھا بلکہ اس کے رگ و پے میں جیسے سرشاری کی لہریں سی دوڑنے لگی تھیں۔

"ایک منٹ میرے ساتھ آؤ"۔ پروفیسر البرٹ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

"کہاں"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"رش میں سے نکلتے ہیں"۔ پروفیسر البرٹ نے سنجیدگی سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو صفدر، ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے۔ ایسا نہ ہو مجرم انہیں زندہ دیکھ لیں اور انہیں پھر کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ چکر کیا ہے۔ کون لوگ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔ کسی کو میرے ساتھ کیا دشمنی ہو سکتی ہے"۔ پروفیسر البرٹ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔



"بتاتا ہوں۔ آپ پہلے گاڑی میں تو بیٹھیں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ پروفیسر البرٹ ایک لمحے کے لئے ہچکچایا پھر سر ہلاتا ہوا کار میں بیٹھ گیا۔ عمران بھی اس کے ساتھ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صفدر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ چند ہی لمحوں بعد اس کی کار واپس شہر کی جانب دوڑی جا رہی تھی۔

"ہاں پروفیسر صاحب۔ اب آپ بتایئے۔ کوٹھی پر اس قدر خوفناک بمباری کے باوجود آپ بچ نکلنے میں کس طرح کامیاب ہو گئے تھے"۔ عمران نے پروفیسر البرٹ سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے تم بتاؤ۔ میری رہائش گاہ کو کیوں تباہ کیا گیا ہے اور حملہ آور کون تھے۔ تمہارا اچانک فون کرنا، مجھے گھر پر رہنے کا کہنا اور پھر اس کے کچھ ہی دیر بعد کوٹھی پر خوفناک انداز میں بموں سے حملہ ہونا۔ مجھے یہ سب غیر معمولی باتیں لگتی ہیں۔ تم لازماً ان حملہ آوروں کے بارے میں جانتے ہو گے"۔ پروفیسر البرٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس قدر پر اعتماد خیال کی وجہ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جس وقت تم نے فون کیا تھا اس وقت میں چنگیز خان کی روح کو حاضر کرنے کے عمل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ادھر میں نے سوچنا شروع کیا تھا کہ چنگیزی خاندان کے فرزند ارجمند کا فون آ گیا۔ تم نے جس طرح مجھے گھر پر رہنے کا پابند کیا تھا اور میری کوئی بات

سنے بغیر فون بند کر دیا تھا اس سے میں الجھن میں پڑ گیا تھا کیونکہ تم بلاوجہ نہ ہی کسی سے ملتے ہو اور نہ فون کرنے کی زحمت گوارا کرتے ہو۔ اس لئے میں سوچ میں پڑ گیا کہ ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جو تم مجھ سے ملنے آ رہے ہو۔ تمہارے بارے میں مشہور ہے کہ تم جہاں جاتے ہو ہنگامے ساتھ لے جاتے ہو۔ بیٹھے بٹھائے نہ جانے میرے ذہن میں کیا ہوا کہ میں نے کوٹھی میں موجود سب ملازموں کو چھٹی دے دی اور پھر خود بھی کوٹھی سے نکل گیا اور سامنے والی کوٹھی میں اپنے دوست کرنل جمشید کے پاس چلا گیا۔ میرا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ کم از کم میرے حق میں بہتر نہیں ہونے والا اور پھر وہی ہوا۔ مجھے کرنل جمشید کے پاس بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ سارا علاقہ خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ہم بھاگتے ہوئے باہر آئے تو میں اپنی کوٹھی کا حشر دیکھ کر ساکت رہ گیا۔ جس انجانے خوف سے میرا دل دھڑک رہا تھا وہ خطرہ آخر کار سامنے آ گیا تھا اور میں کوٹھی کو ملبے کا ڈھیر بنتے دیکھ کر لرز رہا تھا کہ اگر میں نے بروقت سب کو کوٹھی سے نہ نکال دیا ہوتا اور خود بھی باہر نہ ہوتا تو میرا کیا حشر ہوتا۔ بہرحال کوٹھی کو تباہ ہوتے دیکھ کر میرے دل میں اس بات نے جڑ پکڑ لی کہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے"۔ پروفیسر البرٹ کہتا چلا گیا۔ عمران، چنگیز خان اور چنگیزی خاندان کے فرزند ارجمند کا سن کر ہنسنے لگا۔ اب اسے پروفیسر البرٹ کے اطمینان کا سبب سمجھ آیا تھا۔ اس قدر خوفناک حملے میں ان کی



صرف کوٹھی تباہ ہوئی تھی۔ انجانے خطرے کے پیش نظر وہ کوٹھی کے تمام ملازمین کو پہلے ہی کوٹھی سے نکال چکے تھے۔ اس لئے وہ اس بات پر مطمئن تھے کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

"چنگیزی فرزند ارجمند کو پھر دعائیں دیجئے جو آپ کو اس وقت اپنے ساتھ محفوظ مقام پر لے جا رہا ہے۔ اگر آپ کچھ دیر اور مجھ سے نہ ملتے تو بیچ سڑک پر ہی آپ کی گردن کٹ چکی ہوتی"۔ عمران نے کہا تو پروفیسر البرٹ بری طرح سے چونک اٹھا۔

"گردن کٹ چکی ہوتی۔ کیا مطلب۔ تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے، جنہوں نے میری کوٹھی کو تباہ کیا تھا وہ ابھی وہیں موجود ہیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لوگوں نے انہیں کوٹھی پر بم برسا کر اور ہوائی فائرنگ کرتے فرار ہوتے دیکھا تھا۔ انہیں کیا معلوم کہ میں کوٹھی میں ہوں یا نہیں"۔ پروفیسر البرٹ نے سچ مچ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"انہیں معلوم ہو یا نہ ہو مگر اسے ضرور معلوم ہو گیا ہو گا جس نے آپ کو ختم کرنے کے لئے اس قدر خوفناک حملہ کرایا تھا۔ وہ ابھی تک پوشیدہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مگر وہ ہے کون اور اس کی مجھ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے"۔ پروفیسر البرٹ نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"اس کی دشمنی آپ کے ساتھ نہیں میرے ساتھ ہے۔ آپ کو مار کر وہ میرے راستے بند کرنا چاہتی ہے تاکہ میں اس کے خلاف کوئی

کارروائی نہ کر سکوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"چاہتی سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ پروفیسر البرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اس کا نام آپ کو بتا دیا تو آپ زور سے اچھلیں گے اور کار کی چھت پھاڑتے ہوئے باہر جا گریں گے"۔ عمران نے ہنس کر کہا تو صفدر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"ہونہہ، تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔ میں خود ہی معلوم کر لیتا ہوں"۔ پروفیسر البرٹ نے جھلا کر کہا اور پھر اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ کچھ پڑھنے لگے۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے یوں بوکھلائے ہوئے انداز میں آنکھیں کھول دیں جیسے انہیں یکلخت موت کا چہرہ نظر آ گیا ہو۔

"شنکارہ"۔ ان کے منہ سے سرسراتے ہوئے انداز میں نکلا۔ ٹھیک اسی لمحے اچانک صفدر کے آگے جانے والی ایک سیاہ کار کی ڈگی کھلی اور اس میں سے آٹومیٹک انداز میں ایک راکٹ لانچر نکل آیا۔ اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کرتا اچانک راکٹ لانچر سے شعلہ نکلا اور دوسرے ہی لمحے ایک منی راکٹ نکل کر انتہائی برق رفتاری سے اس کی کار کی جانب بڑھتا چلا آیا۔ فاصلہ کم اور کار تیز رفتاری سے چلنے کی وجہ سے صفدر کسی بھی طرح کار کو ہٹا کر اس راکٹ سے نہ بچا سکتا تھا۔ اسی وقت منی راکٹ کار کی ونڈ سکرین سے ٹکرایا اور پھر.......



غار میں انتہائی سحر انگیز اور پراسرار ماحول طاری تھا۔ پتھروں کی دیواروں پر بڑی بڑی شیطانی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ غار کی دیواروں پر ہر جگہ بڑی بڑی مشعلیں روشن تھیں جن میں جلنے والی چربی کی سرانڈ پورے غار میں پھیلی ہوئی تھی۔

جگہ جگہ دیواروں پر بے شمار انسانی پنجر اور کھوپڑیاں ٹنگی ہوئی تھیں۔ اس غار کے انتہائی سرے پر ایک بڑا سا گول کمرہ بنا ہوا تھا۔ وہاں بھی ہر طرف مشعلیں جل رہی تھیں جن کی تیز روشنی سے کمرہ جگمگا رہا تھا۔ کمرے کی مشرقی دیوار کے سامنے ایک بڑا سا تختہ لگا ہوا تھا۔ اس تختے پر ایک دبلا پتلا سیاہ فام افریقی بوڑھا بندھا ہوا تھا جس کے سر کے بال اور داڑھی مونچھیں برف کی طرح سفید تھیں۔ بوڑھے کے زیریں حصے پر سفید کپڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اوپر کر کے تختے سے لگے ہوئے تھے۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں سیاہ رنگ

کے بڑے بڑے کیل گڑے ہوئے تھے جہاں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔اس کے علاوہ اس سیاہ فام بوڑھے کی گردن اور اس کے جسم کے گرد سیاہ رنگ کی موٹی موٹی زنجیریں بندھی ہوئی تھیں۔بوڑھے کا سر ڈھلکا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔وہ بے ہوش تھا۔

اس سیاہ فام بوڑھے کے سامنے شالاگ کی پجارن شاتانہ کھڑی تھی۔اس کے دونوں ہاتھوں میں بڑے بڑے چمکدار خنجر تھے اس کے چہرے پر بے پناہ خوف، گھبراہٹ اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات نظر آرہے تھے۔اسی لمحے غار میں قدموں کی دھمک سنائی دی۔پجارن شاتانہ نے پلٹ کر دیکھا تو اسے غار میں سامی گان قبیلے کا سردار زکاٹا آتا دکھائی دیا۔

سردار زکاٹا کے سر پر رنگدار پروں کا بنا ہوا ایک بڑا تاج تھا جسے اس نے طاقت دیوتا کو دھوکے سے ہلاک کر کے حاصل کیا تھا۔وہ نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا پجارن شاتانہ کی طرف آیا تھا۔اس کے سر پر طاقت دیوتا کا پروں والا تاج دیکھ کر پجارن شاتانہ کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"طاقت دیوتا کا تاج۔سردار زکاٹا تم نے طاقت دیوتا کا تاج حاصل کر لیا ہے"۔شاتانہ نے سردار زکاٹا کے قریب آنے پر اس کے تاج کی طرف مسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، طاقت دیوتا کا تاج اب میرے پاس ہے۔اس تاج کی وجہ سے میری طاقتوں میں ہزاروں گنا اضافہ ہو گیا ہے۔اب میں سردار



زکاٹا نہیں طاقت دیوتا بن گیا ہوں۔طاقت دیوتا"۔سردار زکاٹا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو سردار زکاٹا۔اس تاج کی وجہ سے اب تم واقعی طاقت دیوتا بن گئے ہو۔میں تمہیں طاقت دیوتا بننے پر مبارکباد دیتی ہوں اور تمہیں اس عظیم مرتبے پر پہنچنے پر میں تمہیں سلام کرتی ہوں"۔پجارن شاتانہ نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر سردار زکاٹا کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ پجارن شاتانہ کے قریب آکر کھڑا ہو گیا تھا اور غور سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے سیاہ فام بوڑھے کو دیکھ رہا تھا۔

"تم نے بھی اپنا کام خوب کیا ہے شاتانہ۔شالاگ کو یہاں لا کر تم نے اسے جس ماہر انداز میں باندھا ہے یہ تمہاری ذہانت اور طاقتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اب اگر شالاگ کو ہوش بھی آجائے تو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا"۔سردار زکاٹا نے کہا۔

"میں نے تمہاری ہی ہدایات پر یہ سب کچھ کیا ہے طاقت دیوتا۔تمہارے کہنے پر میں رات بھر کالے انگوروں کی شراب میں نشے والی بوٹیاں ملا کر اسے پلاتی رہی تھی۔جس سے یہ بے ہوش ہو گیا تھا۔میں اسے بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر یہاں لے آئی اور اسے تختے سے باندھ کر اس کے ہاتھوں اور پیروں میں کیل گاڑ دیئے تاکہ یہ ہوش میں آنے کے باوجود ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے"۔پجارن شاتانہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے ہوش نہیں آیا اب تک"۔ سردار زکاٹا نے پوچھا۔

"نہیں، ابھی نہیں"۔ شاتانہ نے کہا۔

"کب تک اس کے ہوش میں آنے کی امید ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتی طاقت دیوتا کہ اسے کب ہوش آئے گا"۔ شاتانہ نے کہا۔

"ہونہہ، اب میرے پاس اتنی طاقتیں ہیں کہ میں ایک لمحے میں اس کا نشہ اتار کر اسے ہوش میں لا سکوں۔ تم ایک طرف ہٹ جاؤ میں اسے ابھی ہوش میں لے آتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"ہوش میں آنے کے بعد کیا یہ ہمارے سوالوں کے جواب آسانی سے دے دے گا"۔ پجارن شاتانہ نے پوچھا۔

"یہ اب پوری طرح ہمارے رحم و کرم پر ہے شاتانہ۔ اگر اس نے آسانی سے ہمارے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو میں اس کا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ اس کا رواں رواں چیخ اٹھے گا"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔ پجارن شاتانہ ایک طرف ہٹ گئی تھی۔ سردار زکاٹا نے کچھ پڑھ کر فضا میں ہاتھ مارے تو اچانک اس کے دونوں ہاتھوں میں سیاہ رنگ کی لکڑیاں آ گئیں۔

"یہ لو۔ ان لکڑیوں کو مشعل سے جلاؤ۔ ان لکڑیوں کی آگ سے تم شالاگ کے پیروں کے تلوے جلاؤ گی تو اسے ابھی ہوش آ جائے گا"۔ سردار زکاٹا نے سیاہ لکڑیاں پجارن شاتانہ کو دیتے ہوئے کہا۔



پجارن شاتانہ نے اس سے لکڑیاں لیں اور دائیں طرف دیوار پر جلنے والی مشعل کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے لکڑیوں کے سرے جلائے اور پلٹ کر واپس آ گئی۔

"جلا دو اس کے دونوں پیر"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"ایک بار پھر سوچ لو طاقت دیوتا۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں کیا وہ صحیح ہے"۔ پجارن شاتانہ نے سردار زکاٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر قدرے خوف تھا اور وہ سردار زکاٹا کی جانب پریشان نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم"۔ سردار زکاٹا نے چونک کر کہا۔

"شالاگ کی طاقتیں ہم جانتے ہیں طاقت دیوتا۔ ہوش میں آنے کے بعد اگر اس نے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو"۔ پجارن شاتانہ نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں شاتانہ۔ شالاگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ ہمارے سامنے بالکل بے بس ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"لیکن اگر اس نے زبان نہ کھولی تو"۔ پجارن شاتانہ نے اسی طرح تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ شالاگ کی زبان کھلوانے کے لئے میں نے انتظام کر لیا ہے"۔ سردار زکاٹا نے بھیانک پن سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسا انتظام"۔ پجارن شاتانہ نے چونک کر کہا تو سردار زکاٹا نے

کمر میں بندھے ہوئے پٹکے سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال لی۔

"اس ڈبیہ میں کاشوکا ناگ کی راکھ ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"کاشوکا ناگ کی راکھ"۔ بجارن شاتانہ نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں، میں نے طاقت دیوتا کو ہلاک کرنے کے بعد جنگل میں جا کر سب سے پہلے کاشوکا ناگ کو پکڑا تھا۔ پھر میں نے اس کے زہر سمیت اسے جلا کر راکھ بنا دیا اور اس کی راکھ اکٹھی کر کے لے آیا ہوں۔ اب یہی راکھ شالاگ کی زبان کھلوانے میں ہماری مدد کرے گی"۔ سردار زکاٹا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن کیسے۔ کاشوکا ناگ کی راکھ بھلا ہماری مدد کیسے کر سکتی ہے"۔ بجارن شاتانہ نے سمجھ میں نہ آنے والے انداز میں سر جھٹک کر کہا۔

"تم خود ہی دیکھ لینا میں کیا کرتا ہوں۔ فی الحال تم اس کے پیر جلاؤ تاکہ اسے ہوش آجائے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔ بجارن شاتانہ چند لمحے پریشان اور گھبرائی ہوئی نظروں سے سردار زکاٹا کو دیکھتی رہی پھر اس نے جھک کر جلتی ہوئی لکڑیاں تختے سے بندھے ہوئے بوڑھے سیاہ فام کے پیروں کے نیچے کر دیں اور اس کے پیروں کے تلوے جلانے لگی۔ چند ہی لمحوں میں وہاں انسانی جلد جلنے کی سرانڈ پھیلنے لگی اور جیسے ہی سیاہ فام بوڑھے کے پیر جلنا شروع ہوئے اس کے جسم میں اچانک حرکت ہونے لگی اور پھر یکلخت اسے زور زور سے جھٹکے لگنے لگے۔ بجارن شاتانہ بدستور اس کے پیر جلا رہی تھی پھر اچانک سیاہ فام شالاگ کو



ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ وہ بری طرح سے چیختا ہوا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے سردار زکاٹا اور بجارن شاتانہ کو دیکھ رہا تھا۔ بوڑھے شالاگ کی تیز چیخ سن کر اور اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر بجارن شاتانہ بوکھلا گئی اور وہ اٹھ کر گھبرائے ہوئے انداز میں تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

"شاتانہ، سردار زکاٹا۔ تم دونوں ایک ساتھ۔ اور، اور تمہارے سر پر طاقت دیوتا کا تاج۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے اور تم نے مجھے اس طرح یہاں کیوں باندھ رکھا ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے ان دونوں کی جانب پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

بوڑھے شالاگ کو ہوش میں آتے اور اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر سردار زکاٹا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈبیہ کو کھول کر اس میں سے کاشوکا ناگ کی راکھ اپنی بائیں ہتھیلی پر ڈالی اور قدم آگے بڑھا کر اس نے راکھ بوڑھے شالاگ پر پھونک دی۔ راکھ بوڑھے شالاگ کے چہرے اور اس کی آنکھوں میں پڑی تو اسے یکبارگی زوردار جھٹکا لگا اور اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے منہ سے ایک بار پھر تیز اور دردناک چیخ نکل گئی تھی۔ پھر جیسے اس کے منہ سے چیخوں کا طوفان ابل پڑا۔ وہ تختے کے ساتھ جڑا زور زور سے جھٹکے کھاتا ہوا تڑپ اور چیخ رہا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں یکلخت آگ لگ گئی ہو۔ جس میں وہ زندہ جل رہا ہو۔ اس کا رنگ بدل کر نیلا ہو رہا تھا۔

بوڑھے شالاگ کو اس طرح تڑپتے اور چیختے دیکھ کر پجارن شاتانہ خوفزدہ ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی جیسے اسے خطرہ ہو کر بوڑھا شالاگ جھٹکے کھاتا ہوا تختے سے الگ ہو جائے گا اور اس کی گردن دبوچ لے گا۔ بوڑھے شالاگ کا جسم تیزی سے نیلا ہوتا جا رہا تھا۔

سردار زکاٹا نے زمین سے مٹی اٹھائی اور اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر اس نے مٹی بوڑھے شالاگ کی جانب اچھال دی۔ جیسے ہی مٹی بوڑھے شالاگ پر پڑی بوڑھے شالاگ کے جسم میں لگنے والے جھٹکوں میں کمی آ گئی اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخیں ماند پڑنے لگیں اور پھر ماند پڑتے پڑتے بالکل ختم ہو گئیں۔ پھر بوڑھے شالاگ کا سر ڈھلک گیا۔ وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس وقت تک اس کا سارا جسم نیلا ہو چکا تھا۔

"میں نے شالاگ کے سارے کس بل نکال دیئے ہیں شاتانہ اس سے اب ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ سردار زکاٹا نے پجارن شاتانہ کو خوفزدہ دیکھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو پجارن شاتانہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"دوبارہ اس کے پیر جلاؤ تاکہ اسے پھر ہوش آ جائے"۔ سردار زکاٹا نے کہا تو پجارن شاتانہ سر ہلا کر ایک بار پھر بوڑھے شالاگ کے پیر جلانے لگی۔ چند ہی لمحوں میں بوڑھے شالاگ کو ہوش آ گیا۔ اس بار اس کے منہ سے چیخوں کے بجائے سسکاریاں نکل رہی تھیں۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں چڑھی ہوئی



تھیں جیسے اس نے بے تحاشہ نشے والی بوٹیاں کھالی ہوں۔

"یہ، یہ تم میرے ساتھ کیا کر رہے ہو"۔ بوڑھے شالاگ نے پجارن شاتانہ اور سردار زکاٹا سے مخاطب ہو کر لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم میرے قبضے میں ہو شالاگ۔ میں نے تمہارے جسم میں کاشوکا ناگ کا زہر اتار دیا ہے جو نہ صرف تمہارے جسم کو چربی کی طرح پگھلا دے گا بلکہ تمہاری روح کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا کر دے گا"۔ سردار زکاٹا نے بوڑھے شالاگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ تت، تم یہ سب کیوں کر رہے ہو اور شاتانہ تم۔ تم بھی اس کا ساتھ دے رہی ہو"۔ بوڑھے شالاگ نے پہلے سردار زکاٹا اور پھر پجارن شاتانہ کی طرف دیکھتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔ کاشوکا ناگ کا سن کر اس کے جسم میں تھرتھراہٹ سی دوڑ گئی تھی۔

"میں نے طاقت دیوتا کو ہلاک کر دیا ہے شالاگ۔ اب تم بھی میرے قبضے میں ہو۔ میرے پاس طاقت دیوتا کا تاج ہے جس کی وجہ سے میری طاقتوں میں ہزاروں گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ اب میں چاہوں تو تمہیں چٹکیوں میں مسل سکتا ہوں۔ میں نے تمہاری آنکھوں میں کاشوکا ناگ کی راکھ ڈالی تھی جس کا زہر تمہارے سارے جسم میں سرایت کر چکا ہے۔ اس خوفناک زہر کا تریاق میرے پاس ہے۔ اگر

کچھ دیر تک میں نے وہ تریاق تمہیں نہ دیا تو واقعی تمہارا جسم گلنا شروع ہو جائے گا اور تم فنا ہو جاؤ گے۔ اس لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو اور مجھ سے کاشو کا ناگ کے زہر کا تریاق چاہتے ہو تو تمہیں میری چند شرائط ماننی ہوں گی"۔ سردار زکاٹا کہتا چلا گیا۔

"کیسی شرائط۔ کیا چاہتے ہو تم"۔ بوڑھے شالاگ نے اس کی جانب قہر انگیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں شنکارہ کو حاصل کرنا چاہتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے بوڑھے شالاگ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اچانک کہا تو بوڑھا شالاگ جیسے زوردار جھٹکا کھا کر رہ گیا۔

"شش۔ شنکارہ"۔ بوڑھے شالاگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میں شنکارہ کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہوں۔ اسی لئے میں نے طاقت دیوتا کو ہلاک کیا ہے۔ میں ان سارے جنگلوں پر حکومت کرنا چاہتا ہوں اور میرا یہ خواب صرف شنکارہ ہی پورا کر سکتی ہے۔ لیکن شنکارہ کو کیسے قابو کرنا ہے اور اسے تابع بنانے کے لئے مجھے کیا کرنا ہے یہ سب تمہیں معلوم ہے۔ میں تم سے شنکارہ کو قابو کرنے کا طریقہ جاننا چاہتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا تو بوڑھے شالاگ کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑتا چلا گیا۔

"تم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے سردار زکاٹا۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا"۔ بوڑھے شالاگ نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔



"موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے شالاگ۔ اپنی زندگی چاہتے ہو تو میرے ساتھ تعاون کرو۔ ورنہ......." سردار زکاٹا نے بوڑھے شالاگ کی بات سن کر زہر خند لہجے میں کہا۔

"ورنہ۔ ورنہ کیا"۔ بوڑھے شالاگ نے جواباً غرا کر کہا۔

"ورنہ میں اور پجارن شاتانہ یہاں سے چلے جائیں گے اور تم یہاں پڑے پڑے گل سڑ جاؤ گے۔ یہاں کوئی تمہاری مدد کرنے نہیں آئے گا۔ یہ دیکھو کاشو کا ناگ کے زہر کا تریاق میرے پاس ہے جس کی ایک بوند سے تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ مجھے شنکارہ کو قابو اور تابع کرنے کا طریقہ بتا دو تو میں اس تریاق کی بوندیں تمہارے منہ میں ٹپکا دوں گا"۔ سردار زکاٹا نے کہا اور اس نے نیفے میں اڑسی ہوئی شیشے کی چھوٹی سی بوتل نکال کر بوڑھے شالاگ کو دکھائی۔

اس بوتل میں ہلکے سبز رنگ کا پانی تھا جس کی مقدار واقعی چند قطروں سے زیادہ نہ تھی۔

"تم مجھے زندگی کا لالچ دے رہے ہو"۔ بوڑھے شالاگ نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"۔ سردار زکاٹا نے کندھے اچکا کر کہا۔

"میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں سردار زکاٹا۔ میں شالاگ ہوں شالاگ۔ مہاشیطان کا مہاپجاری۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ تم تریاق صرف مجھے دکھا رہے ہو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا اس کے باوجود تم یہ تریاق مجھے نہیں دو گے"۔ بوڑھے شالاگ نے

کہا۔

"اوہ نہیں شالاگ ۔ ایسی بات نہیں ہے ۔ تم مجھے بتا دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ تریاق میں تمہیں ضرور دوں گا"۔ سردار زکاٹا نے جلدی سے کہا۔

"مجھے تم پر یقین نہیں ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے منہ بنا کر کہا۔

"ہونہہ۔ تمہیں مجھ پر اعتماد کرنا ہو گا شالاگ ۔ کیونکہ تمہارے پاس مجھ پر اعتماد کرنے کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے"۔ سردار زکاٹا نے سر جھٹک کر کہا۔

"کیا تم مہا شیطان کی قسم کھاتے ہو"۔ بوڑھے شالاگ نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں مہا شیطان کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم مجھے سب کچھ بتا دو گے تو میں اپنے ہاتھوں یہ سارا تریاق تمہارے حلق میں انڈیل دوں گا"۔ سردار زکاٹا نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اب ٹھیک ہے۔ تم نے چونکہ مہا شیطان کی قسم کھائی ہے اس لئے مجھے اب تم پر یقین کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر تم نے مہا شیطان کی قسم توڑنے کی کوشش کی اور یہ تریاق مجھے نہ دیا تو تم اسی وقت جل کر بھسم ہو جاؤ گے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"اب بتاؤ"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"ٹھہرو، پہلے مجھے دیکھنے دو۔ شنکارہ کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔



چند لمحے اس نے یونہی آنکھیں بند کئے رکھیں۔ پھر اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ خوف اور گھبراہٹ کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

سیاہ کار کی ڈگی سے راکٹ لانچر سے نکلا ہوا منی راکٹ انتہائی سرعت سے کار کی ونڈ سکرین کو توڑتا ہوا کار میں آیا تھا۔ صفدر نے جلدی سے سر نیچا کر لیا تھا۔ راکٹ کو دیکھ کر عمران نے بھی بروقت نہ صرف اپنا سر جھکا لیا تھا بلکہ ڈاکٹر البرٹ کا بھی گردن سے پکڑ کر سر نیچے کر دیا تھا۔ راکٹ زوردار آواز نکالتا ہوا اور پچھلا شیشہ توڑتا ہوا کار سے نکل گیا اور انتہائی برق رفتار سے عقب میں فاصلے پر آتی ہوئی کار سے جا ٹکرایا۔ ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اس کار کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کا بچا ہوا ڈھانچہ کئی فٹ بلند ہوا تھا اور پھر پیچھے آنے والی کاروں پر جا گرا۔ سڑک کاروں کے ٹائروں کی زوردار چرچراہٹ اور ایک دوسرے سے ٹکرانے کے دھماکوں سے گونج اٹھی۔

کار کی ونڈ سکرین ٹوٹنے کی وجہ سے صفدر نے جیسے ہی سر نیچے کیا اس کا ہاتھ بہک گیا اور کار دائیں طرف گھوم کر تیزی سے نشیب میں



اترتی چلی گئی۔ صفدر نے جلدی سے سیدھا ہو کر کار کو نہایت پھرتی سے سنبھال لیا اور کار الٹنے سے بچ گئی لیکن کار چونکہ نشیب میں اتر چکی تھی اس لئے پتھروں پر اچھلتی ہوئی تیزی سے نیچے جا رہی تھی۔

نشیب عمودی اور خاصی گہرائی میں جا رہی تھی۔ صفدر ہونٹ بھینچے بمشکل اسے سنبھالے ہوا تھا۔

"ہوشیاری سے صفدر"۔ عمران نے چیخ کر کہا کیونکہ کار چند بڑے پتھروں کی وجہ سے یکلخت اچھل پڑی تھی اور پہلو کے بل نیچے آئی تھی۔ پھر جیسے ہی اس کے دائیں سائیڈ والے ٹائر زمین سے لگے صفدر نے مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسٹیئرنگ کو بائیں جانب موڑ دیا۔ کار نشیب میں سیدھی ہو کر یکدم ترچھی ہو گئی اور ترچھی ہو کر نیچے کی طرف گھسٹتی ہوئی یکدم رک گئی۔ اگر صفدر بروقت اسٹیئرنگ گھما کر کار کو ترچھا نہ کر لیتا تو کار یقیناً الٹ جاتی اور قلابازیاں کھاتی ہوئی نیچے جا گرتی۔

"ویل ڈن صفدر۔ ویل ڈن۔ تم نے نہایت عقلمندی سے کار کو الٹنے سے بچایا ہے۔ تم سے اگر ذرا سی بھی چوک ہو جاتی تو کار کے ساتھ ہمارے بھی ٹکڑے نیچے ہی پہنچتے"۔ عمران نے صفدر کی ذہانت اور پھرتی کی اسے داد دیتے ہوئے کہا۔ اس سے داد وصول کر کے صفدر کا جیسے سیروں خون بڑھ گیا تھا۔ عمران کی تعریف اس کے لئے سند کا درجہ رکھتی تھی۔

"آج اگر میں تمہارے ساتھ رہا تو مجھے یقین ہو چلا ہے کہ میں زندہ

نہیں بچوں گا"۔ پروفیسر البرٹ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے سڑک پر سے ان کی کار کی طرف فائرنگ ہونے لگی۔ گولیاں ٹھک ٹھک کر کے کار سے ٹکرائی تھیں۔ کچھ لوگوں نے سڑک پر آ کر اچانک مشین گنوں سے ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔

"دوسری طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر جاؤ پروفیسر جلدی"۔ عمران نے سر نیچے کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اسی اثناء میں صفدر نے کار کا دروازہ کھولا اور دوسری طرف کود گیا۔

"مم۔ مگر......." پروفیسر البرٹ نے صفدر کو اس طرح لڑھکنیاں کھا کر نیچے جاتے دیکھ کر ہکلا کر کچھ کہنا چاہا۔

"اگر مگر مت کرو پروفیسر۔ جلدی کرو"۔ عمران غرایا۔ پروفیسر البرٹ نے دروازہ کھولا اور باہر کود گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بھی کار سے نکل آیا۔ اب وہ تیزی سے لڑھکنیاں کھاتے ہوئے نیچے جا رہے تھے۔ انہیں نیچے جاتے دیکھ کر مشین گن برداروں نے مشین گنوں کا رخ ان کی جانب کر کے فائرنگ شروع کر دی تھی۔ جس سے پتھر کرچی کرچی ہو کر اڑ رہے تھے۔

ہموار زمین پر پہنچتے ہی عمران اور صفدر چٹان کے پیچھے ہو گئے اور عمران نے پروفیسر البرٹ کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا جو لڑھکنیاں کھاتا ہوا نیچے آیا تو اس کا سر کسی پتھر سے ٹکرایا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اونچائی سے نیچے آنے اور پتھروں پر لڑھکنیاں کھانے سے ان کے کپڑے بری طرح سے مسلے گئے تھے اور چہروں پر



بھی جا بجا نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن بہر حال چٹانوں کی اوٹ میں ہو کر وہ اب محفوظ ہو چکے تھے۔ عمران نے پروفیسر البرٹ کو چٹان کے پیچھے کیا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر احتیاط سے اوپر دیکھنے لگے۔ وہ چار غنڈے تھے جو مشین گنیں لئے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے نیچے آ رہے تھے۔

عمران نے چٹان کے پیچھے سے ہاتھ نکالا اور تیزی سے مشین پسٹل کا ٹریگر دباتا چلا گیا۔ اس کے مشین پسٹل سے یکے بعد دیگرے چار گولیاں نکلی تھیں اور نشیب میں اترنے والے مشین گن بردار جو بغیر کوئی احتیاط کئے فائرنگ کرتے نیچے آ رہے تھے چیختے ہوئے اچھل کر گرے اور پھر بری طرح سے لڑھکتے ہوئے نیچے آنے لگے۔ وہ شاید انہیں غیر مسلح سمجھ رہے تھے۔ اس لئے وہ تیزی سے نیچے آ رہے تھے۔ عمران کی چاروں گولیاں ٹھیک نشانے پر بیٹھی تھیں۔ جس کے نتیجے میں وہ چاروں ہی لڑھکتے ہوئے نیچے آ گئے تھے۔ ان میں سے تین نے تو اسی وقت دم توڑ دیا البتہ ایک غنڈہ بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ عمران نے جان بوجھ کر اس کے پہلو میں گولی ماری تھی کہ وہ فوری طور پر نہ مر سکے۔ ہموار جگہ پر آتے ہی اس نے عمران کو دیکھا تو زخمی ہونے کے باوجود تیزی سے اٹھ کر اپنی مشین گن کی طرف جھپٹا جو گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل کر اچھلتی ہوئی اس سے کچھ فاصلے پر آ گری تھی لیکن قریب صفدر موجود تھا اس کی ٹانگ چلی اور زخمی چیختا ہوا پلٹ کر گر پڑا۔

"صفدر میں اسے دیکھتا ہوں۔ تم اوپر جاؤ ان کے اور ساتھی ہوں تو انہیں ختم کر دو"۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ صفدر نے سر ہلایا اور چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ نشیب پر اسے کوئی آدمی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس لئے وہ اوپر چڑھنے میں خاصی پھرتی دکھا رہا تھا۔

عمران چٹان کی اوٹ سے نکل کر زخمی کے پاس آگیا۔ اس نے زخمی کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹ کر ایک بڑی چٹان کی آڑ میں لے آیا۔ وہ ایک عام سا غنڈہ تھا۔ عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کے سر کی طرف کر کے اچانک فائر کر دیا۔ گولی زخمی کے سر کے قریب زمین پر پڑی۔ پتھروں کی کرچیوں نے اس کا چہرہ زخمی کر دیا۔ اس نے تیزی سے سمٹتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لئے۔

"یہ گولی تمہاری کھوپڑی پر بھی پڑ سکتی تھی لیکن میں نے جان بوجھ کر تمہیں ایک چانس دیا ہے۔ پسٹل میں اب بھی کئی گولیاں باقی ہیں۔ اگر کہو تو اسے تمہارے سر میں اتار کر سر کے پرخچے اڑا دوں"۔ عمران نے مشین پسٹل کی نال اس کے سر پر رکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نن، نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ مم، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"۔ اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے تو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مگر میرا تو کوئی بچہ نہیں ہے۔ تم مجھے کنوارہ ہی اس دنیا سے اٹھانے کا پروگرام بنا بیٹھے تھے۔



کیوں"۔ عمران نے اپنی عادت کے مطابق اپنے مخصوص انداز میں پوچھا۔

"مم، میں نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا"۔ اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ حملے تم نے ہم پر کیوں کئے ہیں"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سارگل۔ تم پر حملے کرنے کے لئے ہمیں سارگل نے کہا تھا"۔ اس نے جلدی سے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

"سارگل۔ شہر کا مشہور بدمعاش۔ جو زیر زمین دنیا کا بے تاج بادشاہ سمجھا جاتا ہے"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ اس کا حکم تھا کہ ہم تمہیں اور پروفیسر البرٹ کو ہر صورت میں ختم کر دیں"۔ اس نے جواب دیا۔ عمران حیرانی سے سوچنے لگا کہ سارگل کو اس سے یکلخت کیا دشمنی پیدا ہو گئی تھی جو اس نے اسے اور پروفیسر البرٹ کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے آدمی بھیج دیئے تھے۔ وہ دارالحکومت کا نامی گرامی غنڈہ تھا جس کے زیر زمین کئی جوئے خانے تھے۔ اپنی طاقت اور اپنے اثر و رسوخ کے بل بوتے پر وہ دھڑلے سے منشیات اور اسلحے کی سمگلنگ کا دھندہ کرتا تھا۔ اس نے بے پناہ دولت خرچ کر کے اپنا اچھا خاصا اثر و رسوخ قائم کر رکھا تھا۔ اس کا شہرہ سن کر عمران نے کئی بار اس سے ٹکرانے اور اس کا قلع قمع کرنے کا پروگرام بنایا تھا مگر پھر مختلف کیسوں اور غیر ملکی ایجنٹوں میں الجھے

رہنے کی وجہ سے اسے موقع نہیں مل سکا تھا۔اب وہ خود کھل کر اس کے مقابلے پر آگیا تھا۔اس کو اور پروفیسر البرٹ کو ہلاک کرانے کے پیچھے اس کا کیا مقصد تھا یہ سوچ کر عمران الجھن میں پڑگیا تھا۔

"کیا اسے ایسا کرنے کے لئے شنکارہ نے کہا تھا"۔اس نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"شنکارہ۔کون شنکارہ"۔زخمی نے چونکتے ہوئے کہا۔عمران نے اسے شنکارہ کا حلیہ بتایا تو وہ سوچ میں پڑگیا۔

"نہیں، میں کسی شنکارہ کو نہیں جانتا۔ہاں مجھے اتنا معلوم ہے کہ بلیک ایگلز کے ہیڈ کوارٹر پر کسی بلیک گرل نے قبضہ کر لیا ہے۔ بلیک ایگلز کے چیف باس کو اس نے نمبر ٹو اور سارگل کو نمبر تھری بنا دیا ہے۔جبکہ سارگل پہلے نمبر ٹو تھا۔اس سیٹ اپ کے تبدیل ہونے کی اصل وجہ مجھے معلوم نہیں۔تم جس شنکارہ کا نام لے رہے ہو۔ہو سکتا ہے بلیک گرل وہی ہو۔کیونکہ سارگل اس کے حکم سے تمہیں اور پروفیسر البرٹ کو ہلاک کرانا چاہتا ہے"۔اس نے جواب دیا اور عمران کے ذہن میں سرسراہٹ سی ہونے لگی۔

بلیک گرل کے اس طرح بلیک ایگلز کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لینا۔چیف باس کی جگہ خود سنبھال لینا پھر اچانک انہیں اس کی اور پروفیسر البرٹ کی ہلاکت کا حکم دینا۔یہ سب کچھ صرف شنکارہ ہی کر سکتی تھی۔پروفیسر البرٹ کو تو وہ شاید اس لئے ہلاک کرانا چاہتی تھی کہ وہ بدروحوں کے بلانے والے پراسرار علوم کا ماہر تھا۔اپنے علوم



سے وہ عمران کو کوئی ایسی بات نہ بتا دے جس سے کسی بھی طرح اسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔لیکن عمران کو اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ بلیک گرل واقعی شنکارہ ہے تو اس نے پروفیسر البرٹ کے ساتھ اس کی ہلاکت کے احکامات کیوں دیئے تھے۔وہ تو اسے اپنے ساتھ افریقی جنگلوں میں لے جانا چاہتی تھی کیونکہ اس نے کہا تھا کہ کاشارا کے جسم کو حاصل کرنے کے لئے اسے عمران کی ضرورت ہے۔ اس کی امداد کے بغیر وہ کسی بھی طرح کاشارا کے جسم کو حاصل نہیں کر سکتی تھی۔اب وہی شنکارہ اسے ہلاک کرانا چاہتی تھی۔اس لئے عمران ذہنی طور پر الجھ سا گیا تھا۔

"تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں۔کیا یہ ساری باتیں تمہیں باس یا سارگل نے خود بتائی تھیں"۔عمران نے اس کی جانب الجھی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔میں سارگل کا خاص آدمی ہوں۔وہ مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتا۔تنظیم کے سیٹ اپ کے اچانک تبدیل ہونے،چیف باس کی جگہ بلیک گرل کا سربراہ بننا اور اپنا نمبر ٹو سے نمبر تھری بننے پر اسے شدید غصہ اور رنج تھا۔لیکن اسے ہدایات جیکب کی طرف سے ملی تھیں اس لئے وہ کیا کر سکتا تھا"۔زخمی غنڈے نے جواب دیا اور عمران پرخیال انداز میں سر ہلانے لگا۔

"تم اس قدر شرافت سے میرے سوالوں کے جواب دے رہے ہو اور تم نے جس طرح اپنی تنظیم بلیک ایگلز کا نام اوپن کیا ہے میں

اس کی وجہ جان سکتا ہوں۔ کسی بڑی تنظیم کے ممبر اس آسانی سے زبان نہیں کھولتے اور نہ ہی مرتے دم تک اپنی تنظیم کا نام اوپن کرتے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"تم علی عمران ہو۔ میں تمہارے بارے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم مجرموں کی کس ظلم اور تشدد سے زبان کھلواتے ہو۔ تمہارے ظلم اور بربریت سے بچنے کے لئے میں نے تمہیں خود ہی سب کچھ بتا دیا ہے"۔ اس نے جواب دیا۔

"ہوں، خاصے سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو۔ نام کیا ہے تمہارا"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں سچائی کی جھلک دیکھ کر سرہلاتے ہوئے کہا۔

"مارٹن"۔ زخمی نے جواب دیا۔

"سارگل اور جیکب اس وقت کہاں ہیں"۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد اس سے پوچھا۔

"باس جیکب کے بارے میں تو میں نہیں جانتا البتہ باس سارگل ہوٹل پیراڈائز میں ہوگا کیونکہ وہیں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔ زخمی مارٹن نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں بلیک ایگلز کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کا پتہ شاید سارگل کو بھی معلوم نہیں ہوگا"۔ مارٹن



نے انکار میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا سارگل چیف باس جیکب کو جانتا ہوگا جو اب بلیک گرل کا نمبر ٹو ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں چیف باس، سارگل کو ٹرانسمیٹر یا پھر ٹیلی فون پر ہی ہدایات دیتا تھا۔ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ اس کے بارے میں سارگل کو کچھ بھی نہیں معلوم"۔ اس نے کہا اسی لمحے اچانک عمران کو اپنے پیچھے ہلکی سی آہٹ کا احساس ہوا۔ وہ تیزی سے پلٹا۔ دوسرے ہی لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ اس کے عقب میں آٹھ دس غنڈے ہاتھوں میں پسٹلز اور مشین گنیں لئے کھڑے تھے۔ عمران صفدر کو اوپر بھیج کر زخمی مارٹن سے اس قدر اطمینان سے سوال جواب کرنے میں مصروف ہو گیا تھا کہ وہ واقعی ان کی اچانک آمد سے لاعلم رہا تھا۔ دوسرے وہ ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں تھا۔ اس لئے وہ بھی ان غنڈوں کو نیچے آتے نہ دیکھ سکا تھا۔ ان غنڈوں کا اس طرح اچانک یہاں آنے کا مطلب تھا کہ انہوں نے صفدر کو پہلے ہی کور کر لیا تھا ورنہ صفدر کم از کم اسے اوپر مزید آدمیوں کے ہونے کا کاشن تو ضرور دیتا۔ پروفیسر البرٹ پہلے ہی ایک طرف بے ہوش پڑا تھا۔ اب عمران ان کے نرغے میں آ چکا تھا۔ اس کے مقابلے میں آٹھ دس غنڈے تھے۔

"اپنا مشین پسٹل گرا دو ورنہ بھون دیں گے"۔ ایک غنڈے نے عمران سے مخاطب ہو کر کڑکتے ہوئے کہا۔

"بھائی میرے پاس ایک ہی گن ہے اور اس میں گولی بھی ایک ہی موجود ہے۔ اسے بھی گرا کر تمہیں خوشی ملتی ہے تو یہ لو گرا دیتا ہوں۔ اب کیا کروں"۔ عمران نے مشین پسٹل ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"اپنے ہاتھ سر پر رکھو اور دوسری طرف گھوم جاؤ"۔ اسی غنڈے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"سر پر ہاتھ رکھے تو میری وگ گر جائے گی اور میں گنجا نظر آنے لگوں گا بھائی۔ یہ وگ میں ابھی ابھی لگوا کر آرہا ہوں۔ اگر کہو تو سر پر پیر رکھ لوں بلکہ سر پر پیر رکھ کر بھاگ جاؤں۔ یقین کرو میں اس تیزی سے بھاگوں گا کہ تم میری گرد کو بھی نہیں پا سکو گے"۔ عمران نے اپنے خاص انداز میں کہا۔

"بکو مت۔ جو کہا جا رہا ہے وہ کرو۔ ورنہ میں تمہیں سچ مچ جہنم واصل کر دوں گا"۔ غنڈے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا تم جہنم کے داروغہ ہو جو مجھے جہنم میں بھیجنے کی باتیں کر رہے ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سر پر ہاتھ رکھ کر دوسری طرف مڑ گیا اور پھر اسے عقب میں جیسے ہی آہٹ سنائی دی وہ ایک بار پھر تیزی سے پلٹا لیکن اس بار اسے مڑنے میں بس ایک لمحے کی دیر ہو گئی تھی جس کے نتیجے میں اس کے سر پر دھماکا سا ہوا اور اسے اپنا سر ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اس سے قبل کہ وہ سنبھلتا ایک بار پھر اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن اندھیرے کی اتھاہ



گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے بالکل اسی طرح عمران کے ذہن میں اچانک روشنی کا ایک نقطہ سا نمودار ہوا تھا جو بتدریج پھیلتا چلا گیا اور عمران نے کسمسا کر یکدم آنکھیں کھول دیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ اسی نشیب میں پڑا تھا۔ اس کے قریب ہی صفدر بھی بے ہوش پڑا تھا البتہ پروفیسر البرٹ وہاں سے غائب تھا۔

عمران کو سب کچھ یاد آگیا۔ اس کا سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اس نے سر پر ہاتھ لگایا تو درد کی وجہ سے اس کے منہ سے سسکاری نکل گئی کیونکہ اس کے سر پر دو گومڑ سے ابھرے ہوئے تھے۔ صفدر کا بھی سر اور چہرہ خون آلود ہو رہا تھا۔ شاید اس کے سر پر بھی کوئی چیز مار کر اسے بے ہوش کیا گیا تھا۔

غنڈے اسے اور صفدر کو ہلاک کرنے کی بجائے انہیں بے ہوش کر کے پروفیسر البرٹ کو وہاں سے لے گئے تھے۔ زخمی غنڈہ مارٹن بھی وہاں سے غائب تھا۔ عمران کو اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ مارٹن کے کہنے کے مطابق سارگل نے بلیک گرل کے حکم کے مطابق ان غنڈوں کو اس کی اور پروفیسر البرٹ کی ہلاکت کے احکامات دے رکھے تھے اور انہوں نے ان پر خاصے جان لیوا حملے بھی کئے تھے۔ لیکن پھر اچانک انہیں مارنے کے بجائے بے ہوش کر کے کیوں چلے گئے اور پروفیسر البرٹ کو اپنے ساتھ کیوں لے گئے۔ وہ چاہتے تو انہیں آسانی

سے ہلاک کر سکتے تھے ۔۔ نہ معلوم یہ سب کچھ ان سے شنکارہ کرا رہی تھی یا بلیک ایگلز کی نئی سربراہ بلیک گرل ان کے ملک میں کوئی مشن لے کر آئی تھی۔

عمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر صفدر کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ کافی وقت گزر چکا تھا اس لئے صفدر کو جلد ہی ہوش آ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"صفدر ہوش میں آؤ۔ کیا احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہے ہو"۔ عمران نے اسے پھر جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو صفدر کا ذہن لاشعور کی کیفیت سے نکل آیا۔

"اوہ، وہ ہمیں یہاں بے ہوش کر کے پھینک گئے ہیں اور پروفیسر البرٹ۔ پروفیسر البرٹ کہاں ہے"۔ صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں میں نے شلنگ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا ہے ۔ اٹھو، ہمیں یہاں سے نکلنا ہے ۔ نجانے وہ پروفیسر البرٹ کو کہاں لے گئے ہوں گے اور ہم نجانے کب سے یہاں پڑے سو رہے ہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ صفدر بھی اٹھا اور پھر وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اوپر چڑھنے لگے ۔ ان کی کار اسی طرح نشیب میں ترچھی کھڑی تھی۔ تباہ حال کار کے ٹائر بھی پھٹے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے لئے بے کار تھی۔

"ٹھہرو، مجھے چیف سے بات کر لینے دو۔ نجانے ہماری بے ہوشی



کے دوران کیا کیا واقعات پیش آئے ہوں"۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور ونڈ بٹن کھینچ کر اس کی سوئیاں بارہ کے مخصوص ہندسے پر رکھ کر بار بار بٹن پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بلیک زیرو کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی کی جھلک عمران نے محسوس کر لی تھی۔ جس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ ضرور کوئی انتہائی پریشانی والی بات ہو گئی ہے۔

"عمران بول رہا ہوں چیف۔ اوور"۔ عمران نے صفدر کی موجودگی میں انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران، کہاں سے بول رہے ہو تم۔ تمہیں اپنی ذمہ داری کا بھی کوئی احساس ہے یا نہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کک، کیوں کیا ہوا چیف۔ اوور"۔ عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو کا خوفناک لہجہ سن کر صفدر بھی گھبرا گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے ۔ ہونہہ، تم جلد سے جلد دانش منزل پہنچو۔ اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو کا غصہ عروج پر تھا اور عمران یوں کانپنے لگ گیا تھا جیسے اسے یکلخت جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

"چیف شدید غصے میں ہے ۔ ضرور کوئی اہم معاملہ ہے"۔ صفدر نے عمران کی جانب ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"معاملہ اہم ہو یا غیر اہم۔ چیف اگر مجھ سے اس انداز میں بات کرتا رہا تو ایک روز ضرور میری پتلون گیلی ہو جائے گی"۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر پہلے تو صفدر حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بھی عمران صاحب بس"۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں بھی کیا"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ اب بتائیں اتنی دور شہر واپس ہم کیسے جائیں گے۔ کار تو بالکل بے کار ہو چکی ہے"۔ صفدر نے سر جھٹک کر کہا۔

"کار بے کار ہوئی ہے ٹانگیں تو نہیں۔ چلنا شروع کر دو دو چار روز میں شہر پہنچ ہی جائیں گے۔ اب اور کیا کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ پھر وہ نشیب سے نکل کر سڑک پر آ گئے اور کافی دور تک پیدل چلتے رہے۔ مسلسل چل چل کر ان کی ٹانگیں دکھنے لگی تھیں۔

"کوشش کرو۔ اللہ کا کوئی پیارا بندہ ہمیں لفٹ کی نعمت سے سرفراز کر دے تو ہم اس کی آنے والی سینکڑوں نسلوں کے احسان مند ہوں گے"۔ عمران نے کہا تو صفدر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ہائی وے پر تیز رفتار گاڑیوں کو روک کر لفٹ لینا احمقانہ سی بات تھی مگر ان کی طرح کے ایک احمق کو شاید ان کی حالت پر رحم آ گیا اور اس نے کار روک ہی لی۔ عمران اور صفدر جلدی سے اس کار میں بیٹھ گئے اور کار انہیں لئے شہر کی جانب بڑھتی چلی گئی۔



پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبر اس وقت جولیا کے فلیٹ میں موجود تھے۔ ان کا موضوع گفتگو شنکارہ ہی بنی ہوئی تھی۔ پہلے وہ ایکسٹو کے حکم سے شہر بھر میں شنکارہ کو تلاش کرتے رہے مگر انہیں شنکارہ کہیں نہیں ملی تھی اور نہ ہی کہیں صفدر کی کار نظر آئی تھی۔ اس کی رپورٹ جولیا نے چیف کو دی تو چیف نے انہیں شنکارہ کی تلاش سے منع کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ تمام ممبران کو اپنے فلیٹ میں لے جائے۔ وہاں ان کے پاس عمران آ رہا ہے وہ انہیں بتائے گا کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ خاور نے انہیں شنکارہ کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی تھی جو اس کو عمران نے بتائی تھی جسے سن کر وہ سب مبہوت رہ گئے تھے۔

خاور نے شنکارہ کو صرف دیکھا تھا جبکہ شنکارہ نہ صرف نعمانی کے سامنے آئی تھی بلکہ اس نے نعمانی کو اپنی ساحرانہ طاقتوں کا نمونہ بھی

دکھایا تھا۔ شنکارہ نے جس طرح اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا میگزین نکالا تھا اور پھر اسے گرم کر کے گرایا تھا اور اسے ہاتھ کے اشارے سے دور اچھال پھینکا تھا اور اس کی کار کو جلا کر جس طرح لوہے کا ڈھانچہ بنا دیا تھا اس کی تفصیل سن کر وہ سب مبہوت رہ گئے تھے۔

"اوہ، وہ اس قدر ساحرانہ قوتوں کی مالکہ ہے"۔ صدیقی نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ واقعی بے پناہ شیطانی طاقتوں کی مالکہ ہے"۔ نعمانی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اگر وہ اسی قدر خوفناک شیطانی طاقتوں کی مالکہ ہے تو پھر ہم اس کا مقابلہ کس طرح کریں گے۔ عمران بھی اسے بدروح کہہ رہا ہے۔ اگر وہ واقعی بدروح ہے تو پھر وہ ہلاک کیسے ہو گی۔ ظاہر ہے ایک بدروح کو ہم گنوں اور بموں سے تو ہلاک نہیں کر سکیں گے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شنکارہ کا مقصد انتہائی خوفناک ہے اور پھر اسے دیکھ کر جوزف جیسے انسان کا رویہ بدل جانا یہ بھی تو عجیب سی باتیں ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"اس بار تو جوزف اس شنکارہ کا غلام ہی بن گیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی شنکارہ بے حد خطرناک ہے"۔ خاور نے کہا۔

"چلو شنکارہ کی باتیں چھوڑو۔ وہ جو کوئی بھی ہے ہمیں اس سے



کیا۔ وہ کوئی بین الاقوامی مجرمہ تو ہے نہیں اور نہ ہی اس نے پاکیشیا کے خلاف کوئی ایسا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے ہم اس کے پیچھے بھاگتے پھریں"۔ تنویر نے بے زار سے لہجے میں کہا۔

"جبکہ میرا خیال کچھ اور ہے"۔ اچانک خاور نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"۔ جولیا نے خاور کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے آپ بتائیں۔ آپ نے ہم سب کو یہاں کیوں بلایا ہے"۔ خاور نے پوچھا۔

"اوہ ہاں۔ میں یہ بتانا تو بھول ہی گئی تھی۔ مجھے چیف نے حکم دیا تھا کہ میں تم سب کو اپنے فلیٹ میں بلا لوں۔ وہ عمران کو یہاں بھیج رہے ہیں۔ عمران ہم سب سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"عمران، کیا مطلب۔ عمران ہم سب سے کیا ضروری بات کرنا چاہتا ہے"۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"یہ تو معلوم نہیں۔ یہ تو عمران آئے گا تو پتہ چلے گا"۔ جولیا نے کندھے اچکا کر کہا۔

"لیکن عمران کے لئے چیف کو کال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر عمران صاحب کہتے تو کیا ہم یہاں نہ آتے"۔ صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔ بہرحال اب عمران کو آنے دو وہی بتائے گا کہ معاملہ کیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں جانتا ہوں کہ عمران صاحب نے ہم سب کو یہاں کیوں بلوایا ہے"۔ خاور نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں تم کچھ بتا رہے تھے"۔ جولیا نے کہا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وقتی طور پر ہم شنکارہ کے معاملے سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ لیکن بہت جلد ہم اس نئے معاملے میں دوبارہ الجھنے والے ہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ عمران صاحب نے بھی ہمیں شنکارہ کے لئے ہی یہاں بلایا ہے اور وہ ہمیں شنکارہ کے سلسلے میں جلد یا بدیر کہیں لے جانا چاہتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"یہ سب تمہارا اندازہ ہے یا تم نے حالات کا تجزیہ کیا ہے"۔ جولیا نے پوچھا۔

"میں نے شنکارہ کو ایک نظر دیکھا ہے مس جولیا۔ میرے احساسات مجھے بتا رہے ہیں کہ ہم بہت جلد شنکارہ کے لئے دور دراز کا سفر کرنے والے ہیں اور ہم ایسے حالات سے گزرنے والے ہیں جن سے شاید ہی ہم پہلے گزرے ہوں"۔ خاور نے کہا۔

"یہ صرف تمہارے احساسات ہیں۔ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"ایک منٹ تنویر"۔ جولیا نے تنویر سے کہا وہ خاور کی جانب غور سے دیکھ رہی تھی۔



"ہاں خاور تم بتاؤ۔ تمہیں یہ احساس کیوں ہو رہا ہے"۔ جولیا نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پتہ نہیں مس جولیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ میں جتنا بھی شنکارہ کے بارے میں سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے یقین ہونے لگتا ہے کہ شنکارہ ہمارے لئے خطرناک حد تک مصیبت کا باعث بننے والی ہے"۔ خاور نے کہا۔

"خاور بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے مس جولیا۔ ایسے ہی میرے بھی احساسات ہیں"۔ نعمانی نے خاور کی تائید میں کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"حیرت ہے۔ تم دونوں کے احساسات تم دونوں پر اس قدر حاوی ہیں اور ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب فضول اور دقیانوسی باتیں ہیں۔ میں نہیں مانتا ان کے احساسات کو"۔ تنویر نے حسب عادت منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مت مانو۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ شنکارہ کے معاملے میں ہم بہت جلد کسی بہت بڑی مصیبت میں پڑنے والے ہیں۔ وہ مصیبت کیا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا"۔ خاور نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید باتیں ہوتیں اچانک انہیں یوں لگا جیسے یکلخت در و دیوار کانپ اٹھے ہوں۔ ساتھ ہی ایک گونجدار آواز بھی ابھری تھی جیسے بھونچال آ رہا ہو۔ وہ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسی لمحے انہیں ایک زناٹے دار آواز سنائی دی۔

"یہ کیا ہے"۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"زلزلہ"۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔ انہیں اپنے قدموں کے نیچے بدستور زمین لرزتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ اسی لمحے اچانک فلیٹ کی ساری لائٹس آف ہوتی چلی گئیں۔

"یہ لائٹس کیوں آف ہو گئی ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"شاید زلزلے کی وجہ سے سرکٹ بریک ہو گیا ہے۔ ٹھہرو میں دیکھتی ہوں"۔ اندھیرے میں جولیا کی آواز ابھری۔

"نہیں مس جولیا۔ آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے"۔ اچانک نعمانی نے کہا۔

"کیوں"۔ جولیا نے بے اختیار کہا۔

"مجھے محسوس ہو رہا ہے یہاں ہمارے ساتھ کوئی اور بھی موجود ہے"۔ نعمانی نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی کمرے میں ملگجی سی روشنی پھیل گئی۔ نعمانی نے منی ٹارچ روشن کی تھی اور اس ٹارچ کی روشنی میں جولیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک سیاہ فام لڑکی کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی۔ اس بھیانک شکل والی لڑکی کو دیکھ کر اس کے ساتھی بھی چونک پڑے تھے۔

"یہ۔ یہ کون ہے"۔ جولیا نے سیاہ فام لڑکی کی بھیانک شکل دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"شنکارہ"۔ نعمانی نے اچانک کہا تو اس کے منہ سے شنکارہ کا نام



سن کر وہ سب اچھل پڑے۔ سیاہ فام لڑکی جو واقعی شنکارہ تھی نعمانی کے منہ سے اپنا نام سن کر بے اختیار مسکرا دی۔ اس کی مسکراہٹ بھی بے حد بھیانک تھی۔

"شش۔ شنکارہ"۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف موجود ایک میز کی دراز کی طرف جھپٹی اور اس نے آن واحد میں میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک ریوالور نکال لیا۔ اس نے ریوالور یکلخت شنکارہ کی طرف کر دیا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے ساتھیوں کو بھی جیسے ہوش آ گیا۔ انہوں نے بھی تیزی سے جیبوں سے اسلحہ نکالا لیا۔ شنکارہ خاموشی سے اور انتہائی پراسرار مسکراہٹ سے ان کی اور ان کے ہاتھوں میں موجود اسلحے کو دیکھ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے اس اسلحے کی کوئی پرواہ نہ ہو۔

"خبردار۔ اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گی"۔ جولیا نے شنکارہ کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"اسے چاروں طرف سے گھیر لو۔ اسے یہاں سے بچ کر نہیں جانا چاہئے"۔ تنویر نے کہا تو صدیقی اور دوسرے ساتھی تیزی سے شنکارہ کے گرد پھیل گئے۔ انہوں نے شنکارہ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ شنکارہ خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سوائے بھیانک پن کے اور کوئی تاثر نہ تھا۔

"لیکن مس جولیا۔ یہ یہاں آ کیسے گئی۔ آپ نے تو پہلے ہی تمام

کھڑکیاں اور دروازے بند کر رکھے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"یہ ہمارے گھیرے میں ہے۔ اب یہ خود ہی سب کچھ بتائے گی"۔ جولیا نے غرا کر کہا۔ نعمانی کے ہاتھ میں منی ٹارچ بدستور روشن تھی جس کی وجہ سے انہیں شنکارہ کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

"تمہارا ایک ساتھی اور ہے وہ کہاں ہے"۔ اچانک شنکارہ نے اس کی جانب بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز کسی زہریلی ناگن سے ملتی جلتی تھی۔

"ساتھی۔ کون سا ساتھی"۔ جولیا نے کہا۔

"میں اس کا نام نہیں جانتی۔ بہرحال میرے علم کے مطابق عمران کے سات ساتھی ہیں۔ تم چھ ہو۔ تم میں ایک کم ہے۔ وہ کہاں ہے"۔ شنکارہ نے ان سب کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔ ان میں واقعی صفدر موجود نہیں تھا۔ شاید شنکارہ اسی کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

"ہونہہ، تمہیں ہمارے ساتویں ساتھی سے کیا غرض ہے اور یہاں کیوں آئی ہو"۔ جولیا نے اس کی انگارہ برساتی ہوئی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تم سب کو یہاں سے لے جانے کے لئے آئی ہوں"۔ شنکارہ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"لے جانے کے لئے آئی ہو۔ کیا مطلب۔ کہاں لے جانا چاہتی ہو



تم ہمیں"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"افریقہ کے جنگلوں میں"۔ شنکارہ نے کہا تو وہ سب اچھل پڑے۔

"افریقہ کے جنگلوں میں۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو شنکارہ"۔ صدیقی نے کہا۔

"وہی جو تم سن رہے ہو۔ میں افریقہ کے جنگلوں میں رہتی تھی۔ یہاں مجھے اس دنیا کے لوگ لائے ہیں۔ میں کاشارا کا جسم حاصل کرنا چاہتی ہوں اور کاشارا کا جسم مجھے صرف تمہارا ساتھی عمران اور مکاشو لا کر دے سکتا ہے۔ عمران میرے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے تیار نہیں ہو رہا۔ اس لئے میں تم سب کو لینے آئی ہوں۔ میں تمہیں افریقہ کے گھنے اور خوفناک جنگلوں میں پہنچا دوں گی تو عمران کو تمہارے لئے ان جنگلوں میں جانا ہی پڑے گا۔ وہ تمہیں افریقہ کے جنگلوں سے نکالنے اور واپس لے جانے کے لئے ضرور آئے گا۔ تب اسے میرے لئے بھی کام کرنا پڑے گا۔ جب تک وہ مجھے کاشارا کا جسم نہیں دلا دیتا میں افریقہ کے جنگلوں میں اس کی زندگی محال کر دوں گی۔ یہاں میری طاقتیں اس کے مقابلے میں محدود ہیں۔ لیکن افریقہ کے جنگلوں میں میری طاقتوں میں ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا۔ پھر عمران اور مکاشو کو وہی کرنا پڑے گا جو میں کہوں گی"۔ شنکارہ کہتی چلی گئی۔

"ہونہہ، تمہارا کیا خیال ہے شنکارہ کیا تم ہمیں آسانی سے یہاں سے لے جاؤ گی"۔ تنویر غرایا۔

"ہاں، یہ میرے لئے بہت آسان ہے۔ بہت ہی آسان"۔ شنکارہ نے ہنس کر کہا۔

"وہ کیسے۔ کیا تم ہم پر جادو کرو گی"۔ تنویر غرایا۔

"ایک منٹ تنویر۔ شنکارہ تم نے ابھی ابھی کہا ہے کہ تم کاشارا کا جسم حاصل کرنا چاہتی ہو۔ کاشارا کے جسم سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ نعمانی نے غور سے شنکارہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا جواب میں تمہیں افریقہ کے جنگلوں میں دوں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"ہونہہ، افریقہ کے جنگلوں میں تو تم تب ہی جاؤ گی جب ہم تمہیں یہاں سے زندہ جانے دیں گے"۔ تنویر نے سرد لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا اس نے اچانک شنکارہ پر مشین پسٹل سے فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ مشین پسٹل سے کئی شعلے نکلے اور شنکارہ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ گولیاں شنکارہ کے جسم میں لگتیں اچانک شنکارہ کے سامنے شیشے کی ایک دیوار سی تن گئی۔ تنویر کی چلائی ہوئی گولیاں اس شیشے کی دیوار سے ٹکرا کر اچٹتی چلی گئیں۔

"اوہ، یہ کیا۔ چوہان اور نعمانی عقب سے اس کی ٹانگوں پر فائرنگ کرو۔ جلدی"۔ جولیا نے تنویر کی گولیاں شیشے کی دیوار سے ٹکراتے دیکھ کر یکلخت چیخ کر کہا تو چوہان اور صدیقی نے یکلخت شنکارہ کی ٹانگوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ مگر اس طرف بھی فائرنگ ہوتے ہی



شیشے کی دیوار آ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے گولیاں شنکارہ تک پہنچ ہی نہیں رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی جیسے جوش آ گیا۔ وہ چاروں طرف سے شنکارہ پر فائرنگ کرنے لگے۔ لیکن اس اثناء میں شنکارہ نے جیسے خود کو شیشے کی دیواروں میں قید کر لیا تھا۔ گولیاں ان شیشے کی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹ رہی تھیں۔ شنکارہ اطمینان بھرے انداز میں کھڑی بدستور مسکرا رہی تھی۔

"روک دو فائرنگ"۔ اچانک جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو انہوں نے فائرنگ روک دی۔ شنکارہ کو شیشے کی دیواروں کے پیچھے دیکھ کر غصے اور خفت سے ان کے چہرے سرخ ہو گئے تھے۔

"بس"۔ شنکارہ نے ان سب کی جانب تضحیک آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتی شنکارہ"۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا کرو گی اب"۔ شنکارہ نے اسی انداز میں کہا۔ پھر اچانک اس کے حلق سے غراہٹ سی نکلی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹی۔ اس کی خونی نظریں یکلخت چوہان پر گڑ گئیں۔

"رک جاؤ۔ کیا پڑھ رہے ہو تم"۔ شنکارہ نے غرا کر کہا تو جولیا اور اس کے ساتھی چونک کر چوہان کی طرف دیکھنے لگے جو آنکھیں بند کئے کچھ پڑھ رہا تھا۔ اسی لمحے اچانک شنکارہ نے اپنا دایاں ہاتھ چوہان کی طرف کر کے زور سے جھٹکا۔ اس کی انگلیوں سے یکلخت لہریں سی نکلی اور

چوہان کے سینے پر پڑیں۔ ایک لمحے کے لئے چوہان کا جسم جیسے ان لہروں میں نہا گیا۔ چوہان نے یکدم آنکھیں کھول دی تھیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ اس زور سے چیخنے لگا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔

"رک جاؤ شنکارہ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو"۔ اچانک جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ مگر شنکارہ جیسے اس کی آواز سن ہی نہیں رہی تھی۔ اسی لمحے وہاں روشنی کا جھماکا سا ہوا اور وہاں سے چوہان یکلخت یوں غائب ہو گیا جیسے وہاں کبھی اس کا وجود ہی نہیں تھا۔

"چوہان"۔ ان سب کے منہ سے نکلا۔ اسی لمحے شنکارہ نے اپنے دونوں ہاتھ دائیں بائیں پھیلائے اور انہیں زور زور سے ہلانے لگی۔ بجلی سی کڑکی۔ یکبارگی زمین کانپی اور جولیا اور اس کے ساتھی خود کو سنبھالتے سنبھالتے گر پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے اسی لمحے انہیں اپنے سروں پر قیامت سی ٹوٹتی ہوئی معلوم ہوئی۔ انہوں نے خود کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن بے سود۔ ان کے ذہنوں پر اچانک تاریکی نے غلبہ پا لیا تھا۔



عمران جیسے ہی دانش منزل میں آ کر آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

عمران کے چہرے پر سنجیدگی تھی اور وہ بے حد تھکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ہائی وے پر صفدر کے ساتھ کافی دیر تک چلتے رہنے کی وجہ سے اس کی ٹانگیں شل ہو گئی تھیں۔ پھر جب انہیں لفٹ ملی تو انہوں نے سکون کا سانس لیا تھا۔ لفٹ دینے والے شخص نے انہیں شہر میں ڈراپ کر دیا تھا۔ عمران نے صفدر کو واپس فلیٹ میں جانے کے لئے کہا تھا اور خود ٹیکسیاں بدلتے ہوئے دانش منزل میں آ گیا تھا اور آپریشن روم میں آ کر وہ دھم سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خیریت تو ہے عمران صاحب۔ آپ بے حد تھکے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ کہاں سے آ رہے ہیں آپ"۔ بلیک زیرو نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہیں سے آرہا ہوں" ۔ عمران نے تھکے تھکے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں سے" ۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جہاں گیا تھا" ۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"یہی تو پوچھ رہا ہوں گئے کہاں تھے آپ" ۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہیں جہاں مجھے نہیں جانا چاہئے تھا" ۔ عمران نے کہا۔

"کہاں نہیں جانا چاہئے تھا" ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جہاں گیا تھا" ۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

"اس جگہ کا کوئی نام تو ہو گا" ۔ بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"نام۔ہاں نام تو ہے مگر........" عمران نے کہا۔

"مگر۔مگر کیا" ۔ بلیک زیرو نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"مگر نام تو میں تب رکھوں گا ناں جب وہ راضی ہو گی" ۔ عمران نے کہا۔

"راضی ہو گی۔کیا مطلب۔میں سمجھا نہیں۔آپ کیا کہہ رہے ہیں" ۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے کہا اسے واقعی عمران کی باتوں کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔



"ارے بھائی نام ہونے والے بچوں کے رکھے جاتے ہیں۔میں نے اپنے ہونے والے بچوں کے نام سوچ تو رکھے ہیں مگر انہیں رکھوں گا تب جب جولیا راضی ہو گی۔بلکہ مسئلہ جولیا کے راضی ہونے کا نہیں تنویر کا ہے" ۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ باتوں کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔میں آپ سے پوچھ کیا رہا ہوں اور آپ جواب کیا دے رہے ہیں" ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا تو تم ہی بتا دو۔کیا پوچھ رہے ہو تم" ۔ عمران نے کہا۔

"آپ کہاں گئے تھے اور اس طرح تھک ہار کر کہاں سے آرہے ہیں" ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہار کر تو نہیں البتہ تھک کر ضرور آرہا ہوں اور میں اکیلا نہیں تھکا۔میرے ساتھ تھکنے والا صفدر بھی ہے۔ظاہر ہے چھ کلومیٹر پیدل چلتے رہنے کے بعد کوئی بھی انسان تھک جاتا ہے۔پھر میں اور صفدر چل چل کر نہ تھکتے تو اور کیا کرتے" ۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"چھ کلومیٹر پیدل چلنے کے لئے آپ کو مجبور کس نے کیا تھا" ۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس سیاہ بدروح نے جس نے مجھے عجیب الجھنوں میں مبتلا کر دیا ہے" ۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"بدروح۔آپ کے کہنے کا مطلب ہے شنکارہ نے" ۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ مادام شنکارہ کی ہی بات کر رہا ہوں۔ نجانے اس سے کب اور کیسے چھٹکارہ ملے گا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا اور اس نے بلیک زیرو کو ساری باتیں بتا دیں۔

"اوہ، کیا آپ کو یقین ہے کہ پروفیسر البرٹ کو شنکارہ نے ہی اغوا کرایا ہوگا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھ پر نگاہ رکھنے والی اور کون ہو سکتی ہے۔ یہ کام شنکارہ کا ہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن شنکارہ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ اسے پروفیسر البرٹ میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر البرٹ حاضرات کے علوم کا ماہر ہے۔ وہ بدروحوں کو سامنے لانے کا فن جانتا ہے۔ میں پروفیسر البرٹ سے ملنے اسی لئے گیا تھا کہ اس کے ذریعے شنکارہ کی حقیقت معلوم کر سکوں۔ مگر شاید شنکارہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ پروفیسر البرٹ اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ ہمیں اس کی اصلیت بتا سکتا ہے اس لئے اس نے فوراً پروفیسر البرٹ کی کوٹھی پر حملہ کرا دیا۔ پروفیسر البرٹ کی کوٹھی کو بموں سے اڑا دیا گیا۔ لیکن پروفیسر البرٹ کی قسمت اچھی تھی جو اس جان لیوا حملے سے بچ نکلا تھا۔ بہرحال میں پروفیسر البرٹ کو رانا ہاؤس لے جانا چاہتا تھا تاکہ واقعی میں اس کے پراسرار علوم سے شنکارہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں۔ مگر شنکارہ نے راستے میں ہم پر حملہ کرا دیا۔ شنکارہ اب بلیک گرل بن گئی ہے اور اس نے



بلیک ایگلز گروپ پر قبضہ کر لیا ہے تاکہ وہ ان سے یہاں مجرمانہ کارروائیاں کرا سکے۔ بلیک گرل کے حکم سے ہی بلیک ایگل کے آدمیوں نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ وہ مجھے اور صفدر کو بے ہوش کر کے پروفیسر البرٹ کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ جو لامحالہ اب شنکارہ کے قبضے میں ہے"۔ عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یہ شنکارہ تو حد سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہی ہے"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"وہ ایک بھیانک بدروح ہے ڈیئر۔ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارا جدید سے جدید اسلحہ بھی کام نہیں آ سکتا۔ اسلحے کے بل بوتے پر نہ تو اسے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے فنا کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر اس کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم نے وہ محاورہ تو سنا ہوگا۔ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ شنکارہ اگر لوہا ہے تو اس کو کاٹنے کے لئے اب مجھے بھی لوہا ہی بننا ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے کہا۔

"ابھی سمجھاتا ہوں۔ پہلے یہ بتاؤ جوزف کہاں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ نیچے تہہ خانے میں ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کیا پوزیشن ہے اس کی"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ بدستور بے ہوش ہے۔ میں نے اسے ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر اسے کسی بھی طرح ہوش ہی نہیں آ رہا۔ البتہ اس کی غذائی ضرورت پوری کرنے کے لئے میں اسے وقتاً فوقتاً انجکشنز دیتا رہا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ اس شب دیجور کو کیسے ہوش نہیں آتا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کافی پئیں گے آپ"۔ بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

"اگر دل سے پلاؤ گے تو ضرور پیئوں گا۔ بلکہ کافی ساری پیئوں گا"۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بھی جواباً مسکرا دیا۔

"ابھی لاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ آپریشن روم سے نکل گیا۔ بلیک زیرو کے باہر جاتے ہی عمران اٹھا اور ایک بڑی مشین کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ یہ ٹرانسمیٹر کال چیکر مشین تھی جس سے کسی بھی ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سے فاصلہ ماپا جا سکتا تھا اور اصل لوکیشن کو ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ مارٹن نے عمران کو جیکب کی جو فریکونسی بتائی تھی۔ عمران اسے کال کر کے اس کی لوکیشن معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے مشین آن کی۔ اس کے مختلف بٹن پریس کرتے ہوئے اس نے چند ڈائل گھمائے اور اس مشین پر مارٹن کی بتائی ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

مشین پر لگی ایک سکرین آن ہوئی۔ عمران نے پھر چند بٹن پریس



کئے تو مشین پر موجود ایک سکرین پر شہر کا تفصیلی نقشہ سا پھیلتا چلا گیا۔ اس نقشے پر ایک سرخ دائرہ سا سپارک کر رہا تھا۔ عمران مارٹن کی فریکوئنسی ملاتے ہوئے چند بٹن پریس کرتا اور ڈائل گھماتا چلا گیا تو سرخ دائرے نے نقشے پر حرکت کرنا شروع کر دی۔ پھر دائرہ شہر کے جنوبی حصے کی طرف آکر رک گیا اور سکڑ کر ایک علاقے پر سپارک کرتے ہوئے گرین ہو گیا۔

"ہونہہ، تو وہ جنوبی پہاڑیوں میں موجود ہے"۔ عمران نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے سائیڈ ٹیبل کی دراز سے ایک کاغذ پیڈ اور ایک قلم نکالا اور اس پر کچھ لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران بلیک زیرو کافی کے دو مگ لے آیا تھا۔ اس نے عمران کو مصروف دیکھ کر کافی کا ایک مگ اس کے سامنے رکھ دیا تھا اور دوسرا مگ لے کر اپنی مخصوص نشست پر جا بیٹھا تھا۔

"ہونہہ، فگرز کے مطابق بلیک ایگلز کا خفیہ اڈا کاسانی پہاڑیوں کے غار میں ہے۔ جہاں شاید اب شنکارہ نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے"۔ عمران نے کاغذ قلم ایک طرف رکھتے ہوئے خود کلامی کرنے والے انداز میں کہا۔

"کاسانی پہاڑیاں"۔ بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"ہاں میرا اندازہ ہے کہ شنکارہ کاسانی پہاڑیوں میں ہی موجود ہے اب مجھے وہیں جا کر اس کا شکار کرنا ہو گا"۔ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے انداز میں کہا۔

"لیکن عمران صاحب وہ بدروح ہے۔ایک بدروح کا شکار آپ کیسے کریں گے"۔بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کا طریقہ مکاشو بتائے گا"۔عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"مکاشو۔آپ کا مطلب ہے جوزف"۔بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔جوزف شنکارہ کے زیر اثر ہے۔شنکارہ نے اسے مکاشو کا نیا نام دے دیا ہے۔میں سب سے پہلے جوزف کو مکاشو سے واپس جوزف بناؤں گا۔اس کے بعد اس سے شنکارہ کا حدودِاربعہ پوچھوں گا۔پروفیسر البرٹ کو تو شنکارہ لے گئی ہے لیکن اس کا مکاشو میرے پاس ہے۔اب وہی اس بدبخت بدروح کے بارے میں مجھے بتائے گا"۔عمران نے کہا۔اس نے جلدی جلدی کافی حلق میں اتاری اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ تہہ خانوں میں جا رہے ہیں"۔بلیک زیرو نے اسے اٹھتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"ہاں۔کیوں"۔عمران نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔وہ دراصل میں بھی آپ کے ساتھ چلنا چاہتا ہوں۔میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ جوزف کے ساتھ کیا کریں گے اور جوزف ہمیں شنکارہ کے بارے میں کیا بتاتا ہے"۔بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔آٹومیٹک حفاظتی نظام آن کر کے آجاؤ"۔عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی۔



عمران کا اتنی جلدی اور اس قدر آسانی سے مان جانا اس کے لئے بہت بڑی بات تھی۔اس لئے اس نے کافی کا مگ وہیں رکھا اور تیزی سے دانش منزل کا خودکار حفاظتی نظام آن کرنے لگا۔اس دوران عمران آپریشن روم سے نکل چکا تھا۔

شنکارہ اس وقت ایک چھوٹے سے پتھروں کے بنے کمرے میں موجود تھی۔ کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ کمرے میں تیز بو رچی ہوئی تھی۔ کمرے کے عین درمیان موم بتیوں کا ایک دائرہ سا بنا ہوا تھا۔ تمام موم بتیاں جل رہی تھیں اور شنکارہ ان موم بتیوں کے دائرے میں دو زانو انداز میں بیٹھی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جوڑ رکھے تھے اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس کے ہونٹ مسلسل ہل رہے تھے جیسے وہ کچھ پڑھ رہی ہو۔ شنکارہ پچھلے کئی گھنٹوں سے اسی کمرے میں تھی۔

سارگل نے شنکارہ کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ وہ عمران سے پروفیسر البرٹ کو چھین کر لے آنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو شنکارہ نے سارگل کو ہدایات دی تھیں کہ وہ پروفیسر البرٹ کو کاسانی پہاڑیوں میں پہنچا دے۔ جس پر سارگل نے بے ہوش پروفیسر البرٹ کو وہاں



پہنچا دیا تھا۔ شنکارہ نے جیکب اور اس کے چند ساتھیوں کو بھیج کر باہر سے پروفیسر البرٹ کو اندر لانے کو کہا تھا۔ جیکب اور اس کے ساتھی پروفیسر البرٹ کو اندر لائے تو شنکارہ نے اس پر ایک ایسا منتر پھونک دیا کہ اگلے کئی گھنٹوں تک پروفیسر البرٹ کو ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ شنکارہ نے پروفیسر البرٹ کو غار میں موجود ایک الگ کمرے میں ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد شنکارہ نے دوبارہ سارگل سے رابطہ کیا تھا اور اسے جلد سے جلد سرجواد، سرداور اور سرسلطان کے فوٹو گرافز پہنچانے کا حکم دیا تھا۔

شنکارہ یوں تو بے حد پراسرار قوتوں کی مالکہ تھی۔ وہ اپنی پراسرار اور ساحرانہ قوتوں سے کوئی بھی کام لے سکتی تھی۔ کسی بھی انسان کو اپنے بس میں کرنا اور اسے اپنے احکامات پر عملدرآمد پر مجبور کرنا اس کے لئے بے حد آسان تھا لیکن وہ صرف اس انسان کو اپنے بس میں کر سکتی تھی جو اس کے سامنے ہوتا یا اس نے اس کا چہرہ دیکھا ہوتا۔ شنکارہ ایک بار جس کا چہرہ دیکھ لیتی وہ اسے کبھی نہیں بھولتی تھی۔ اس انسان کو وہ خیال خوانی کی قوت سے کبھی بھی اور کسی بھی وقت نہ صرف دیکھ سکتی تھی بلکہ اسے اپنے احکامات پر عملدرآمد کے لئے مجبور بھی کر سکتی تھی اور اس انسان کے ساتھ ساتھ وہ اس انسان کے اردگرد موجود افراد کا بھی احاطہ کر سکتی تھی۔

شنکارہ نے عمران کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے ہر حال میں مجبور کر دے گی۔ شنکارہ کی

پراسرار طاقتوں نے اسے بتایا تھا کہ وہ افریقہ کے جنگلوں میں موجود کسی پہاڑ کے نیچے سینکڑوں برسوں سے دفن شدہ کاشارا کا جسم عمران اور اس کے افریقی ساتھی جوزف کی مدد کے بغیر حاصل نہیں کر سکتی۔ شنکارہ نے اپنی پراسرار طاقتوں سے عمران کے بارے میں پوری معلومات حاصل کر لی تھی۔ عمران اعلیٰ ظرف ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی اعلیٰ کردار کا مالک تھا۔ اس کے علاوہ عمران میں نیکی کے ایسے اوصاف موجود تھے جس کی وجہ سے برائی اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتی تھی۔ عمران کی والدہ بھی انتہائی پاکیزہ اور باکردار خاتون تھیں۔ جن کی دعائیں اور ان کے روحانی مرشد کا ہاتھ عمران کے سر پر تھا۔ انہی دعاؤں اور مرشد کی وجہ سے عمران کئی شیطانی ذریتوں سے بھی ٹکرا چکا تھا اور ان شیطانی ذریات کو فنا کرنے میں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ روشنی کی طاقتوں کے بہت سے شفیق ہاتھ عمران کے سر پر تھے اور پھر شنکارہ، عمران کے ساتھ ذہنی مقابلہ بھی کر چکی تھی جس کی وجہ سے شنکارہ کو عمران کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ عمران کے ہی خوف کی وجہ سے اپنے ٹھکانے سے بھاگ نکلی تھی اور اپنے ساتھ مکاشو کو بھی نہیں لائی تھی۔

روشنی کی ان طاقتوں کی وجہ سے شنکارہ عمران پر اپنی ساحرانہ طاقتیں استعمال نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچا سکتی تھی۔ اس لئے شنکارہ کو معلوم تھا کہ وہ اپنی طاقتوں سے کم از کم



عمران کو اپنے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں لے جانے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی۔ شنکارہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہتی تھی جس کی وجہ سے عمران اس کا ساتھ دینے کے لئے خود ہی رضامند ہو جائے اور وہ اس کے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جا کر پہاڑ کے نیچے دفن کاشارا کا جسم نکال کر اسے ہمیشہ کی زندگی بخش دے۔ شنکارہ نے چونکہ سرجواد، سرداور اور سرسلطان کو دیکھا نہیں تھا اس لئے وہ انہیں اپنی ساحرانہ طاقتوں سے اپنے پاس نہیں لا سکتی تھی۔ اسی لئے اس نے سارگل سے ان تینوں کے فوٹوگرافز منگوائے تھے۔ وہ فوٹوگرافز سے ان تینوں کے چہرے دیکھ لیتی تو وہ اپنی ساحرانہ طاقتوں سے ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں انہیں اپنے پاس بلا سکتی تھی یا انہیں افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا سکتی تھی۔ شنکارہ کا خیال تھا کہ وہ ان تینوں افراد کو اگر افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دے تو عمران ان کی واپسی کے لئے یقیناً اس کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

شنکارہ ان تینوں کی واپسی کے بدلے میں عمران کو مجبور کرنا چاہتی تھی کہ وہ پہلے اس کا کام کرے۔ عمران جیسے ہی اسے کاشارا کا جسم پہاڑیوں کے نیچے سے نکال کر اسے نئی زندگی دے دے گا وہ ان تینوں کو اس کے حوالے کر دے گی اور پھر شنکارہ یہ بھی جانتی تھی کہ اگر عمران ایک مرتبہ اس کے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ جائے تو اس کی طاقتوں میں ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا۔ پھر چاہے عمران کتنا ہی باکردار یا اعلیٰ اوصاف کا مالک کیوں نہ ہو وہ اس پر حاوی ہو

جائے گی اور عمران نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لئے کاشارا کا جسم پہاڑیوں کے نیچے سے نکالنے کے لئے رضامند ہو جائے گا۔ پھر وہ عمران، مکاشو اور اس کے باقی ساتھیوں کا خاتمہ کر دے گی۔ لیکن کافی دیر گزر جانے کے باوجود جب سارگل نے اسے ان تینوں کے فوٹوگرافز نہیں پہنچائے تو شنکارہ کو اچانک عمران کے ایک ساتھی کا خیال آگیا جو اس کی کار کا تعاقب کر رہا تھا۔

شنکارہ نے اس تعاقب کرنے والے کو دیکھ کر جب اس کا ذہن پڑھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ عمران کا ہی ساتھی ہے۔ اس کا نام نعمانی تھا۔ شنکارہ نے اس وقت تو نعمانی سے اپنا پیچھا چھڑا لیا تھا اور اس کی کار بھی جلا دی تھی تاکہ وہ اس کا تعاقب جاری نہ رکھ سکے۔ اس نعمانی کا چہرہ بدستور شنکارہ کے ذہن میں نقش تھا۔ شنکارہ نے سوچا کہ وہ سرجواد، سرداور اور سرسلطان کی جگہ عمران کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں لے جائے تو زیادہ مفید رہے گا۔ عمران اپنے ساتھیوں کے لئے لامحالہ افریقہ کے جنگلوں میں پہنچے گا اور وہ ایک بار افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ گیا تو شنکارہ ہر صورت میں اس پر حاوی ہو سکتی تھی۔

نعمانی کا خیال آتے ہی شنکارہ اس کمرے میں آگئی جہاں اب موجود تھی۔ اس نے موم بتیوں کا حصار بنایا اور ایک خاص عمل میں مصروف ہو گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے نعمانی کے چہرے کو سامنے لا کر اس کے چہرے پر اور پھر اس کی آنکھوں کے راستے اس کے



ذہن کو مرتکز کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ نعمانی کا ذہن پڑھتی چلی گئی۔

نعمانی اس وقت اپنے پانچ مزید ساتھیوں کے ساتھ تھا۔ شنکارہ نے نعمانی کے ذہن سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی اور یہ جان کر اسے بے حد خوشی ہوئی کہ وہ سب عمران کے ساتھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر تھے۔

شنکارہ نے ان چھ ممبران جن میں ایک لڑکی بھی شامل تھی کو اغوا کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ چنانچہ وہ اپنی پراسرار طاقتوں کی مدد سے غائب ہو کر جولیا کے فلیٹ میں پہنچ گئی اور پھر اس نے ان سب کو بے ہوش کیا اور انہیں غائب کر کے جیکب کے اڈے میں لے آئی۔ اس نے اپنی ساحرانہ طاقتوں سے ان سب کو بھی بے ہوش کر دیا تھا اور ان سب کو بھی اس نے اسی کمرے میں ڈال دیا تھا جہاں پروفیسر البرٹ موجود تھا۔

شنکارہ ایک خاص عمل سے ان سب کو ایک ہی وقت میں اور ایک ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں موجود اپنے ایک خاص ٹھکانے پر پہنچانا چاہتی تھی۔ اس لئے وقتی طور پر وہ ان سب کو جیکب کے اڈے پر ہی لے آئی تھی۔

اب شنکارہ اس مخصوص کمرے میں موم بتیوں کے حصار میں بیٹھی جوزف کے لئے ایک عمل کر رہی تھی۔ وہ جوزف جسے وہ اپنا غلام مکاشو بنا چکی تھی کو واپس اپنے پاس بلانا چاہتی تھی۔ وہ آنکھیں بند کئے کافی دیر سے مکاشو کی تلاش میں مصروف تھی لیکن مکاشو اسے

کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کے ذہن میں دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ اس دھند کے پیچھے اسے مکاشو کے موجود ہونے کا احساس تو ہو رہا تھا لیکن وہ اسے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ نجانے وہ کہاں تھا اور کس حال میں تھا۔ شنکارہ اس دھند کے غبار کو ذہن سے جھٹکنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔ اس کا چہرہ غصے اور پریشانی کی وجہ سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ کافی دیر کوشش کرتی رہی لیکن جب دھند نہ چھٹی اور اسے مکاشو کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ تھیں۔

"ہونہہ، کیا ہو گیا ہے میری طاقتوں کو۔ مکاشو میرے سامنے کیوں نہیں آ رہا"۔ اس نے حیرت اور غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کیں اور ایک اور عمل پڑھ کر جوزف کو اپنے سامنے لانے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ کوشش بھی لاحاصل ہی رہی تھی۔

"ہونہہ، اس کا مطلب ہے عمران نے مکاشو پر کوئی روحانی عمل کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ میرے سامنے نہیں آ رہا۔ یہ عمران تو واقعی بے حد خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ بے حد خطرناک"۔ شنکارہ نے غصے اور پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دوسرے کمرے سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو شنکارہ بے اختیار چونک پڑی۔

"ٹرانسمیٹر کال۔ اوہ شاید سارگل کی کال ہو گی"۔ شنکارہ نے



خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں ہلایا تو اچانک اس کے ارد گرد روشن موم بتیاں خود بخود بجھتی چلی گئیں۔

موم بتیوں کے بجھتے ہی شنکارہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ موم بتیوں کے حصار سے باہر نکلی۔ اس نے سائیڈ کی دیوار کا ایک ابھرا ہوا پتھر پریس کیا تو سامنے دیوار کا ایک حصہ کھلتا چلا گیا۔ وہاں ایک دروازے نما سوراخ بن گیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سیٹی کی آواز تیز ہو گئی تھی۔ شنکارہ تیزی سے سامنے موجود میز کی طرف بڑھی جہاں ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔

"یس۔ بلیک گرل سپیکنگ۔ اوور"۔ شنکارہ نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ وہ میز کے قریب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"بلیک گرل کی جگہ اگر تم اپنا نام بلیک شیڈو رکھ لیتی تو شاید میں ڈر جاتا۔ بلیک گرل، ہونہہ کالی لڑکی۔ یہ بھی بھلا کوئی نام ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر شنکارہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"تم۔ عمران تم۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں یہاں ہوں اور تمہیں میرے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی کا کیسے پتہ چل گیا۔ اوور"۔ شنکارہ نے حیرت کی شدت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"وہ کہتے ہیں ناں دماغ کو دماغ سے راہ ہوتی ہے۔ تم میرے دماغ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی اور میں تمہارے دماغ

میں گھسنے کی سعی میں رہا۔ تم تو کامیاب نہ ہو سکیں لیکن میں تمہارے دماغ کی اٹھارہویں رگ میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور مجھے تمہارے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی وہاں سے مل گئی۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران نے شوخی سے بھرپور انداز میں کہا۔

"ہوں۔ کیوں کال کیا ہے۔ اوور"۔ شنکارہ نے پھنکار کر کہا۔

"ایک بار دیکھا ہے۔ دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ اوور"۔ شنکارہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے رخ سیاہ کا ایک بار اور دیدار کرنا چاہتا ہوں شنکارہ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا چاہتے ہو۔ اوور"۔ شنکارہ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کہا ہے ناں تمہارے رخ سیاہ کا دوبارہ دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ شاید شہیدان عاشقاں میں کہیں میرا نام بھی آ جائے۔ اوور"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تم بہت خطرناک اور چالاک انسان ہو عمران۔ میرے نئے ٹھکانے کا پتہ لگا لینا اور مجھ سے اس انداز میں باتیں کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ سچ بتاؤ کیا چاہتے ہو۔ اوور"۔ شنکارہ نے زخمی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں جوزف کے لئے کال کی ہے شنکارہ۔ اوور"۔



دوسری طرف سے عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ تمہارا مطلب ہے مکاشو۔ اوور"۔ شنکارہ نے چونک کر کہا۔

"مکاشو کا نام اسے تم نے دیا ہے۔ اس کا اصل نام جوزف ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران نے جیسے منہ بنا کر کہا۔

"جو بھی ہے۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ اوور"۔ شنکارہ نے سر جھٹک کر کہا۔

"جوزف ابھی تک بے ہوش ہے۔ میں اسے ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کر چکا ہوں لیکن اسے کسی بھی طرح ہوش نہیں آ رہا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر شنکارہ کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

"تو پھر میں کیا کروں۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

"اسے تم نے اپنی ساحرانہ طاقتوں سے بے ہوش کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے تم ہی ہوش میں لاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ، اگر میں ایسا نہ کروں تو۔ اوور"۔ شنکارہ نے نفرت زدہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم انکار نہیں کر سکتی شنکارہ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے اس بار عمران نے ہنس کر کہا۔ اس کی ہنسی میں گہرا طنز تھا جسے شنکارہ نے واضح طور پر محسوس کر لیا تھا۔

"انکار نہیں کر سکتی۔ کیوں۔ ایسا تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ اوور"۔ شنکارہ نے چونک کر کہا۔

"میں جانتا ہوں شنکارہ۔ جوزف جسے تم نے مکاشو بنایا ہے تمہارے لئے کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ میرے اور مکاشو کے بغیر تم افریقہ کے جنگلوں کی پہاڑیوں کے نیچے دفن کاشارا کا جسم کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ اگر میں ہلاک ہو گیا تو مکاشو بھی تمہارے لئے بے کار ہو جائے گا اور اگر مکاشو ہلاک ہو جائے تو میں بھی تمہارے کسی کام نہیں آ سکوں گا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا تو شنکارہ کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا۔

"تت، تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ اوور"۔ شنکارہ نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں شنکارہ کہ تم اصل میں کون ہو اور تم مجھ سے اور جوزف سے کیا کام لینا چاہتی ہو۔ تم کاشارا کے جسم میں داخل ہو کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہو اور یہ کام صرف میں اور تمہارا مکاشو ہی کر سکتے ہیں۔ ہم دونوں کے بغیر تم ادھوری ہو۔ قطعی ادھوری۔ اگر میرے کہنے پر تم نے جوزف کو ہوش نہ دلایا تو پھر میں اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں گا۔ کیونکہ میں ناکارہ اور بے کار انسانوں کا وجود برداشت نہیں کرتا۔ جوزف اس وقت میرے لئے بے کار ہو چکا ہے اس لئے میں اسے ہلاک بھی کر سکتا ہوں۔ اگر تم مجھے اور جوزف کو اپنے لئے کارآمد رکھنا چاہتی ہو تو تمہیں اسے ہوش میں لانا



ہو گا۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں۔ سمجھیں تم۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو شنکارہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا تم مکاشو کے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے لئے تیار ہو۔ اوور"۔ شنکارہ نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"یہ بعد کی بات ہے۔ پہلے تم جوزف کو ہوش میں لاؤ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اسے لے کر میرے ٹھکانے پر آ جاؤ"۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

"او کے میں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"ہونہہ۔ تمہیں اور مکاشو کو میرے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانا ہی پڑے گا۔ ہر حال میں اور ہر قیمت پر۔ تمہارے ساتھی میرے قبضے میں ہیں۔ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں ان سب کو ایک ایک کر کے تمہارے سامنے ہلاک کر دوں گی"۔ شنکارہ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے پھنکارتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ پہلے سے کہیں زیادہ سیاہ اور خوفناک ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی دکھائی دے رہی تھی۔ جیسے اس نے کوئی اہم اور انتہائی سخت فیصلہ کر لیا ہو۔

"لک ۔ کیا ہوا۔ تت تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو شالاگ"۔ بوڑھے شالاگ کو اس طرح بوکھلایا ہوا دیکھ کر سردار زکاٹا نے بھی گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"شش۔ شنکارہ"۔ بوڑھے شالاگ کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"شنکارہ۔ کیا ہوا ہے شنکارہ کو"۔ سردار زکاٹا نے اسی انداز میں کہا۔

"شنکارہ کو۔ اوہ نہیں۔ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا"۔ بوڑھے شالاگ نے جلدی سے کہا تو اس کی بات سن کر سردار زکاٹا اور پجارن شاتانہ چونک پڑے۔

"نہیں بتا سکتے۔ کیا مطلب، یہ تم کیا کہہ رہے ہو شالاگ"۔ سردار زکاٹا نے دوبارہ غصے میں آتے ہوئے کہا۔



"شنکارہ تمہاری پہنچ سے بہت دور چلی گئی ہے سردار زکاٹا۔ اب تم اسے کسی بھی صورت میں حاصل نہیں کر سکتے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"شالاگ۔ میں طاقت دیوتا ہوں اور تم طاقت دیوتا کے سامنے اس انداز میں بات نہیں کر سکتے۔ اس سے پہلے کہ مجھے غصہ آ جائے، بتاؤ کیا معاملہ ہے۔ کیا چھپا رہے ہو تم مجھ سے"۔ سردار زکاٹا نے بوڑھے شالاگ کو سرخ سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے کیا چھپاؤں گا سردار زکاٹا۔ جو کچھ بھی ہے بہت جلد تمہارے سامنے آ جائے گا۔ لیکن جو کچھ بھی تمہارے سامنے آئے گا وہ تمہارے لئے اور شاتانہ کے لئے بے حد ہولناک ہوگا۔ اس قدر ہولناک جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ بوڑھے شالاگ نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر سکون اور ٹھہراؤ سا آ گیا تھا اور کسی خاص وجہ سے اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک پیدا ہو گئی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا کہہ رہا ہے طاقت دیوتا"۔ بوڑھے شالاگ کی بات سن کر پجارن شاتانہ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جو کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو شاتانہ۔ تم اس سردار زکاٹا کے ساتھ جو شیطانی کھیل کھیل رہی ہو اس سے باز آ جاؤ۔ سردار زکاٹا نے بظاہر طاقت دیوتا کو ہلاک کر کے اس کا مقدس تاج حاصل کر لیا ہے مگر ابھی اس کے پاس طاقت دیوتا کی مہان طاقتیں نہیں آئی ہیں۔

اس کے مقابلے میں تم اب بھی طاقتور ہو۔ اپنی طاقتوں کو استعمال کرو اور سردار زکاٹا کو ہلاک کر دو۔ ابھی اور اسی وقت۔ یہ میرا حکم ہے اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں تمہیں ہمیشہ کے لئے فنا کر دوں گا"۔ شالاگ نے پجارن شاتانہ کی جانب غضبناک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر پجارن شاتانہ کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

"مم، میں۔ میں......" پجارن شاتانہ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"خبردار شاتانہ۔ خود کو سنبھالو اس کی باتوں میں نہ آنا۔ یہ بالکل بے بس ہے یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"۔ سردار زکاٹا نے چیخ کر کہا۔

"نہیں شاتانہ یہ تمہیں بہکا رہا ہے۔ میری طرف دیکھو۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ یہ تمہارے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ تم اسے ہلاک کر سکتی ہو"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"شاتانہ، اس کی آنکھوں میں مت دیکھنا ورنہ یہ تمہیں جلا کر راکھ کر دے گا"۔ سردار زکاٹا نے کہا اور پجارن شاتانہ ہراساں انداز میں کبھی سردار زکاٹا اور کبھی بوڑھے شالاگ کو دیکھنے لگی جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کس کی بات مانے اور کس کی نہ مانے۔

"شاتانہ۔ میں شالاگ دیوتا تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ میری طرف دیکھو"۔ بوڑھے شالاگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"خبردار۔ شاتانہ اگر تم نے شالاگ کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو میں تمہیں ابھی اور اسی وقت فنا کر دوں گا"۔ سردار زکاٹا نے کہا اور تیزی سے پجارن شاتانہ کے سامنے آ گیا۔



"یہ، یہ کیا ہو رہا ہے سردار زکاٹا۔ تت، تم۔ تم......" شاتانہ نے سردار زکاٹا کی طرف گھبرائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شالاگ ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہا ہے شاتانہ۔ تم جاؤ یہاں سے۔ میں اس سے خود سب کچھ اگلوا لوں گا۔ جاؤ یہاں سے"۔ سردار زکاٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں شاتانہ۔ میری بات مان جاؤ۔ یہ اپنا کام نکل جانے کے بعد تمہیں بھی فنا کر دے گا۔ جلدی کرو اس پر شرما کارنگ کا منتر پھونک دو۔ یہ اسی وقت بے بس ہو جائے گا اور پھر یہ خود ہی ساری سچائی اگل دے گا جو اس کے دل میں ہو گی"۔ شالاگ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"شاتانہ۔ تم سے میں نے مہاشیطان کی قسم کھا کر وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں اپنی ملکہ بناؤں گا اور شنکارہ کی آدھی طاقتیں تمہیں دوں گا۔ کیا تمہیں میری قسم پر اعتبار نہیں"۔ سردار زکاٹا نے پجارن شاتانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے شاتانہ۔ اس کی قسم بھی اس کی طرح جھوٹی ہے"۔ بوڑھا شالاگ چیخا۔

"جاؤ شاتانہ۔ جاؤ یہاں سے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"لل، لیکن سردار زکاٹا......" پجارن شاتانہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"میری بات مانو شاتانہ۔ جاؤ یہاں سے۔ اس بوڑھے شالاگ کو میں خود سنبھال لوں گا۔ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تم مجھ پر اعتماد

کرو۔ میں تمہارے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا"۔ سردار زکاٹا نے پجارن شاتانہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس سے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سردار زکاٹا میں جارہی ہوں۔ مجھے تم پر اعتماد ہے"۔ پجارن شاتانہ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو سردار زکاٹا کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آگئی۔

"تم بہت بڑی غلطی کر رہی ہو شاتانہ۔ اب بھی وقت ہے میری بات مان جاؤ اور اس بدبخت کو ہلاک کر دو"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"نہیں شالاگ۔ میں تمہارا نہیں سردار زکاٹا کا ساتھ دوں گی۔ اس کے پاس طاقت دیوتا کا تاج ہے۔ طاقت دیوتا تم سے بڑا دیوتا تھا جسے سردار زکاٹا نے ہلاک کر دیا ہے۔ اگر یہ طاقت دیوتا کو ہلاک کر سکتا ہے تو پھر تم اس کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہو اور پھر سردار زکاٹا نے مہاشیطان کی قسم کھائی ہے۔ مجھے اس کی قسم پر اعتماد ہے۔ مکمل اعتماد۔ یہ مجھے دھوکہ نہیں دے گا۔ کبھی نہیں"۔ پجارن شاتانہ نے کہا تو سردار زکاٹا کا چہرہ کھل اٹھا جبکہ بوڑھا شالاگ غرا کر رہ گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا پجارن شاتانہ نے آنکھیں بند کیں اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دائیں بائیں لہرانے لگی۔ اسی لمحے اس کے گرد تیز روشنی چمکی اور وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گئی۔ پجارن شاتانہ کو غائب ہوتے دیکھ کر سردار زکاٹا کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ گئی

شنکارہ مکمل 22/21



جبکہ بوڑھا شالاگ غصے اور نفرت سے بل کھا کر رہ گیا۔

"تم اپنی چال میں ناکام ہو گئے ہو شالاگ۔ تم شاتانہ کو میرے خلاف بہکا کر اسے اپنی طرف راغب کرنا چاہتے تھے مگر دیکھ لو۔ شاتانہ تم سے زیادہ مجھ پر اعتماد کرتی ہے"۔ سردار زکاٹا نے شالاگ کی طرف دیکھتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں کہا تو بوڑھا شالاگ غرا کر رہ گیا۔

"تم کچھ بھی کر لو سردار زکاٹا۔ مگر تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ نہ میں تمہیں شنکارہ کے بارے میں بتاؤں گا کہ وہ کہاں ہے اور نہ ہی میں تمہیں اسے قابو کرنے کا طریقہ بتاؤں گا۔ شنکارہ کو قابو کرنے اور اسے اپنے تابع کرنے کا طریقہ صرف میں جانتا ہوں۔ اگر تم نے مجھے ہلاک کر دیا تو تم یہ کبھی نہیں جان سکو گے کہ شنکارہ کہاں ہے اور اسے کس طرح قابو کر کے تابع کیا جا سکتا ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ اسی لئے تو تم اب تک زندہ ہو شالاگ۔ رہی بات تمہاری زبان کھلوانے کی تو یہ میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر یکلخت زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ وہ دائیں طرف دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے ہاتھ اونچا کر کے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی مشعل کو اتار لیا اور پھر وہ اس مشعل کو لے کر بوڑھے شالاگ کے سامنے آ گیا۔

"یہ، یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کک۔ کیا کرنا چاہتے ہو تم"۔ بوڑھے شالاگ نے اس کی طرف قدرے گھبرائی ہوئی نظروں سے دیکھتے

ہوئے کہا۔

"تمہارے جسم میں کاشوکا ناگ کا زہر ہے شالاگ۔ زہر تو اپنا اثر بعد میں دکھائے گا لیکن اگر میں ابھی تمہارے جسم میں آگ لگادوں تو تمہارا جسم ایک لمحے میں جل جائے گا اور تمہیں دوسرا سانس لینے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔ کاشوکا ناگ کے زہر کی وجہ سے تم ایک لمحے میں راکھ بن جاؤ گے"۔ سردار زکاٹا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے جلا کر تم شنکارہ کا کیا کرو گے۔ اسے قابو کرنے اور تابع کرنے کا طریقہ کس سے پوچھو گے"۔ بوڑھے شالاگ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم بھول رہے ہو شالاگ۔ آگ میں، میں تمہارا جسم جلا رہا ہوں۔ جیسے ہی تمہارا جسم جل کر راکھ ہو گا تمہاری بدروح آزاد ہو جائے گی۔ میں تمہاری بدروح کو سین گام جادو سے قابو کر لوں گا اور پھر جب میں تمہاری بدروح کو جنگل کی زہریلی دلدل میں ڈبکیاں دوں گا تو وہ مجھے سب کچھ بتا دے گی۔ سب کچھ"۔ سردار زکاٹا نے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نن۔ نہیں۔ نہیں سردار زکاٹا۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تت، تم ایسا نہیں کر سکتے"۔ اس کی بات سن کر بوڑھے شالاگ نے بے حد گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانے والوں میں سے ہوں شالاگ۔ اگر تم واقعی اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتے تو خود ہی بتا دو"۔



سردار زکاٹا نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سردار زکاٹا۔ میں تمہیں سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوں۔ مگر ......." بوڑھے شالاگ نے جیسے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف تھا جیسے وہ واقعی سردار زکاٹا کے جلانے کے اقدام سے ڈر گیا ہو۔

"مگر۔ مگر کیا شالاگ"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"تم نے مجھ سے یہ وعدہ تو کر لیا ہے کہ اگر میں تمہیں شنکارہ کو قابو اور اسے تابع کرنے کا طریقہ بتا دوں گا تو تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔ لیکن تمہیں اس وعدے کے ساتھ ایک وعدہ اور بھی کرنا پڑے گا"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"کیسا وعدہ"۔ سردار زکاٹا نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ شنکارہ کو جب تم اپنے تابع کرو گے تو اسے ایک دن اور ایک رات کے لئے میرے حوالے کرو گے"۔ بوڑھے شالاگ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ، وہ کس لئے"۔ سردار زکاٹا نے چونک کر کہا۔

"میں اس سے دائمی زندگی اور جوانی حاصل کروں گا اور پھر میں ہمیشہ کے لئے کالی دنیا میں چلا جاؤں گا"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"اوہ، اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ شنکارہ کو تابع کر کے اسے ایک دن اور ایک رات کے لئے میں تمہارے حوالے کر دوں گا"۔ سردار زکاٹا نے جلدی سے کہا۔

"اپنے اس وعدے سے مکر تو نہیں جاؤ گے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

" نہیں، بالکل نہیں"۔ سردار زکاٹا نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ۔ جب تم نے آنکھیں بند کی تھیں یہ دیکھنے کے لئے کہ شنکارہ کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے تو تم نے یکدم گھبرا کر آنکھیں کیوں کھول دی تھیں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" میں نے شنکارہ کو ایک مصیبت میں دیکھا تھا"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

" شنکارہ اور مصیبت میں۔ کیا مطلب"۔ سردار زکاٹا نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا اور پھر وہ سردار زکاٹا کو شنکارہ کی مصیبت کے بارے میں بتانے لگا جسے سن کر سردار زکاٹا کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" اوہ، اوہ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ سردار زکاٹا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" گھبراؤ نہیں سردار زکاٹا۔ شنکارہ کے لئے یہ مصیبت عارضی ہے بہت جلد وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کر لے گی۔ مصیبت سے



آزاد ہوتے ہی وہ ان لوگوں کے خلاف کام کرے گی جنہوں نے اسے مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔ وہ ان لوگوں پر اور ان کے ملک کے عوام پر اس قدر قہر توڑے گی جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد شنکارہ کی واپسی ہو گی۔ وہ ان جنگلوں میں واپس آئے گی، کاشارا کا جسم حاصل کرنے کے لئے۔ جب تک وہ کاشارا کا جسم حاصل نہیں کر لیتی اس وقت تک وہ چین سے نہیں بیٹھے گی۔ ایک بات میں تمہیں اور بھی بتا دوں۔ شنکارہ کی جب واپسی ہو گی تو وہ آگ اور طوفان کا پیکر بن کر یہاں آئے گی۔ ان جنگلوں میں بھی وہ ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا دے گی۔ خاص طور پر وہ ان افراد کے خلاف کام کرے گی جو اسے حاصل کر کے اپنے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ اسے قابو کرنے اور اسے اپنے تابع کرنے کا طریقہ تو میں تمہیں بتا دوں گا لیکن ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے لئے بھی شنکارہ کو روکنا اور اسے قابو کرنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ تمہارے لئے بھی انتہائی خطرناک ثابت ہو گی"۔ بوڑھے شالاگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ، وہ بعد کی بات ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا وہ واقعی اس مصیبت سے نجات حاصل کر لے گی جس میں وہ مبتلا ہے اور کیا وہ واقعی یہاں آئے گی"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور پریشانی اور تاسف کے سائے لہرا رہے تھے۔

" ہاں۔ ایسا ضرور ہو گا۔ وہ یہاں لازماً آئے گی"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"کب تک"۔ سردار زکاٹا نے پوچھا۔

"یہ میں نہیں بتا سکتا اور نہ مجھے معلوم ہے۔ لیکن بہر حال وہ یہاں ضرور آئے گی"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"تب ٹھیک ہے۔ مجھے فکر ہو رہی تھی کہ اگر شنکارہ کی واپسی نہ ہوئی تو کیا ہوگا"۔ سردار زکاٹا نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"اب سنو۔ میں تمہیں شنکارہ کو حاصل کرنے کا طریقہ بتاتا ہوں"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا اور پھر اس نے سردار زکاٹا کو شنکارہ کو قابو کرنے اور اسے اپنے تابع بنانے کا طریقہ بتانا شروع کر دیا۔

"اوہ، یہ تو انتہائی پیچیدہ اور انتہائی خوفناک عمل ہے۔ اس کے لئے تو مجھے سینکڑوں انسانوں کو ہلاک کرنا پڑے گا"۔ سردار زکاٹا نے ساری تفصیل سن کر تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے علاوہ شنکارہ کو قابو اور تابع کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ شاباک پہاڑی کے نیچے سے کاشارا کا جسم نکالنے کا ہے۔ کیا اس کے لئے تم میری مدد کر سکتے ہو"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"نہیں۔ کاشارا کا جسم صحیح سلامت حالت میں صرف مکاشو ہی نکال سکتا ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

"مکاشو۔ اب یہ مکاشو کون ہے"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"مکاشو دیوتاؤں کا ایک خاص اور منظور نظر انسان ہے۔ تم اس



کی فکر مت کرو۔ شنکارہ جب بھی یہاں آئے گی اسے ساتھ ہی لائے گی"۔ بوڑھے شالاگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ٹھیک ہے۔ اور کوئی خاص بات ہے تو وہ بھی بتا دو"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بات اور ہے"۔ بوڑھے شالاگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ہے"۔ سردار زکاٹا نے چونک کر کہا۔

"شنکارہ کے حصول کے لئے بہت سی شیطانی طاقتیں حرکت میں آ رہی ہیں۔ جن میں سے شیطانوں کا ایک بڑا نمائندہ جس کا نام زاشال ہے یہاں آ رہا ہے۔ وہ اپنے ساتھ ساحروں کی فوج اور جدید دنیا کے جنگجو افراد کو بھی لا رہا ہے۔ جن کے پاس بے تحاشہ آتشیں اسلحہ ہے۔ تمہیں سب سے پہلے انہیں یہاں آنے سے روکنا ہوگا۔ اگر وہ یہاں آ گیا تو تمہارے لئے بہت بڑی مصیبتیں کھڑی کر دے گا۔ وہ اس وقت سمندر میں سفر کر رہا ہے۔ اسے یہاں پہنچنے میں ابھی کئی ماہ لگیں گے۔ لیکن میرا مشورہ ہے کہ تم سب سے پہلے اس زاشال کی طرف دھیان دو۔ تمہارے پاس دھکشو جادو ہے۔ اس جادو کا استعمال کر کے سمندر میں سیاہ سایوں کو بھیج دو۔ وہ زاشال کو اس کی فوج کے ساتھ ہی سمندر برد کر دیں گے اور زاشال کا خطرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے سر سے ٹل جائے گا"۔ بوڑھے شالاگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"دھکشو جادو۔ اوہ ٹھیک ہے۔ یہ کام میں آج بلکہ ابھی کر لوں گا۔

شنکارہ پر اب صرف میرا حق ہے۔ اس کے حصول کے لئے اور کوئی آئے میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ میں دھکشو جادو سے ہزاروں سیاہ سایوں کی فوج بناتا ہوں اور انہیں زاشال اور اس کے ساحروں کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیتا ہوں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔

" سردار زکاٹا۔ لاؤ اب اپنا وعدہ پورا کرو اور کاشو کا زہر کا تریاق مجھے پلا کر یہاں سے آزاد کر دو۔ میرے جسم میں اب چیونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئی ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ کاشو کا زہر نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ میرا جسم گلنا سڑنا شروع ہو جائے مجھے تریاق پلا دو"۔ بوڑھے شالاگ نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ ضرور کیوں نہیں"۔ سردار زکاٹا نے کہا۔ اس نے مڑ کر مشعل کو دوبارہ دیوار کے پاس لے جا کر دیوار میں موجود رخنے میں پھنسا دیا اور واپس مڑ کر بوڑھے شالاگ کے پاس آ گیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر انتہائی مکروہ اور مکارانہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اس نے نیفے میں اڑسی ہوئی شیشی نکال لی جو اس نے بوڑھے شالاگ سے باتوں کے دوران دوبارہ نیفے میں اڑس لی تھی۔ شیشی پر کارک نما لکڑی کا ڈھکن لگا ہوا تھا۔ سردار زکاٹا نے ناخن سے اس ڈھکن کو شیشی سے نکالا اور بوڑھے شالاگ کے قریب آ گیا۔

" منہ کھولو شالاگ۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں یہ سارا تریاق خود تمہارے منہ میں انڈیلوں گا۔ میرا وعدہ پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا"۔ سردار زکاٹا نے مکارانہ



انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ سردار زکاٹا کی بات سن کر بوڑھے شالاگ کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر جلدی سے منہ کھول لیا۔ سردار زکاٹا نے ہاتھ آگے بڑھا کر شیشی میں موجود سیال بوڑھے شالاگ کے منہ میں انڈیل دیا۔ جب بوڑھے شالاگ نے جلدی سے نگل لیا تھا۔ سردار زکاٹا نے شیشی کا سارا سیال بوڑھے شالاگ کے منہ میں انڈیلا اور پیچھے ہٹ آیا۔ اس نے خالی شیشی کو ایک طرف اچھال دیا۔

" تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے شالاگ"۔ سردار زکاٹا نے شالاگ کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر بوڑھا شالاگ بری طرح سے چونک اٹھا۔

" کھیل ختم ہو گیا ہے۔ کک، کیا مطلب"۔ بوڑھے شالاگ نے یکلخت ہکلا کر کہا۔ اس کے چہرے پر اچانک عجیب سا خوف طاری ہو گیا تھا۔

" تم کیا سمجھتے ہو شالاگ۔ کیا میں نے تمہیں کاشو کا ناگ کے زہر کا تریاق پلایا ہے"۔ سردار زکاٹا نے تمسخرانہ انداز میں کہا تو بوڑھے شالاگ کے چہرے پر سراسیمگی سی پھیل گئی۔

" یہ، یہ تم کیا کہہ رہے ہو سردار زکاٹا۔ اگر یہ کاشو کا ناگ کے زہر کا تریاق نہیں تھا تو اور کیا تھا"۔ بوڑھے شالاگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" کاشو کا ناگ کا زہر"۔ سردار زکاٹا نے رک رک کر کہا تو بوڑھے شالاگ کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات پھیل گئے۔

"کاشو کا ناگ کا زہر۔ مم، مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ......" بوڑھے شالاگ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا شالاگ۔ پہلے میں نے تمہاری آنکھوں میں صرف کاشو کا ناگ کی راکھ ڈالی تھی۔ جس سے تمہارا جسم نیلا ہو گیا تھا۔ کاشو کا ناگ کی راکھ کی وجہ سے تم ہلاک نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ کاشو کا ناگ کو جلا کر راکھ کرنے سے پہلے ہی میں نے اس کا سارا زہر نکال لیا تھا۔ جو اب میں نے تمہیں دیا ہے۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ شنکارہ کا راز جانے بغیر تمہیں ہلاک کر دیتا۔ وہ سب میں نے تمہیں ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کے لئے کیا تھا اور اسی لئے میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں یہ تریاق تمہیں اپنے ہاتھوں سے پلاؤں گا۔ تم میرے دھوکے میں آ گئے۔ اب کاشو کا ناگ کا زہر تمہارے جسم میں داخل ہو چکا ہے۔ اب تم چند ہی لمحوں میں گل سڑ جاؤ گے۔ تمہارا وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"۔ سردار زکاٹا نے شیطانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تت، تم دھوکے باز۔ تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ تم۔ تم......" بوڑھے شالاگ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"زکاٹا کا دوسرا نام دھوکہ اور فریب ہی ہے شالاگ۔ سردار زکاٹا اسی لئے کامیاب ہے۔ جو چاہتا ہے اسی طرح دھوکے اور فریب سے حاصل کر لیتا ہے۔ اب تم یہاں اپنی بھیانک موت کا انتظار کرو۔ میں زاشال اور اس کے ساحروں کی فوج کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔



وہ سب یہاں کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ کبھی نہیں"۔ سردار زکاٹا نے کہا اور زور زور سے قہقہہ لگانے لگا۔ اسی لمحے بوڑھے شالاگ کو زور زور سے جھٹکے لگنے لگے۔

"نن، نہیں۔ نہیں تم اس طرح میرے ساتھ دھوکہ نہیں کر سکتے سردار زکاٹا۔ تم نے مہا شیطان کی قسم کھائی تھی"۔ بوڑھے شالاگ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن سردار زکاٹا بدستور قہقہے لگا رہا تھا۔

بوڑھے شالاگ کے جسم کو مسلسل جھٹکے لگ رہے تھے۔ پھر اچانک اس کے کانوں، ناک اور منہ سے خون پھوٹ نکلا۔ اسی لمحے اس کے جسم سے دھواں نکلنے لگا تو وہ اور زیادہ بھیانک انداز میں چیخنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں بوڑھے شالاگ کا جسم یوں ابلنے لگا جیسے پانی ڈالنے پر چونا ابلنے لگتا ہے۔ اس کے جسم کا گوشت اور ہڈیاں گل گل کر اس کے جسم اور تختے پر بہہ رہی تھیں اور غار میں تیز بو بھرتی جا رہی تھی۔ بوڑھے شالاگ کی چیخیں دم توڑ گئیں اور اس کا سارا جسم کاشو کا ناگ کے خطرناک زہر کی وجہ سے گل کر ملغوبے کا ڈھیر بن گیا تھا۔

جیسے ہی بوڑھا شالاگ ملغوبہ بنا۔ سردار زکاٹا مڑا اور اپنی مخصوص چال چلتا ہوا غار سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ غار کے دہانے کی طرف دیکھنے لگا اس نے دہانے کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا کر دائیں بائیں لہرائے اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنے لگا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول کر دونوں

ہاتھوں کو زور سے جھٹکا تو اچانک زوردار آواز کے ساتھ زمین دہلنے لگی اور پھر اچانک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ اس کے سامنے موجود پہاڑی پھٹتی چلی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس پہاڑی کا غار یوں غائب ہو گیا جیسے کبھی وہاں کسی غار کا وجود ہی نہ تھا۔



"شیگال حاضر ہے آقا"۔ اچانک ایک کڑکتی ہوئی آواز کیبن میں گونجی اور زاشال نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ جو بدستور کیبن میں اپنے خاص عمل میں مصروف تھا۔

زاشال کے سامنے وہی بھیانک سیاہ فام دبلا پتلا انسان کھڑا تھا جس کو زاشال نے افریقہ کے جنگلوں میں سامی گان قبیلے کے حالات جاننے کے لئے بھیجا تھا۔

"آؤ شیگال۔ بولو کیا خبر لائے ہو"۔ زاشال نے شیگال کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بہت بری خبر ہے آقا"۔ شیگال نے سہمے ہوئے انداز میں کہا جیسے اس نے یہ الفاظ زاشال کے سامنے بمشکل کہے ہوں۔

"بری خبر"۔ زاشال نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی ہاں آقا"۔ شیگال نے سر جھکا کر اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ بتاؤ کیا ہے بری خبر"۔ زاشال نے ہنکارہ بھر کر کہا۔ اس کے چہرے پر تناؤ سا آگیا تھا۔ جیسے وہ بری خبر نہ سننا چاہتا تھا مگر اب وہ مجبوراً اس کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

"آقا۔ سامی گان قبیلے کے حالات بہت خراب ہیں۔ وہاں کا سردار زکاٹا اپنے دیوتاؤں کے ساتھ غداری پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اس نے دھوکے اور چالاکی سے کام لے کر طاقت دیوتا اور شالاگ کو ہلاک کر دیا ہے"۔ شیگال نے کہا اور اس کی بات سن کر زاشال بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو شیگال۔ سردار زکاٹا نے طاقت دیوتا اور شالاگ کو ہلاک کر دیا ہے"۔ زاشال نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں آقا۔ سردار زکاٹا نے یہ کام شالاگ کی پجارن شاتانہ کے ساتھ مل کر کیا ہے۔ اب سردار زکاٹا ہی وہاں کا دیوتا ہے۔ دونوں دیوتاؤں کی طاقتیں اس کے پاس ہیں"۔ شیگال نے کہا تو زاشال نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ، یہ تو برا ہوا ہے۔ بہت برا"۔ زاشال نے کہا۔

"آقا۔ سردار زکاٹا نے شالاگ سے شنکارہ کو تابع کرنے کا راز بھی جان لیا ہے اور شالاگ نے سردار زکاٹا کو جنگلوں میں آپ کی آمد کے بارے میں بھی بتا دیا ہے"۔ شیگال نے چند لمحے توقف کے بعد کہا تو زاشال کے چہرے پر شدید تناؤ آگیا۔



"اوہ، اگر سردار زکاٹا کو میرے بارے میں پتہ چل چکا ہے تو وہ یقیناً میرا راستہ روکنے کی کوشش کرے گا"۔ زاشال نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں آقا۔ سردار زکاٹا آپ پر دھکشو جادو کا استعمال کرنے والا ہے اس نے دھکشو جادو کا پاٹ شروع کر دیا ہے۔ بہت جلد دھکشو جادو کی شکتیاں سیاہ سایوں کے روپ میں یہاں پہنچ جائیں گی"۔ شیگال نے کہا۔

"دھکشو جادو کی شکتیاں۔ اوہ، اوہ اگر یہاں دھکشو جادو کی شکتیاں آ گئیں تو وہ ہر طرف تباہیاں پھیلا دیں گی۔ وہ وائلڈ کمانڈوز کے ساتھ ساتھ میرے پجاریوں کو بھی ہلاک کر دیں گی"۔ زاشال نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کو اس کا جلد سے جلد اوپائے کرنا ہو گا آقا۔ ورنہ دھکشو جادو کی شکتیاں آپ کو اور آپ کے جہاز کو مہاساگر میں ہمیشہ کے لئے غرق کر دیں گی"۔ شیگال نے کہا۔

"اوپائے۔ ہاں مجھے اوپائے کرنا ہو گا۔ ہر حال میں اوپائے کرنا ہو گا۔ ورنہ دھکشو جادو کی شکتیوں سے یہاں کوئی نہیں بچ سکے گا"۔ زاشال نے کہا۔

"ایک بات اور آقا"۔ شیگال نے کہا۔

"بولو۔ جلدی بولو"۔ زاشال نے کہا۔

"آقا آپ جس شنکارہ کے حصول کے لئے افریقہ کے جنگلوں میں جا

رہے ہیں۔ اس شنکارہ کے بارے میں بھی میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں"۔ شیگال نے کہا۔

"شنکارہ کے بارے میں۔ کیا بتانا چاہتے ہو تم شنکارہ کے بارے میں"۔ زاشال نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ شنکارہ کی آتما نے ایک منش کے جسم پر قبضہ کر رکھا تھا۔ مکاشو نامی ایک منش نے اپنے آقا کے ساتھ مل کر اس کا عارضی جسم فنا کر دیا ہے اور ان دونوں نے شنکارہ کی آتما کو قید کر لیا ہے"۔ شیگال نے کہا اور اس بار زاشال، شیگال کی بات سن کر حقیقتاً اچھل پڑا تھا۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا اور حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں اس قدر پھیل گئی تھیں جیسے وہ ابھی حلقے توڑ کر باہر آگریں گی۔

"شنکارہ کی آتما کو قید کر دیا ہے۔ یہ، یہ تم کیا کہہ رہے ہو شیگال۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیسے ہو گیا یہ سب کچھ۔ مجھے تفصیل بتاؤ"۔ زاشال نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو شیگال اسے تفصیل بتانے لگا جسے سن کر زاشال کا چہرہ حیرت اور غصے سے اور زیادہ بگڑ گیا تھا۔

"آقا، اب شنکارہ کو حاصل کرنا آپ کے لئے اور زیادہ مشکل ہو گیا ہے"۔ شیگال نے کہا۔

"نہیں، نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ شنکارہ میری ہے صرف میری۔ اسے میں حاصل کروں گا ہر حال میں۔ اس کے لئے چاہے مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑے میں جاؤں گا"۔ زاشال نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔



"اگر آپ شنکارہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس جگہ جانا ہو گا آقا جہاں شنکارہ کو قید کیا گیا ہے۔ ان منشوں نے شنکارہ کو ایک دھاتی بوتل میں بند کیا تھا۔ اب آپ کو وہ بوتل حاصل کرنی ہو گی۔ اس کے بعد ہی آپ کے لئے افریقہ کے جنگلوں میں جانا فائدہ مند رہے گا۔ ورنہ........" شیگال نے کہا تو زاشال چونک کر شیگال کو دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔ تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ میں افریقہ کے جنگلوں کا سفر ترک کر دوں"۔ زاشال نے کہا۔

"ہاں آقا۔ دھاتی بوتل کو ایک پراسرار شکتی ساکالی مکاشو سے چھین کر لے گئی ہے۔ آپ کو ساکالی سے اس بوتل کو حاصل کرنا ہو گا جس میں شنکارہ قید ہے۔ شنکارہ کی آتما آپ کے قبضے میں ہو گی تو آپ کا سفر بھی آسان ہو جائے گا اور سردار زکاٹا کے مقابلے میں آپ کی طاقتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ اگر سردار زکاٹا نے آپ پر اپنی طاقتوں کا استعمال کیا تو آپ آسانی سے ان کا توڑ کر سکیں گے۔ اب اگر آپ نے اپنا سفر جاری رکھا اور سردار زکاٹا نے دھکشو جادو کی شکتیوں کو یہاں بھیج دیا تو اس سے آپ تو شاید بچ نکلیں لیکن آپ کے پجاری اور آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا"۔ شیگال نے زاشال کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو شیگال۔ واقعی دھکشو جادو کی شکتیوں سے میں اپنے کسی پجاری کو زندہ نہیں بچا سکوں گا۔ وہ ان سب کو لمحوں

میں فنا کر دیں گی۔ ٹھیک ہے مجھے تمہارا مشورہ پسند آیا ہے۔ میں افریقہ کے جنگلوں میں بعد میں جاؤں گا۔ پہلے میں وہ دھاتی بوتل حاصل کروں گا جس میں شنکارہ کی آتما قید ہے۔ لیکن ساکالی شنکارہ کی آتما کو کہاں لے گئی ہے۔ کیا تم مجھے وہ مقام بتا سکتے ہو"۔ زاشال نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا، میں جانتا ہوں"۔ شیگال نے کہا۔

"تو بتاؤ"۔ زاشال نے کہا تو شیگال اسے بتانے لگا کہ ساکالی بدروح اس دھاتی بوتل کو کہاں لے گئی ہے جس میں مکاشو نے شنکارہ کو قید کیا ہے۔

"اوہ، وہاں پہنچتے پہنچتے تو مجھے بہت وقت لگ جائے گا اور ساکالی، شنکارہ کی آتما کو جس دلدل میں لے گئی ہے اسے وہاں سے نکالنے کے لئے مجھے طویل جاپ کرنے پڑیں گے"۔ زاشال نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا، یہ بہت ضروری ہے"۔ شیگال نے کہا۔

"ہونہہ، ان پاکیشیائی منشوں نے شنکارہ کو قید کر کے میری ساری محنت اکارت کر دی ہے۔ میں سوچ رہا تھا افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ کر شنکارہ کو آسانی سے حاصل کر لوں گا۔ مگر......" زاشال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کسی طرح اس دھاتی بوتل کو حاصل کر لیں تو آپ کے لئے باقی تمام مرحلے آسان ہو جائیں گے آقا۔ شنکارہ کو قابو کرنا آپ



کے لئے کچھ مشکل نہ ہوگا"۔ شیگال نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر اس میں اب مجھے بہت سے لگے گا۔ پہلے مجھے ساکالی تک پہنچنے کے لئے راستے بنانے ہوں گے پھر دھاتی بوتل کو دلدل سے نکالنا ہوگا اور اس کے بعد دھاتی بوتل سے مجھے شنکارہ کی آتما کو نکالنے کے لئے بھی طویل جاپ کرنے پڑیں گے۔ ان سب میں بہت سے لگے گا۔ بہت سے"۔ زاشال نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے آقا۔ اب اس دھاتی بوتل کو حاصل کرنے کے سوا آپ کے پاس کوئی اوپائے نہیں ہے۔ شنکارہ کی بدروح کو قبضے میں کرنے کے بعد ہی آپ کا افریقہ کے جنگلوں میں جانا بہتر ہوگا۔ وہاں اب مکمل طور پر سردار زکاٹا کا قبضہ ہے۔ جس کی شکتیوں کا مقابلہ کرنا آپ کے لئے بھی مشکل ہو سکتا ہے۔ ان کا مقابلہ کرنے اور انہیں فنا کئے بغیر آپ کاشارا تک نہیں پہنچ سکیں گے اور سردار زکاٹا اور اس کی شکتیوں کو فنا کرنے کے لئے آپ کے پاس شنکارہ کی آتما کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ وہی اپنی شکتیوں سے ان سب کو فنا کر سکتی ہے"۔ شیگال کہتا چلا گیا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی اب شنکارہ کی آتما کو وش میں کرنے کے سوا میرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے جتنا چاہے وقت لگ جائے مگر میں شنکارہ کی آتما کو ضرور وش میں کروں گا۔ شنکارہ میری ہے۔ صرف میری"۔ زاشال نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"بہت مناسب فیصلہ ہے آقا"۔ شیگال نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ ضرورت ہوگی تو میں تمہیں بلا لوں گا"۔ زاشال نے کہا۔

"جو حکم آقا"۔ شیگال نے سر جھکا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جاؤ۔ جاؤ میں اس جہاز کو واپس موڑنے کے احکامات دیتا ہوں۔ اگر ہم نے مزید سفر جاری رکھا تو واقعی ہم اس جہاز کو تباہی سے نہیں بچا سکیں گے۔ لیکن اگر ہم جہاز کو اسی پہر میں واپس موڑ لیں تو دھکشو جادو کی شکتیاں بھی واپس چلی جائیں گی"۔ زاشال نے کہا تو شیگال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور شیگال کا وجود سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھواں وہاں سے تحلیل ہوتا چلا گیا۔ شیگال کے جاتے ہی زاشال اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے چند لمحے منتر پڑھا اور موم بتیوں کے حصار سے باہر آگیا اور پھر وہ کیبن سے نکل آیا۔

زاشال نے جہاز کے کیپٹن سے مل کر اسے جلد سے جلد جہاز کو واپس موڑنے کا حکم دیا۔ اس کا حکم سن کر جہاز کا کیپٹن حیران تو ضرور ہوا تھا مگر وہ زاشال کے حکم کے آگے مجبور تھا۔ چنانچہ اس نے جہاز کو واپس موڑ لیا۔

جہاز کو واپس مڑتے دیکھ کر زاشال مطمئن ہو گیا تھا۔ اب اسے یقین تھا کہ سردار زکاٹا کے دھکشو جادو کی شکتیاں وہاں نہیں آئیں گی اور وہ بھی واپس لوٹ جائیں گی۔ اسے اب تک حیرت تھی کہ عمران



نامی ایک انسان اور اس کے ایک ساتھی مکاشو جس کا اصل نام جوزف تھا، نے شنکارہ کو حیرت انگیز طریقے سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ شنکارہ اس کے دسترس سے دور چلی گئی۔ جس تک پہنچنے کے لئے اسے بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔ اس کے لئے نجانے اسے کتنا وقت لگ جائے۔ اس لئے وہ خاصا مایوس ہو گیا تھا۔

عمران بلیک زیرو کے ساتھ تہہ خانے میں آگیا جہاں ایک کمرے میں جوزف ایک سٹریچر نما ٹیبل پر پڑا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ بلیک زیرو نے اس کی غذائی ضرورت کے لئے اسے ڈرپ لگا رکھی تھی۔

جوزف جس ٹیبل پر بے ہوش پڑا تھا وہ لکڑی کا تھا اور بلیک زیرو نے احتیاط کے پیش نظر اسے بیلٹس سے باندھ رکھا تھا۔ عمران نے سب سے پہلے جوزف کی ڈرپ اتاری اور پھر وہ جوزف کی نبض، اس کے دل کی دھڑکن اور پھر اس کی آنکھیں کھول کر چیک کرنے لگا۔ جوزف کی آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں۔ عمران چند لمحے غور سے جوزف کو دیکھتا رہا پھر یوں سر ہلانے لگا جیسے اسے جوزف کی بے ہوشی کا سبب معلوم ہو گیا ہو۔ اس نے دائیں ہاتھ کی انگلی موڑ کر ہک بنایا اور ہک زور سے جوزف کی پیشانی کے درمیانی حصے میں مار دیا۔ لیکن جوزف کے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی۔ عمران نے ایک بار پھر ہک



اس کی پیشانی پر مارا مگر جوزف کے جسم میں معمولی بھی جنبش نہ ہوئی تو وہ اس کی پیشانی پر زور زور سے ہک مارنے لگا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"خاموش رہو"۔ عمران نے اس کی طرف پلٹ کر اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ بلیک زیرو یکبارگی سر سے پاؤں تک کانپ کر رہ گیا۔ عمران چند لمحے جوزف کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے جوزف کی کنپٹیوں کو مخصوص انداز میں مسلنا شروع کر دیا۔ چند لمحے وہ اسی طرح جوزف کی کنپٹیاں مسلتا رہا پھر وہ دوبارہ جوزف کے سر پر ہک مارنے لگا۔ اس بار وہ جوزف کی پیشانی کی بجائے اس کے سر کے مختلف اطراف میں ہک مار رہا تھا اور پھر جیسے ہی اس نے جوزف کے سر کے درمیانی حصے میں ہک مارا تو یکلخت جوزف کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اس کا جسم اس طرح سے تڑپا تھا جیسے اسے زبردست شاک لگا ہو۔ یہ دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے دوبارہ جوزف کے سر پر اسی جگہ ضرب لگائی جہاں اس نے پہلے ہک مارا تھا۔ جوزف کو پھر جھٹکا لگا مگر اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور تیسری بار پہلے سے زیادہ زور سے اس کے سر پر ہک مارا تو جوزف کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ لیکن اس کی آنکھیں جیسے زندگی کی چمک سے مفقود تھیں۔ اس کی ناک اور منہ سے ایسی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے

سٹیم انجن چل رہا ہو۔ یہ دیکھ کر عمران نے جوزف کا سر پکڑا اور ایک بار پھر اس کی کنپٹیاں مسلنے لگا۔

"جوزف ہوش میں آؤ"۔ عمران نے جوزف کا سر پکڑ کر اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ مگر جوزف کی آنکھوں میں کوئی چمک نہ ابھری تھی۔ یہ دیکھ کر عمران نے اپنی آنکھیں جوزف کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ وہ چند لمحے اسی طرح جوزف کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر اس نے جوزف کے سر کو زور سے ہلایا۔

"جوزف، ہوش میں آؤ۔ جوزف"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ جوزف کی آنکھیں سکڑیں اور پھر پھیل گئیں۔

"ہوش میں آؤ جوزف۔ اپنے ذہن پر چھائے ہوئے سیاہ پردے کو ہٹاؤ اور مجھے دیکھو۔ میں عمران ہوں۔ مجھے پہچانو"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں مسلسل دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد اور تیز تھا۔ اس مرتبہ جوزف کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور دوسرے ہی لمحے اس کی بجھی ہوئی آنکھوں میں جیسے زندگی کی چمک آ گئی۔

"بب۔ باس"۔ اس کے منہ سے نکلا۔

"جوزف، ہوش کرو"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ جوزف کا جسم یکلخت کانپنے لگا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل اور سکڑ رہی تھیں مگر شاید اس کا شعور نہیں جاگ رہا تھا۔

"جوزف۔ جوزف"۔ عمران بار بار اسے پکار رہا تھا۔ پھر اچانک



جوزف کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ عمران کو یک ٹک دیکھنے لگا۔

"گڈ، خود کو سنبھالو جوزف"۔ عمران نے کہا۔

"بب، باس۔ مم، میں۔ میں........" جوزف کے منہ سے تھرتھراتی ہوئی آواز نکلی۔

"ہوش میں آؤ جوزف"۔ عمران نے ایک بار پھر جوزف کی پیشانی پر ہک مارا تو اس بار جوزف کے منہ سے درد بھری چیخ نکل گئی اور پھر جیسے اسے ہوش آ گیا۔

"یہ، یہ تم ہو باس"۔ جوزف نے کہا اسے اپنی اصل آواز میں بولتے دیکھ کر عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔

"ہاں جوزف میں تمہارا باس ہوں۔ اپنے شعور کو جگاؤ۔ ورنہ میں تمہارے سر پر گوڑا کی اندھی ناگن بٹھا دوں گا جو تمہارے سر پر سرخ انڈے دے کر بھاگ جائے گی اور جب وہ انڈے پھوٹیں گے تو ان سے گنڈارا کی اندھی بدروحیں باہر نکل آئیں گی جو تمہیں بھی ہمیشہ کے لئے اندھا کر دیں گی اور تمہیں اپنے ساتھ گنڈارا کی سیاہ دلدلوں میں لے جائیں گی"۔ عمران نے درشت لہجے میں کہا تو جوزف کا سیاہ چہرہ اور زیادہ سیاہ ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک پوری طرح سے سرایت کر گئی تھی۔

"بب، باس۔ فار گاڈ سیک باس۔ اپنے غلام جوزف دی گریٹ کو اس قدر بھیانک بدعا نہ دو۔ جوزف گنڈارا کی بھیانک بدروحوں کے نام سے بھی کانپتا ہے"۔ جوزف نے ہوش میں آ کر یکلخت کانپتے ہوئے

لہجے میں کہا۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ عمران نے جلدی سے اس کے بیلٹس کھولنے شروع کر دیئے۔

"تو پھر اٹھو جوزف اور اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ"۔ عمران نے کہا۔ جوزف نے سر ہلایا اور جلدی سے میز سے اتر کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو واقعی اس پر گنڈارا کی بدروحیں ٹوٹ پڑیں گی۔ تیزی سے کھڑے ہونے کی وجہ سے وہ ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا مگر پھر اس نے خود کو جلدی سے سنبھال لیا۔

"گڈ۔ اب اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بھیانک گنڈارا کی بدروحوں کا رقص نہ دکھاؤں تو سامنے دیوار کے پاس جا کر سر کے بل کھڑے ہو جاؤ اور اس وقت تک سر کے بل کھڑے رہو جب تک تمہاری آنکھوں کے سامنے سے دھند ختم نہ ہو جائے۔ جاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"ج۔ جو حکم باس"۔ جوزف نے بوکھلا کر کہا اور تیزی سے سامنے دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ پھیلا کر زمین پر ٹکائے اور پھر قلابازی کھانے والے انداز میں اچھلا اور دیوار کے ساتھ الٹا کھڑا ہو گیا

"کیا اس طرح جوزف، شنکارہ کے تنویمی عمل سے نکل آئے گا"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ شنکارہ نے اس کے لاشعور کو آف کر رکھا تھا۔ میں نے اس کے لاشعور کو جگانے کے لئے اس کی پیشانی پر ضربیں لگائی تھیں۔



اب اس کا لاشعور اور شعور مکمل طور پر بیدار ہو گیا ہے۔ اب یہ مکاشو سے دوبارہ جوزف بن گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"بہرحال شکر ہے کہ جوزف کو ہوش آ گیا ہے۔ ورنہ میں اس کے لئے واقعی متفکر تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"ہاں۔ شب دیجور کی ناخلف اولاد۔ کچھ یاد آیا کہ تمہیں کیا ہوا تھا اور تم کیا کیا کرتے رہے تھے"۔ عمران نے آگے بڑھ کر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ن۔ نہیں باس۔ مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا۔ مجھے بس اتنا یاد ہے کہ صفدر میرے پاس ایک لڑکی کو لایا تھا۔ اس لڑکی کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ گندی بدروح ہو۔ میں نے صفدر کو کہا تھا کہ وہ اس گندی بدروح کو لے جا کر کسی گہرے اور پرانے کنویں میں پھینک دے مگر صفدر نہیں مانا تھا۔ مجھے اس لڑکی سے بے حد گھن آ رہی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر اس لڑکی کو ہوش آ گیا تو وہ مجھے اور صفدر کو ہلاک کر دے گی۔ اس کے جسم سے مجھے شیطانی طاقتوں کی بو بھی آ رہی تھی۔ صفدر نے میری بات ماننے سے انکار کیا تو میں اس لڑکی کو خود کسی گہرے اور پرانے کنویں میں پھینکنے کے لئے لے جانے لگا جس پر صفدر میرے مقابلے پر آ گیا۔ مجھے اس لڑکی کے ہوش میں آنے سے پہلے اسے کسی گہرے اور پرانے کنویں میں پھینکنا تھا اس لئے مجھے مجبوراً صفدر پر ہاتھ اٹھانا پڑا اور پھر میں صفدر کو بے

ہوش کرکے اس لڑکی کو لے گیا۔ میں اس لڑکی کو بہت دور ایک زرعی فارم کی طرف لے گیا تھا۔ جہاں میرے اندازے کے مطابق پرانا اور گہرا کنواں ہونا چاہئے تھا مگر وہاں کوئی کنواں نہیں تھا۔ میں جب کنویں کی تلاش میں ناکام ہو کر واپس کار کی طرف آیا تو اس دوران اس لڑکی کو ہوش آچکا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ کرتا لڑکی نے ماورائی گندی طاقتوں کو استعمال کرکے میرے ذہن پر اندھیرا پھیلا دیا۔ میں نے اس اندھیرے کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس تاریکی نے میرے ذہن پر اس حد تک قبضہ کر لیا تھا کہ میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔ وہ تاریکی اب میرے ذہن سے ختم ہوئی ہے"۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم نے صرف صفدر پر ہی نہیں مجھ پر بھی ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی تھی جوزف"۔ عمران نے کہا تو جوزف کے جسم پر جیسے لرزہ سا طاری ہو گیا۔

"نن۔ نہیں باس۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ جوزف دی گریٹ مر تو ہو سکتا ہے مگر اپنے آقا پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کرے یہ ناممکن ہے باس۔ قطعی ناممکن"۔ جوزف نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے شنکارہ کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔ شنکارہ کا نام سن کر اور یہ جان کر کہ وہ شنکارہ کے تابع رہ چکا ہے جوزف کا رنگ اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا اور اس نے واقعی اس انداز میں کانپنا



شروع کر دیا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو۔

"شش۔ شنکارہ۔ اوہ۔ اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے باس۔ شنکارہ کی بدروح تو سیاہ مورتی میں قید تھی اور وہ سیاہ مورتی افریقہ کے گھنے جنگلوں میں سامی گان قبیلے والوں کے قبضے میں تھی۔ پھر وہ زندہ ہو کر یہاں کیسے آگئی اور۔ اور......" جوزف نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ساری تفصیل بتا چکا ہوں۔ اب باقی کے حالات تم خود معلوم کرو۔ بلاؤ اپنے وچ ڈاکٹر جوشوا کو جو تمہیں اپنا بیٹا کہتا ہے اور تمہیں سب کچھ بتانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس سے تفصیل معلوم کرو اور اس سے یہ بھی پوچھو کہ ہم اس بدبخت بدروح سے اپنی جان کیسے چھڑوا سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"فادر جوشوا۔ اوہ ہاں۔ مجھے واقعی شنکارہ کے لئے فادر جوشوا سے رابطہ کرنا پڑے گا"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ فادر جوشوا شنکارہ کے سلسلے میں تمہاری رہنمائی کر سکتا ہے"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس۔ فادر جوشوا وچ ڈاکٹروں کا وچ ڈاکٹر ہے۔ اس سے کچھ چھپا نہیں ہوتا۔ خاص طور پر وہ بدروحوں اور شیطانی ذریتوں کے بارے میں بہت علم رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ شیطانی ذریتوں کو فنا کرتا آیا ہے اور بدروحیں تو اس کا نام سن کر ہی بھاگ جاتی ہیں"۔ جوزف نے

کہا۔ الٹا ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو گئی تھیں جیسے اس کے جسم کا سارا خون اس کی آنکھوں میں سمٹ آیا ہو۔

"اور فادر جوشوا کی روح سے ملنے کے لئے تمہیں کیا کرنا پڑے گا"۔ عمران نے اس کی طرف دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"فادر جوشوا کی روح کو بلانے کے لئے مجھے ایک خاص عمل کرنا پڑے گا باس۔ ایک الگ کمرے میں جا کر میں کمرے میں ہر طرف گھی کے چراغ روشن کر دوں گا۔ پھر مجھے افریقیوں کا مشہور جوشوا رقص کرنا ہوگا۔ اس کے بعد مجھے بلند آواز میں فادر جوشوا کو پکارنا ہوگا۔ تب فادر جوشوا کی مقدس روح میرے سامنے آجائے گی اور میں اس سے جو پوچھوں گا وہ مجھے بتا دے گی"۔ جوزف نے کہا اور اس کی باتیں سن کر عمران اور بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں آگئیں۔

"اور یہ عمل کتنی دیر میں پورا ہوگا"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کے لئے مجھے کم از کم دو گھنٹے لگیں گے"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے فادر جوشوا کی روح سے میں اور بلیک زیرو مل سکتے ہیں۔ یا تمہارا عمل دیکھ سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ یہ ممکن نہیں ہے"۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

"کیوں۔ یہ ممکن کیوں نہیں ہے"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"فادر جوشوا کی روح صرف مجھے پہچانتی ہے۔ وہ مجھ سے ہمیشہ الگ تھلگ ملتی ہے۔ اگر میرے آس پاس کوئی ہو تو وہ میرے سامنے بھی



نہیں آتی"۔ جوزف نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تب تم اکیلے ہی جا کر اپنا عمل کرو اور فادر جوشوا کی روح سے پوچھو کہ شنکارہ پر ہم کیسے قابو پا سکتے ہیں اور اگر وہ اسی طرح آزاد رہی تو وہ ہمارے لئے کس قدر پریشانی کا باعث بن سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"او کے باس۔ میں یہ سب باتیں پوچھ لوں گا"۔ جوزف نے کہا۔

"کیا یہ عمل تم یہیں کرو گے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ اگر آپ مجھے ایک ہزار ایک سو ایک گھی کے چراغ مہیا کر دیں تو میں یہ عمل یہیں شروع کر دوں گا"۔ جوزف نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ ایک ہزار ایک سو ایک گھی کے چراغ اور گھی بھی دیسی ہی ہو۔ مارے گئے۔ طاہر بھائی کیا تمہارے اکاؤنٹ میں اتنی رقم ہو گی جس سے میں اس شب دیجور کی اولاد کے لئے اتنی تعداد میں گھی کے چراغ لا سکوں۔ میری جیب میں تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے"۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی لاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔ ظاہر ہے دانش منزل میں گھی کے چراغ تو ہونے سے رہے اس لئے بلیک زیرو کو باہر جانا پڑا تھا۔

"تم اس وقت تک اسی حال میں رہو گے جب تک بلیک زیرو بازار سے چراغ اور گھی نہیں لے آتا۔ میں اتنی دیر میں ایک دو ضروری

کام کر کے آتا ہوں"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے "یس باس" کہا تو عمران تہہ خانے سے نکل کر آپریشن روم میں آگیا۔ اس نے جولیا کو فون کر کے ہدایات دی تھیں کہ وہ تمام ممبران کو اپنے فلیٹ میں بلا لے۔ ایکسٹو ان کے پاس عمران کو بھیج رہا ہے۔ وہ جو کہے انہیں اس کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے۔ ممبران اب تک یقیناً جولیا کے فلیٹ میں پہنچ چکے ہوں گے۔ لیکن ابھی چونکہ عمران کو یہاں دیر لگ سکتی تھی اس لئے اس نے سوچا کہ وہ ممبران کو آگاہ کر دے کہ اسے آنے میں دیر ہو جائے گی۔ اس نے جولیا کے فلیٹ میں فون کیا لیکن دوسری طرف سے اسے کوئی رسپانس نہ ملا تو وہ قدرے پریشان ہو گیا۔ اس نے فرداً فرداً تمام ممبران کے نمبر ملائے مگر کوئی اس کا فون رسیو نہیں کر رہا تھا۔

"کیا مطلب۔ یہ سب ایک ساتھ گدھے کے سینگوں کی طرح کہاں غائب ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے چند لمحے توقف کے بعد تمام ممبران کو واچ ٹرانسمیٹر پر کال کی مگر جواب ندارد۔ جس پر عمران پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اسے اس طرح تمام ممبران کے غائب ہونے کا مقصد سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"کہاں جا سکتے ہیں سب کے سب"۔ عمران نے حیرانی سے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کچھ سوچ کر ڈائمنڈ کلب فون کیا اور ڈائمنڈ کلب میں موجود بلیک پینتھر سے بات کی۔ اس نے بلیک پینتھر کو حکم دیا کہ وہ فوراً جولیا کے فلیٹ میں جائے اور وہاں سے



سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے معلوم کرے۔ اس نے کیپٹن حمزہ کو بتایا تھا کہ اس نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو جولیا کے فلیٹ میں جانے کے لئے کہا تھا۔ انہیں جولیا کے فلیٹ میں ہونا چاہئے تھا لیکن اب جولیا کے فلیٹ سے اسے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا اور نہ ہی اس کا کسی ممبر سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ ہو رہا تھا۔ کیپٹن حمزہ چونکہ سیکرٹ سروس کے ممبران کا ایڈریس نہیں جانتا تھا۔ اس لئے عمران نے اسے جولیا کا ایڈریس بتا دیا تھا اور اسے جلد سے جلد دانش منزل کال کرنے کو کہا تھا کہ وہ اس کی رپورٹ چیف کو دے۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد بلیک زیرو واپس آگیا۔ وہ دیسی گھی کا کنستر اور لکڑی کی ایک پیٹی میں مٹی کے دیئے بھر کر لایا تھا۔ عمران کے کہنے پر بلیک زیرو تہہ خانے سے جوزف کو بلا لایا اور پھر وہ دونوں کار کی ڈگی سے سامان نکال کر تہہ خانے میں لے جانے لگے۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ خاصے الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں"۔ فارغ ہونے کے بعد بلیک زیرو نے آپریشن روم میں آ کر عمران کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔ تو عمران نے اسے سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے میں بتایا تو وہ بھی پریشان ہو گیا۔ پھر کچھ دیر بعد کیپٹن حمزہ نے ایکسٹو کو رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی کاریں جولیا کی رہائش گاہ کی پارکنگ میں موجود ہیں لیکن جولیا کا فلیٹ خالی ہے۔ جولیا کا فلیٹ اندر سے لاکڈ تھا۔ کیپٹن حمزہ نے پہلے کال بیل دی تھی

لیکن اندر سے جواب نہ ملنے پر وہ اس کے فلیٹ کی ایک کھڑکی توڑ کر اندر چلا گیا تھا۔ فلیٹ میں ایسے آثار تھے جیسے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران وہاں موجود رہے ہوں مگر ان میں سے اب وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے شنکارہ نے ان سب کو غائب کر دیا ہے"۔ کیپٹن حمزہ کی رپورٹ سن کر عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"شنکارہ نے۔ کیا مطلب۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کا شنکارہ سے کیا تعلق"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"بہت گہرا تعلق ہے پیارے"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کچھ بتائیں بھی تو"۔ بلیک زیرو نے جواباً مسکرا کر کہا۔

"کچھ کیا۔ میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔ لیکن پہلے ایک کپ چائے پلا دو"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ چائے کی تو میں بھی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ میں ابھی لاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اٹھ کر ایک مشین کو آن کیا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ مشین سے گھوں گھوں کی آواز نکلی اور اس پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلب سپارک کرنا شروع ہو گئے۔ یہ وسیع حیطہ عمل کی ٹرانسمیٹر مشین تھی۔ جس سے عمران ٹرانسمیٹروں کی فریکوئنسیوں سے ان کی لوکیشن معلوم کرنے کا



کام لیتا تھا۔ اس مشین سے ٹرانسمیٹر کا کام بھی لیا جا سکتا تھا۔ عمران کو مارٹن نے جو فریکوئنسی بتائی تھی اور اسے جس بلیک گرل کے بارے میں بتایا تھا اس سے عمران کو شک تھا کہ وہ بلیک گرل شنکارہ ہی ہو سکتی تھی۔ کیونکہ بلیک ایگل کے گروہ کو جس طرح بلیک گرل نے اپنے انڈر کیا تھا یہ کام صرف پراسرار اور ماورائی قوتوں کا مالک ہی کر سکتا تھا اور شنکارہ میں یہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

عمران نے مارٹن کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ملائی اور جب دوسری طرف سے خود بلیک گرل نے اس کی کال رسیو کی تو اس کی آواز سن کر عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ شنکارہ کی ہی آواز تھی۔ عمران نے جان بوجھ کر اس سے جوزف کے بارے میں بات کی کہ وہ بدستور بے ہوش ہے۔ جس پر شنکارہ نے اس سے کہا کہ اس کا مکاشو اس کے زیر اثر ہے جب تک وہ نہیں چاہے گی اسے ہوش نہیں آئے گا۔ شنکارہ نے عمران کو اپنے ٹھکانے کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ وہ اس کے مکاشو کو وہیں لے آئے۔ جس پر عمران نے انکار نہیں کیا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر شنکارہ سے اپنے ساتھیوں کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔ شنکارہ کی آواز سن کر اس نے دل ہی دل میں ایک پروگرام بنا لیا تھا جس پر عمل کر کے وہ شنکارہ تک پہنچنا چاہتا تھا پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اپنے پروگرام کے بارے میں سوچنے لگا۔ چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ڈائمنڈ کلب فون کیا اور کیپٹن حمزہ کو ہدایات دینے لگا۔ اس دوران بلیک زیرو چائے

کے دو کپ بنالایا تھا۔ایک کپ اس نے عمران کے سامنے مشین کی سائیڈ پر رکھ دیا تھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ کیپٹن حمزہ کو ہدایات دے کر عمران نے فون بند کر دیا۔

"خیریت۔آپ نے بلیک جیتھر کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیار رہنے کا حکم دیا ہے ۔ کیا ان کے ساتھ آپ کہیں ایکشن کرنا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ شنکارہ نے مجھے اپنے ٹھکانے کے بارے میں بتا دیا ہے ۔ وہاں بلیک ایگلز کا پورا گروہ موجود ہے جن کے ساتھ لامحالہ ہمارا ٹکراؤ ہو گا۔اس لئے میں نے کیپٹن حمزہ کو مسلح افراد کے ساتھ تیار رہنے کو کہا ہے ۔اب ذرا جوزف اپنے کام سے فارغ ہو جائے تو میں اپنے پروگرام کو حتمی شکل دوں گا"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیسا پروگرام"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کیپٹن حمزہ کی رپورٹ کے مطابق جولیا کے فلیٹ کی پارکنگ میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی کاریں موجود ہیں۔ پھر جولیا کے فلیٹ کا دروازہ بھی اندر سے بند تھا۔ کیپٹن حمزہ جولیا کے فلیٹ کی ایک کھڑکی توڑ کر اندر داخل ہوا تھا۔ اس نے ڈرائینگ روم میں چائے کے کپ دیکھے تھے جن کی تعداد ہمارے ممبران کی تعداد جتنی تھی۔اس کے علاوہ کیپٹن حمزہ نے کمرے کے قالین پر جوتوں کے دباؤ کے نشانات بھی دیکھے تھے جس کا مطلب ہے کہ وہ سب وہیں تھے ۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ سب کمرے سے



یکلخت غائب ہو گئے ہوں اور ہاں کیپٹن حمزہ نے ایک بات اور بھی بتائی ہے"۔ عمران کہتا چلا گیا۔

"وہ کیا"۔ بلیک زیرو نے بے اختیار پوچھا۔

"جولیا اور ممبران جس ڈرائینگ روم میں تھے وہاں اسے ممبران کے مشین پسٹل گرے ہوئے ملے ہیں۔ وہاں گولیوں کے بے شمار نشانات ہیں جو دیواروں اور صوفوں میں ہیں۔ جس کی وجہ سے کیپٹن حمزہ نے کہا تھا کہ اسے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ان سب نے کسی پر ایک ساتھ زبردست فائرنگ کی ہو۔لیکن اسے وہاں خون کا معمولی دھبہ بھی نہیں ملا تھا اس قدر شدید فائرنگ کے باوجود وہاں کوئی زخمی نہیں ہوا تھا۔اب تم خود سوچو کہ سیکرٹ سروس کے ممبران پاگل تو نہیں ہیں جو کمرے میں مشین پسٹل سے فائرنگ کرتے رہے ہوں اور ان کی فائرنگ کی آواز کمروں سے باہر بھی نہ گئی ہوں اور پھر اس قدر شدید فائرنگ ہونے کے باوجود وہاں خون کا ایک دھبہ بھی نہ ہو۔ کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے ۔ پھر سیکرٹ سروس کے ممبران کے مشین پسٹلز کا وہاں پایا جانا۔جولیا کے فلیٹ کا اندر سے بند ہونا اور سب کی کاروں کا وہاں موجود ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سب ماورائی حالات کا شکار ہوئے ہیں۔ان کے پاس شنکارہ گئی تھی۔ ان سب نے لامحالہ شنکارہ پر ہی فائرنگ کی ہو گی اور شنکارہ چونکہ ماورائی صلاحیتیں رکھتی ہے اس لئے وہ گولیوں کا شکار نہیں ہوئی ہو گی اور شنکارہ ان سب کو لے کر غائب ہو گئی ہو گی"۔ عمران نے مسلسل

بولتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے عمران کے دماغ میں خلل پڑ گیا ہو۔ جو اس سائنسی اور جدید دور میں اس قدر ناقابل یقین اور دقیانوسی باتیں کر رہا ہو۔

"اگر آپ کو اتنا ہی یقین ہے کہ ممبران کے اغوا کے پیچھے شنکارہ کا ہاتھ ہے تو آپ اس کی وجہ بھی یقیناً جانتے ہوں گے کہ شنکارہ نے ان سب کو اغوا کیوں کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"شاید وہ سمجھتی ہے کہ میں ممبران کی وجہ سے اس کے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانے اور اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جاؤں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ"۔ عمران کی بات سن کر بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"اب مجھے صرف ایک بات کی ہی فکر ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کس بات کی"۔ بلیک زیرو نے جلدی سے پوچھا۔

"شنکارہ نے جس طرح اپنی پراسرار طاقتوں سے ممبران کو اغوا کیا ہے۔ میں سوچ رہا ہوں اگر اس نے ان سب کو اسی طرح افریقہ کے جنگلوں میں یا پھر کسی اور جگہ پہنچا دیا ہو جہاں ہماری پہنچ نہ ہو تو کیا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے تشویش تھی۔

"اوہ"۔ بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"شنکارہ جیسی بدروح سے کوئی بعید نہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔



"کیا آپ ان سب باتوں پر یقین رکھتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں یقین نہ رکھنے والی کون سی بات ہے۔ تمام حالات تمہارے سامنے ہیں۔ شنکارہ شیطانی ذریت کی ایسی طاقت ہے جس کے پاس ماورائی طاقتوں کی کوئی کمی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"معاف کیجئے گا عمران صاحب۔ مجھے کہنا تو نہیں چاہئے لیکن ......" بلیک زیرو نے عجیب سی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا۔ کچھ کہنا چاہتے ہو تم"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"شنکارہ کے معاملے میں یا تو آپ خاصے الجھے ہوئے ہیں یا پھر"۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ جیسے اصل بات کہنے سے وہ گھبرا رہا ہو۔ اس کی بات سن کر عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"یا پھر میں شنکارہ سے خوفزدہ ہو گیا ہوں۔ یہی کہنا چاہتے ہو ناں تم"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید"۔ بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"احمق۔ میں اس سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ میں نے ایک نظریاتی بات کی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بار چونکہ ہمارا مقابلہ کسی عام مجرمہ سے نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں اس کا خوب سوچ سمجھ کر مقابلہ کرنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس بار ماورائی طاقتوں کا مقابلہ ہمیں ماورائی

طریقہ سے کرنا پڑے ۔ اب وہ ماورائی طریقہ کیا ہوگا یہ تو ہمیں جوزف ہی بتا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کا کیا خیال ہے ۔ کیا جوزف اس معاملے میں ہمارے کام آئے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ جنگل پرنس ہے بلیک زیرو اور افریقہ کی پراسرار سرزمین کی پراسراریت اس میں رچی ہوئی ہے ۔ ایسے معاملات میں وہ ہماری کئی بار مدد کر چکا ہے اور پھر شنکارہ کے بارے میں جو کچھ جوزف جانتا ہے شاید ہی کوئی دوسرا جانتا ہو۔ کیونکہ شنکارہ کا تعلق افریقی قبائل سے ہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اب میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔ واقعی اس عجیب و غریب اور پراسرار سلسلے میں جوزف ہی ہماری مدد کر سکتا"۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے تم سمجھے تو سہی ۔ ورنہ میں تو یہ سمجھنے لگا تھا کہ دانش منزل میں رہتے رہتے تمہاری دانش ہی ختم ہو گئی ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد انٹر کام کی گھنٹی بجی تو عمران اور بلیک زیرو چونک پڑے ۔

"اوہ، لگتا ہے جوزف نے اپنا کام پورا کر لیا ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر سامنے دیوار پر لگا ہوا انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس جوزف ۔ کیا یہ تم ہو"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔



"یس باس"۔ دوسری طرف سے جوزف کی تھکی تھکی آواز سنائی دی۔

"گڈ۔ کچھ معلوم ہوا"۔ عمران نے جلدی سے پوچھا۔

"یس باس۔ آپ نیچے آ جائیں"۔ جوزف نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

"او کے ۔ میں آ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور انٹر کام آف کر دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا کہا ہے جوزف نے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ تہہ خانے میں بلا رہا ہے ۔ آؤ"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آپریشن روم سے نکل کر وہ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے تہہ خانے میں آ گئے جہاں جوزف ایک کرسی پر بیٹھا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ جیسے وہ دور سے دوڑ لگا کر آیا ہو۔ اس کا سارا جسم پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

کمرے میں ہر طرف دیئے جل رہے تھے اور کمرے میں تیز اور عجیب و غریب بو رچی ہوئی تھیں۔

"جوزف۔ جوزف تم ٹھیک ہو"۔ عمران نے تیزی سے جوزف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ٹھیک ہوں"۔ جوزف نے سر اٹھا کر دھیمے سے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"لیکن تمہاری یہ حالت"۔ عمران نے اس کی جانب تشویش بھری

نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو بھی جوزف کی طرف متوحش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جوزف کے چہرے پر زردی سی پھیلی ہوئی تھی اور اس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا جیسے اس کے جسم میں خون موجود نہ ہو اور اس پر شدید نقاہت طاری ہو گئی ہو۔

"مجھے فادر جوشوا کی مقدس روح کو بلانے کے لئے شدید محنت کرنا پڑی تھی باس۔ مجھ پر چونکہ شنکارہ کا منحوس سایہ پڑ چکا تھا اس لئے فادر جوشوا کی روح میرے سامنے نہیں آ رہی تھی اس لئے مجھے اپنی رگوں سے کچھ خون نکالنا پڑا تھا"۔ جوزف نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو نے اس کی ایک کلائی پر کٹ کا نشان دیکھا جہاں سے خون رس رہا تھا۔ فرش کے درمیان میں کافی خون گرا ہوا تھا جو جوزف کا ہی تھا۔

"اوہ، یہ تم نے کیا کیا احمق۔ بلیک زیرو جلدی جاؤ میڈیکل ایڈ باکس لاؤ"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بوکھلا کر پلٹا اور تیزی سے اس کمرے کے ملحقہ کمرے میں بھاگ کر گھستا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ میڈیکل ایڈ باکس اٹھا لایا۔ اس نے میڈیکل ایڈ باکس عمران کے سامنے ایک میز پر رکھ دیا۔ عمران نے جلدی سے باکس کھولا اور اس میں سے انجکشنز، سرنج اور ڈریسنگ کا سامان نکالنے لگا۔ عمران نے سب سے پہلے جوزف کے کٹ پر ایک سپرے کیا اور پھر اس نے جوزف کے کٹ کو سٹچنگ کر کے ڈریسنگ کر دی۔ پھر اس نے جوزف کو جلدی جلدی انجکشنز لگانے شروع کر دیئے۔

"گھبراؤ نہیں جوزف۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے تمہیں



طاقت کے انجکشنز لگا دیئے ہیں۔ ابھی چند ہی لمحوں میں تمہاری نقاہت دور ہو جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں باس۔ تم فکر نہ کرو"۔ جوزف نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز ابھری۔ سیٹی کی آواز سن کر عمران اور بلیک زیرو چونک پڑے۔

"اوہ، کسی ممبر کی ٹرانسمیٹر کال ہے۔ آپ یہیں رکیں میں سن کر آتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بلیک زیرو تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے اور پھر تہہ خانے سے نکلتا چلا گیا۔

جولیا کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے خالی خالی نظروں سے کمرے کی چھت کو دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور پھر خود کو ایک تنگ کمرے میں دیکھ کر وہ چونک پڑی۔ کمرہ گول تھا اور مٹی اور پتھروں کا بنا ہوا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ کمرہ کسی پہاڑی غار کو کاٹ کر بنایا گیا ہو۔ اس کے قریب اس کے ساتھی اور ایک ادھیڑ عمر شخص مڑے تڑے انداز میں پڑے تھے۔ وہ سب بے ہوش نظر آرہے تھے۔

"یہ کون سی جگہ ہے اور ہم سب یہاں ایک ساتھ کیسے آگئے"۔ جولیا نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن میں سابقہ منظر کسی فلمی سین کی طرح ابھرتا چلا گیا۔ اسے اپنے فلیٹ میں شنکارہ کا پراسرار انداز میں آنا، اس کا باتیں کرنا اور پھر ان سب کا



اس پر فائرنگ کرنا اور فائرنگ سے شنکارہ کا بچنا اور پھر شنکارہ کا کوئی عمل کرنا جس سے وہ بے دم ہو کر گر پڑے تھے۔ سب کچھ یاد آگیا تھا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے ہمیں یہاں شنکارہ لائی ہے"۔ جولیا کے منہ سے نکلا۔ اسے اپنے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہوئیں تو وہ چونک پڑی۔ اس نے دیکھا واقعی اس کے جسم پر چونٹیاں رینگ رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر جولیا بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور جلدی جلدی ان چیونٹیوں کو جھاڑنے لگی۔ اس نے فرش پر بے شمار چیونٹیوں کو دیکھا جو اس کے ساتھیوں کے جسموں پر بھی رینگ رہی تھیں۔ جولیا کے قریب تنویر پڑا تھا۔ جولیا جلدی سے اس پر جھک گئی۔

"تنویر۔ تنویر، ہوش میں آؤ۔ تنویر"۔ جولیا نے جھک کر تنویر کو کاندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ لیکن تنویر کے جسم میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔ جولیا نے تنویر اور پھر باری باری اپنے تمام ساتھیوں کو جھنجھوڑا مگر ان میں سے کسی کو ہوش نہیں آرہا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ اگر مجھے ہوش آسکتا ہے تو پھر انہیں ہوش کیوں نہیں آرہا"۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔ اس نے باری باری اپنے سبھی ساتھیوں کو پھر جھنجھوڑا مگر انہیں ہوش نہ آیا۔

"ہونہہ، اب میں انہیں ہوش میں کیسے لاؤں۔ نجانے یہ کون سی جگہ ہے اور شنکارہ کہاں ہے"۔ جولیا نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کمرے میں دیکھنے لگی۔ کمرے کا ایک فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ البتہ شمالی دیوار پر ایک روشندان ضرور بنا ہوا تھا جو کافی بڑا تھا

مگر اس میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ شاید روشندان ہوا کی آمد و رفت کے لئے بنایا گیا تھا۔ جولیا دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے ہینڈل گھمایا مگر دروازہ باہر سے لاک تھا۔ جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے دروازے سے کان لگا کر باہر کی آوازوں کو سننا چاہا مگر باہر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اسی لمحے جولیا کے عقب سے ایک کراہ کی آواز سنائی دی۔ جولیا نے چونک کر پلٹ کر دیکھا تو تنویر کے جسم میں تحریک ہو رہی تھی۔ یہ دیکھ کر جولیا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ تیزی سے تنویر کی طرف بڑھی۔

"تنویر۔ ہوش میں آؤ تنویر"۔ جولیا نے تنویر کے کاندھے پکڑ کر جھنجھوڑا تو اس بار تنویر نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے خالی خالی نظروں سے جولیا کو دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک آئی وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اور پھر وہ بھی اپنے جسم پر سے چیونٹیوں کو جھاڑنے لگا۔

"اوہ، یہ ہم کہاں ہیں مس جولیا"۔ اس نے کہا۔

"ہمیں یہاں لانے والی شنکارہ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ کون سی جگہ ہے اور ہم یہاں کب سے بے ہوش پڑے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"جگہ کون سی ہے۔ مجھے یہ تو نہیں معلوم۔ لیکن ہم یہاں پچھلے تین گھنٹوں سے بے ہوش پڑے ہیں۔ پہلے مجھے ہوش آیا تھا۔ میں نے تم



سب کو ہوش دلانے کی بے حد کوشش کی مگر اب تمہیں خود ہی ہوش آیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔ اسی لمحے باری باری سب نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ حتیٰ کہ اس ادھیڑ عمر شخص کو بھی ہوش آ گیا۔ ان سب نے بھی جگہ اور ماحول کو دیکھ کر جولیا اور تنویر کی طرح پوچھا تھا۔ ادھیڑ عمر سے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ پروفیسر البرٹ ہے۔

"سمجھ میں نہیں آ رہا۔ شنکارہ کو اس طرح ہمیں اغوا کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"اس کا جو بھی مقصد ہے وہ ہم بعد میں دیکھیں گے۔ پہلے ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے۔ عمران صاحب نے ہمیں کسی خاص وجہ سے ایک جگہ جمع ہونے کو کہا تھا۔ انہیں ہماری گمشدگی کا یقیناً پتہ چل گیا ہو گا اور وہ ہمارے لئے پریشان ہو رہے ہوں گے"۔ چوہان نے کہا۔

"عمران۔ تم عمران کے ساتھی ہو اور تم نے ابھی ابھی شنکارہ کا ہی نام لیا تھا ناں"۔ اچانک پروفیسر البرٹ نے چونکتے ہوئے کہا جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"ہاں کیوں۔ کیا آپ عمران اور شنکارہ کو جانتے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں میں جانتا ہوں"۔ پروفیسر البرٹ نے کہا اور اس نے انہیں اپنے بارے میں، عمران کے فون کرنے کے بارے میں اور پھر رہائش گاہ کی تباہی، وہاں عمران کی آمد اور راستے میں غنڈوں کے حملے کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے شنکارہ نے آپ کو اس لئے اغوا کیا ہے کہ کہیں آپ اپنے علوم سے اس کی حقیقت نہ جان لیں"۔ خاور نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"شاید"۔ پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"پروفیسر صاحب۔ کیا آپ یہاں اپنا کوئی عمل کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کیا آپ کے پاس ایسا کوئی عمل ہے جس سے آپ شنکارہ کے سلسلے میں ہماری کوئی مدد کر سکیں"۔ نعمانی نے پروفیسر البرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمل تو بہت سے ہیں۔ مگر ان کے لئے مجھے خاص ماحول بنانا پڑتا ہے۔ جس کے لئے مجھے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں نہ وہ چیزیں ہیں اور نہ ماحول"۔ پروفیسر البرٹ نے کہا۔

"اوہ، اس کا مطلب ہے آپ اس وقت ہمارے کسی کام نہیں آ سکتے"۔ جولیا نے کہا۔

"مجبوری ہے"۔ پروفیسر البرٹ نے کندھے اچکا کر کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں چیف یا عمران صاحب سے بات کر لینی چاہئے"۔ خاور نے کہا۔

"کیا بات کر رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو"۔ جولیا نے خاور کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ وہ پروفیسر البرٹ کی وجہ سے ایسا کہہ رہی تھی۔ گو پروفیسر البرٹ عمران کے دوست تھے لیکن وہ بھلا اس پر اپنی حیثیت کیسے ظاہر کر سکتے تھے۔ خاور، جولیا کی نظروں کا مفہوم سمجھ



گیا تھا۔

"اوہ سوری۔ میں بھول گیا تھا"۔ خاور نے قدرے شرمندہ سے انداز میں کہا۔

"یہاں سے نکلنے کے بارے میں سوچو"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ ہمارے پاس عام اسلحہ تو نہیں ہے۔ یہاں سے نکلنے کے لئے ہمیں سائنسی اسلحے کا استعمال کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے اگر ہم وقتی طور پر تھوڑی دیر کے لئے پروفیسر البرٹ کو ہاف آف کر دیں تو ......"۔ خاور نے کرانسی زبان میں کہا۔

"ہاں یہی مناسب رہے گا۔ ہم اس پر یہ ہرگز ظاہر نہیں ہونے دیں گے کہ ہم کون ہیں"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کام میں کرتا ہوں"۔ تنویر نے کہا۔ وہ پروفیسر البرٹ کے عقب میں تھا۔ اس نے اچانک پروفیسر البرٹ کی گردن پکڑ لی۔ اس سے پہلے کہ پروفیسر البرٹ کچھ سمجھتا۔ تنویر نے اس کی گردن کی مخصوص رگیں دبا کر اسے بے ہوش کر دیا۔ پروفیسر البرٹ، تنویر کے ہاتھوں میں جھول گیا تھا۔ تنویر نے اسے سنبھال کر کمرے کی ایک دیوار کے پاس لٹا دیا۔

"اب ہم اپنا کام آزادانہ ماحول میں کر سکتے ہیں"۔ تنویر نے کہا اور اس نے اپنے لباس کی خفیہ جیب سے چھوٹی سی پچکاری گن نکال لی۔ یہ دیکھ کر جولیا نے اپنے سر پر سے کلپ اتار لیا۔ اسی طرح صدیقی اور خاور نے ریز گن اور نعمانی نے نیڈل تھرو گن جبکہ چوہان نے جیب سے سیاہ

رنگ کے کیپسول نکال لئے ۔ صدیقی نے اوپری جیب سے اپنا مخصوص الٹرا ریز چشمہ نکال کر آنکھوں پر لگا لیا تھا۔ اس نے چشمے کے کناروں پر موجود بٹن پریس کئے تو چشمے کے شیشے ہلکے نیلے ہو گئے۔ صدیقی دروازے کی طرف بڑھا اور چشمے کے بٹنوں کو مسلسل پریس کرتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس چشمے کی مخصوص ریز کی وجہ سے وہ دیواروں کے آر پار دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دروازے کی دوسری طرف ایک راہداری دیکھی ۔ راہداری خالی تھی۔

"دوسری طرف راہداری ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"کوئی نظر آرہا ہے"۔ جولیا نے پوچھا۔

"نہیں، راہداری بالکل خالی ہے"۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان دیواروں کے پیچھے دیکھو"۔ جولیا نے کہا تو صدیقی دیواروں کے پیچھے جھانکنے لگا۔

"شمالی اور جنوبی جانب اسی طرح کے خالی کمرے تھے جبکہ پیچھے راستہ بند ہے ۔ ہم ایک پہاڑی غار میں ہیں مس جولیا۔ باہر جانے کا راستہ صرف مشرقی دروازے کی طرف ہی ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تنویر دروازہ کھولو"۔ جولیا نے کہا تو تنویر سر ہلا کر آگے بڑھا۔ اس نے فولادی دروازے کے کی ہول سے پچکاری گن کا منہ لگایا اور پیچھے سے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ گن سے زرد رنگ کا سیال نکل کر لاک میں گرا۔ اسی لمحے کی ہول سے ہلکا ہلکا دھواں نکلنے



لگا۔ یہ دیکھ کر تنویر پچکاری گن ہٹا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"صدیقی تم مسلسل دروازے کی طرف دیکھتے رہو"۔ جولیا نے کہا تو صدیقی مخصوص چشمے سے راہداری کو دیکھنے لگا۔ پچکاری گن سے نکلنے والے ایسڈ نے چند ہی لمحوں میں دروازے کا لاک پگھلا دیا تھا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر دروازے کا ہینڈل پکڑ کر کھینچا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"آؤ"۔ جولیا نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا تو وہ تیزی سے کمرے سے باہر آ گئے۔

"پروفیسر البرٹ کا کیا کرنا ہے مس جولیا"۔ چوہان نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں فی الحال یہیں پڑا رہنے دو۔ پہلے یہاں سے نکلنے کا راستہ بنا لیں پھر انہیں لے جائیں گے"۔ جولیا نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ محتاط انداز میں راہداری میں بڑھنے لگے۔

"احتیاط سے آگے کوئی ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ راہداری کے سرے پر پہنچ گئے ۔ وہ راہداری کی دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے اور راہداری کے دائیں بائیں دیکھنے لگے تو انہیں دائیں طرف آٹھ مسلح افراد اور بائیں طرف چار افراد دکھائی دیئے ۔ وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے اسی طرف آرہے تھے۔

"ہم ان کے قریب آنے کا انتظار کریں گے ۔ جیسے ہی وہ قریب آئیں گے چوہان تم دائیں سائیڈ والے افراد پر کیپسول بم پھینکو گے اور بائیں جانب سے آنے والے افراد پر میں فلیش ماروں گی اور پھر ہم ان

پر ٹوٹ پڑیں گے"۔ جولیا نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ دونوں سائیڈوں سے ان افراد کی باتیں کرنے اور ان کے قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اور پھر وہ جیسے ہی نزدیک آئے چوہان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دو سیاہ کیپسول دائیں طرف سے آنے والے آٹھ افراد کی جانب اچھال دیئے۔ اس سے پہلے کہ مسلح افراد چوہان اور اس کی پھینکی ہوئی چیز کو دیکھ کر کچھ کرتے کیپسول ان کے قریب آگرے اور پھر یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور ان افراد کے گرد سیاہ دھواں سا پھیل گیا۔ یہ انتہائی زود اثر زہریلا دھواں تھا۔ جس نے آن واحد میں ان آٹھوں مسلح افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ وہ سب کٹے ہوئے شہتیروں کی مانند گر پڑے تھے۔ دھواں اس قدر زہریلا تھا کہ انہیں تڑپنے اور چیخنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ ادھر بائیں طرف آنے والے چار افراد کے قریب آنے کی دیر تھی کہ جولیا دیوار کی سائیڈ سے نکل کر اچانک ان کے سامنے آ گئی۔ اسے دیکھ کر وہ چاروں افراد بری طرح سے چونک اٹھے۔ انہوں نے اپنی گنیں سیدھی کیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتے جولیا نے کلپ کا بٹن پریس کیا تو کلپ کے اگلے حصے سے تیز فلیش سا چمکا اور ان چار افراد کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کی آنکھوں میں یکلخت مرچیں سی بھر گئی ہوں۔ وہ حلق کے بل چیخ اٹھے۔ اسی لمحے خاور اور صدیقی آگے بڑھے اور انہوں نے ان چاروں افراد پر باری باری ریز گن کا فائر کر دیا۔ گن سے سرخ رنگ کی ریز نکل کر جیسے ہی ان افراد پر پڑیں ان کے جسم خوفناک دھماکے سے پھٹ گئے۔



"گڈ۔ تنویر، خاور اور نعمانی تم تینوں بائیں طرف چلے جاؤ۔ چوہان اور صدیقی تم میرے ساتھ دائیں طرف چلو۔ جو بھی نظر آئے اس کو ہلاک کر دو۔ ہمیں یہاں سے ہر حال میں نکلنا ہے اور وہ بھی زندہ"۔ جولیا نے کہا تو تنویر، خاور اور نعمانی تیزی سے بائیں طرف بھاگتے چلے گئے۔ جبکہ جولیا، صدیقی اور چوہان دائیں طرف ہو گئے۔

دھماکوں کی آوازیں غار کے مختلف حصوں میں گونج رہی تھیں جس کی وجہ سے غار میں ہر طرف بھاگنے دوڑنے کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ اسی لمحے سامنے سے تین افراد مشین گنوں کی فائرنگ کرتے ہوئے جولیا کی طرف آنکلے۔ جولیا، صدیقی اور چوہان تیزی سے دیواروں کے ساتھ لگ گئے۔ مشین گنوں سے نکلتی ہوئی گولیاں ان کے قریب سے نکلتی چلی گئیں۔ صدیقی کے پاس بھی خاور جیسی ایک ریز گن تھی۔ اس نے ریز گن کا بٹن پریس کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو نیم دائرے کی صورت میں حرکت دیتے ہوئے ان مسلح افراد پر ریز فائر کی تو ان میں سے دو افراد پر جو بلاسٹنگ ریز کی زد میں آ گئے ان کے جسم زوردار دھماکوں سے پھٹ گئے۔ تیسرے شخص نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے صدیقی نے اس پر بھی بلاسٹنگ ریز فائر کر دی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس شخص کا جسم بھی پھٹ کر لوتھڑوں میں تبدیل ہو گیا۔

"مس جولیا آپ چیف یا عمران صاحب سے رابطہ کریں۔ باقی ہم سنبھال لیں گے"۔ صدیقی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ، ہاں یہ بہت ضروری ہے"۔ جولیا نے کہا۔ دائیں طرف ایک دراڑ تھی جہاں کاٹھ کباڑ پڑا تھا۔ جولیا تیزی سے اس دراڑ میں داخل ہو گئی جبکہ صدیقی اور چوہان تیزی سے سامنے بھاگتے چلے گئے۔ جولیا نے دیوار کی سائیڈ میں آ کر اپنی ریسٹ واچ کا بٹن کھینچا اور چیف کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگی۔ چند ہی لمحوں میں اس کا چیف سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایکسٹو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف۔ اوور"۔ جولیا نے کہا۔

"کہاں ہو تم اور تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ اوور"۔ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا تو جولیا نے چیف کو ساری صورتحال بتا دی۔

"کیا وہاں شنکارہ بھی موجود ہے۔ اوور"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"معلوم نہیں چیف۔ ابھی تک دوبارہ ہمارا اس سے سامنا نہیں ہوا ہے۔ اوور"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہیں اس کا سامنا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کوشش کرو کہ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے نکل جاؤ۔ شنکارہ نے تمہیں کاسانی پہاڑیوں کے غار میں قید کر رکھا ہے۔ وہاں سے نکل کر تم پہاڑیوں میں چلے جاؤ۔ کچھ دیر بعد وہاں عمران، جوزف کے ساتھ پہنچ جائے گا۔ پھر جیسا عمران کہے اس کی ہدایات پر عمل کرنا۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔



"یس چیف۔ اوور"۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ غار میں دوڑنے، بھاگنے، فائرنگ اور دھماکوں کے ساتھ انسانی چیخوں کی ملی جلی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے دو متحارب گروپس میں ٹھن گئی ہو۔

جولیا ٹرانسمیٹر آف کر کے دراڑ سے باہر نکلی۔ اس نے دائیں بائیں جھانکا مگر اس طرف کوئی نہیں تھا۔ اسی لمحے اسے دائیں طرف سے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے چونک کر دیکھا تو اس طرف سے تین افراد بھاگتے ہوئے آ رہے تھے۔ جولیا نے پہلی نظر میں ہی پہچان لیا۔ وہ تنویر، خاور اور نعمانی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جو شاید انہوں نے مجرموں سے چھینی تھیں۔ چند ہی لمحوں میں وہ بھاگتے ہوئے جولیا کے قریب آ گئے۔

"کیا رہا"۔ جولیا نے پوچھا۔

"اس طرف غار در غار راستے اور دراڑیں ہیں۔ جہاں ان لوگوں نے اپنی رہائش گاہیں بنا رکھی تھیں۔ ہم نے ان سب کا خاتمہ کر دیا ہے ان کی تعداد پندرہ تھی"۔ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ"۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ بائیں طرف چل پڑے چند ہی لمحوں میں صدیقی اور چوہان بھی ان کے پاس آ گئے۔ انہوں نے بھی سترہ افراد کو ہلاک کیا تھا جو آگے غار کے دراڑ نما کمروں میں تھے۔

"میرا خیال ہے شنکارہ یہاں نہیں ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتی تو

دھماکوں اور اپنے ساتھیوں کی چیخیں سن کر وہ یقیناً باہر آ جاتی اور ہمیں ایک بار پھر اپنی ماورائی طاقتوں سے قابو کرنے کی کوشش کرتی "۔ جولیا نے کہا۔

" جی ہاں ۔ ہم نے ہر طرف دیکھا تھا مگر شنکارہ کہیں نہیں تھی "۔ صدیقی نے کہا۔

" میری چیف سے بات ہوئی ہے ۔ چیف نے کہا ہے کہ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے ۔ کاسانی پہاڑیوں کے پاس عمران جوزف کو لے کر آ رہا ہے ۔ ہمیں اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے "۔ جولیا نے انہیں چیف کی ہدایات کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

" جوزف "۔ تنویر نے بے اختیار کہا۔

" ہاں ۔ شنکارہ کا تعلق چونکہ بدروحوں سے ہے اور وہ افریقہ کی پراسرار دنیا سے آئی ہے ۔ اس لئے اس کا مدمقابل یقیناً جوزف ہی ثابت ہو سکتا ہے ۔ میرا خیال ہے عمران اسے کسی خاص وجہ سے ہی یہاں لا رہا ہے "۔ جولیا نے کہا۔

" دائیں طرف غار سے باہر جانے کا راستہ ہے ۔ مگر آگے سے غار بند ہے "۔ نعمانی نے کہا۔

" کوئی بات نہیں ۔ ریز گن سے ہم بند غار کو کھول سکتے ہیں ۔ آؤ ۔ اس سے پہلے کہ شنکارہ یہاں آ جائے ہم یہاں سے نکل جاتے ہیں "۔ جولیا نے کہا۔

" اور وہ پروفیسر البرٹ ۔ کیا اسے بھی ساتھ لے جانا ہے "۔ چوہان



نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ ہم اسے شنکارہ کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتے ۔ نعمانی تم جاؤ اور پروفیسر البرٹ کو اٹھا لاؤ "۔ جولیا نے کہا تو نعمانی نے سر ہلایا اور پلٹ کر اس طرف بھاگ اٹھا جہاں وہ پروفیسر البرٹ کو بے ہوش کر کے چھوڑ آئے تھے ۔ تھوڑی ہی دیر میں نعمانی پروفیسر البرٹ کو کاندھے پر لادے وہاں پہنچ گیا تو وہ غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگے ۔ غار کے دہانے پر ایک گول پتھر پڑا تھا ۔ جسے کسی میکنزم کے تحت حرکت میں لایا جاتا تھا ۔ لیکن انہیں چونکہ جلد سے جلد وہاں سے نکلنا تھا اس لئے صدیقی اور خاور نے اس پتھر پر بلاسٹنگ ریز فائر کر دی ۔ جس سے پتھر دھماکے سے پھٹ کر ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا تھا اور وہاں واقعی ایک بڑا شگاف بن گیا تھا اور پھر وہ سب تیزی سے اس شگاف سے نکلتے چلے گئے ۔

شنکارہ غار کے خفیہ کمرے میں موجود تھی اور کرسی پر بیٹھی بڑی بے چینی سے عمران اور مکاشو کا انتظار کر رہی تھی۔ عمران نے اسے کال کر کے کہا تھا کہ وہ بے ہوش مکاشو کو لے کر وہاں پہنچ رہا ہے۔ شنکارہ کو اس بات کی خوشی تھی کہ اس کا غلام مکاشو وہاں پہنچ رہا ہے۔ چونکہ مکاشو ہی وہ انسان تھا جو اسے افریقہ کے جنگلوں میں لے جا کر اس کے لئے کاشارا کے جسم کے حصول کو ممکن بنا سکتا تھا۔ اس لئے وہ بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

مکاشو کے ساتھ وہاں خود عمران بھی آرہا تھا۔ شنکارہ نے سوچا اس بار وہ عمران سے کھل کر بات کرے گی۔ اب وہ اسے بے پناہ دولت کا لالچ دے گی۔ اپنی ماورائی طاقتوں سے وہ عمران کے سامنے سونے اور ہیروں کے ڈھیر لگا دے گی۔ وہ عمران کو دنیا میں ایسا مقام دلا دے گی جو کسی کے پاس نہیں ہو سکتا تھا۔ شنکارہ سوچ رہی تھی اگر عمران



اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جائے تو وہ اسے حقیقت میں راج کرا سکتی ہے۔

شنکارہ کو یقین تھا کہ عمران اس کے لالچ میں ضرور آجائے گا۔ اسی لئے وہ بے چینی سے اس کی آمد کا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن وہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا اور شنکارہ کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

شنکارہ غار کے اس حصے میں تھی جہاں باہر دوسرے غاروں سے کوئی آواز اندر نہیں آسکتی تھی۔ ویسے بھی جیکب نے اپنے لئے یہ کمرہ ساؤنڈ پروف بنا رکھا تھا جس کی وجہ سے نہ کوئی آواز کمرے سے باہر جا سکتی تھی اور نہ باہر کی آواز اندر آسکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ شنکارہ کو سیکرٹ سروس کے ممبران کے ہوش میں آنے اور غار میں ہونے والے ہنگاموں کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔

اچانک شنکارہ کے سامنے روشنی سی چمکی اور وہاں ایک سیاہ فام بڑھیا نمودار ہوئی۔ بڑھیا کا رنگ انتہائی حد تک سیاہ تھا۔ اس کے سر کے بال سفید اور بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے ان بالوں سے اس نے اپنے پورے جسم کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں بالکل سفید تھیں اور اس کے ہونٹ بے حد موٹے اور سرخ تھے۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی تازہ خون پی کر آئی ہو۔ اس کا چہرہ بے حد بھیانک تھا۔ اس کے ہاتھ میں سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی ایک لکڑی تھی جس کا سہارا لئے وہ کھڑی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس کا جسم ہولے

ہولے کانپ رہا تھا۔ جیسے اسے شدید سردی کا احساس ہو رہا ہو۔ اس بڑھیا کو دیکھ کر شنکارہ بری طرح سے چونک پڑی۔

"ساکالی۔ تم یہاں"۔ شنکارہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے اسے اس بڑھیا کی اچانک یہاں آمد کی توقع ہی نہ تھی۔

"ہاں میری بچی۔ میں تمہارے لئے یہاں آئی ہوں"۔ بڑھیا کے منہ سے تھرتھراتی ہوئی آواز نکلی۔

"میرے لئے۔ مگر کیوں۔ میں نے تو تمہیں نہیں بلایا تھا"۔ شنکارہ نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

"میں جانتی ہوں میری بچی۔ تم نے مجھے نہیں بلایا۔ میں خود یہاں آئی ہوں۔ تمہاری حفاظت کرنے کے لئے"۔ بڑھیا نے جس کا نام ساکالی تھا کہا۔

"میری حفاظت کے لئے۔ کیا مطلب"۔ اس کی بات سن کر شنکارہ نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں میری بچی۔ تم خطرے میں ہو۔ روشنی کی دنیا کے نمائندے تمہیں فنا کرنے کی تیاری کر رہے ہیں"۔ ساکالی نے کہا تو شنکارہ کے چہرے پر شدید تحیر ابھر آیا۔

"روشنی کے نمائندے مجھے فنا کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو ساکالی۔ تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو"۔ شنکارہ نے حیرت اور غصے کے ملے جلے انداز میں کہا۔



"میں تمہیں بتاتی ہوں۔ تم یہاں جس عمران اور جوزف کا انتظار کر رہی ہو وہی دونوں تمہیں فنا کرنے یا پھر تمہیں اپنے بس میں کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ وچ ڈاکٹروں کے بہت بڑے رشی نے جس کا نام جوشوا ہے جوزف کے سر پر پدرانہ ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ وہ ہر مشکل اور پریشانی میں جوزف کی کسی نہ کسی انداز میں مدد کرتا رہتا ہے۔ جوزف بھی جب کبھی کسی مشکل میں ہوتا ہے تو وہ جوشوا جسے وہ فادر جوشوا کہتا ہے کی روح سے مدد مانگ لیتا ہے۔

عمران کے کہنے پر جوزف نے فادر جوشوا سے ں طور پر رابطہ کیا تھا۔ جس نے جوزف کو تمہاری تمام حقیقت بتا دی ہے۔ اس نے جوزف کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ تم کس طرح فنا ہو سکتی ہو یا کس طرح تمہیں قابو کیا جا سکتا ہے۔ فادر جوشوا نے جوزف کو جو کچھ بتایا تھا وہ اس نے عمران کو بتا دیا ہے۔ اب وہ تمہیں فنا کرنے یا قابو کرنے کے لئے یہاں آ رہے ہیں"۔ ساکالی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو ساکالی۔ جوزف میرا غلام مکاشو ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے عمران نے مجھ سے رابطہ کر کے کہا تھا کہ مکاشو بے ہوش ہے اور اسے کسی طرح ہوش نہیں آ رہا۔ جس کی وجہ سے وہ اسے لے کر یہاں آ رہا ہے تاکہ میں اسے ہوش میں لا سکوں۔ اگر مکاشو بے ہوش ہے تو پھر وہ فادر جوشوا سے کیسے رابطہ کر سکتا ہے"۔ شنکارہ نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے۔ وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے میری

بچی "۔ ساکالی نے کہا۔

" اوہ، لیکن وہ مجھے کیسے فنا کر سکتے ہیں اور قابو کرنے سے تمہاری کیا مراد ہے "۔ شنکارہ نے کہا۔

" یہ میں نہیں جانتی اور نہ ہی مجھے بتایا گیا ہے۔ مجھے تمہارے پاس مہا شیطان نے بھیجا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ عمران اور جوزف نامی انسان تمہارے لئے شدید خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ عمران میں چونکہ نیکی کے اوصاف ہیں اور وہ انتہائی اعلیٰ درجے کا باکردار انسان ہے اس لئے تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گی اور نہ ہی تم جوزف کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہو۔ کیونکہ وہ عمران کے ساتھ ہے اور اس کے سر پر بڑے بڑے وچ ڈاکٹروں کا ہاتھ ہے اس لئے مہا شیطان کا حکم ہے کہ تم ان کا سامنا نہ کرو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس ملک کو چھوڑ کر کسی جنگل بیاباں میں چلی جاؤ تاکہ وہ دونوں تم تک نہ پہنچ سکیں "۔ ساکالی کہتی چلی گئی۔

" تت، تمہارا مطلب ہے۔ مہا شیطان نے مجھے ان دونوں انسانوں سے ڈر کر بھاگ جانے کا مشورہ دیا ہے "۔ شنکارہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں میری بچی۔ یہ بات نہیں ہے "۔ ساکالی نے کہا۔

" تو پھر اور کیا بات ہے "۔ شنکارہ نے غصے اور بے بسی کے عالم میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" یہ مصلحت کا تقاضہ ہے میری بچی "۔ ساکالی نے کہا۔



" مصلحت۔ کیسی مصلحت "۔ شنکارہ نے کہا۔

" تم ابھی ادھوری ہو میری بچی۔ جب تک تم کاشارا کا جسم حاصل نہیں کر لیتیں اس وقت تک تم مکمل نہیں ہو سکتیں۔ کاشارا کا جسم حاصل کرنے کے لئے ابھی تمہیں کئی کٹھن مرحلوں سے گزرنا ہے۔ کاشارا تک پہنچنے اور اس کا جسم حاصل کرنے میں تمہیں بہت وقت لگے گا اور جب تک تم مکمل شنکارہ دیوی نہیں بن جاتیں تم ہمیشہ خطرے میں رہو گی۔ تمہیں نہیں معلوم تم جیسی مہان شکتی کو حاصل کرنے کے لئے بہت سی طاقتیں حرکت میں آ چکی ہیں۔ جن سے تمہیں بچنا ہے۔ اگر تم کسی کے قابو میں آ گئی تو وہ تمہیں اپنی کٹھ پتلی بنا لے گا اور تمہیں ہمیشہ اس کی کنیز بن کر رہنا ہو گا۔ کیا مہا شکتیوں کی مالکہ یہ چاہے گی کہ وہ کسی کی کنیز بن کر رہے "۔ ساکالی کہتی چلی گئی۔

" نن، نہیں۔ نہیں میں عظیم شنکارہ ہوں۔ مہان شکتیوں کی مالکہ شنکارہ دیوی اور شنکارہ دیوی کسی کی کنیز بن کر رہے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے "۔ شنکارہ نے تیز لہجے میں کہا۔

" تو پھر جو مہا شیطان کا حکم ہے اسے مان جاؤ میری بچی۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ خود کو انسانوں کے قبضے سے بچانا چاہتی ہو تو یہاں سے دور بہت دور کسی جنگل میں چلی جاؤ "۔ ساکالی نے کہا۔

" اوہ، مم مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں دو انسانوں کے ڈر سے کیسے بھاگ سکتی ہوں۔ نہیں ساکالی یہ بزدلی ہے۔ میں شنکارہ دیوی ہوں

اور شنکارہ دیوی بزدل نہیں ہو سکتی۔ کبھی نہیں"۔ شنکارہ نے غرا کر کہا۔

"پھر وہی بات۔ میں تمہیں کہہ رہی ہوں ناں"۔ ساکالی نے کہا لیکن شنکارہ نے فوراً اس کی بات کاٹ دی۔

"بس ساکالی۔ اس سے زیادہ کچھ نہ کہنا۔ شنکارہ نہ بزدل ہے اور نہ ہی بزدلی دکھا سکتی ہے۔ اس لئے اپنے مشورے اپنے پاس ہی رکھو۔ اگر عمران اور مکاشو میری موت کے خواہاں ہیں تو پھر میں بھی ان کو ہلاک کرنا اپنا مقصد بنا لوں گی۔ تم یہ بخوبی جانتی ہو کہ شنکارہ جو مقصد بنا لیتی ہے اس میں ہر صورت میں کامیابی حاصل کرتی ہے"۔ شنکارہ نے نخوت بھرے انداز میں کہا۔

"اوہ، کیا تم عمران اور جوزف کو ہلاک کرو گی"۔ ساکالی نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ شنکارہ کی طاقتیں لازوال ہیں۔ شنکارہ ادھوری ضرور ہے مگر اب بھی شنکارہ میں اتنی طاقتیں ہیں کہ وہ عمران اور مکاشو جیسے انسانوں کو ایک لمحے سے کم وقفے میں ہلاک کر سکتی ہے"۔ شنکارہ نے کہا۔

"تمہیں ہر حال میں روشنی کے نمائندوں سے دور رہنے کو کہا گیا ہے میری بچی۔ تم نہیں جانتی روشنی کی دنیا کے نمائندے ہمارے لئے بے حد خطرناک ہو سکتے ہیں"۔ ساکالی نے کہا۔

"کچھ بھی ہو میں ان کا مقابلہ کروں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔



"تم بہت بڑی بھول کر رہی ہو میری بچی"۔ ساکالی نے کہا۔

"بھول۔ کیسی بھول"۔ شنکارہ نے چونک کر کہا۔

"اگر میں کہوں کہ اب تمہارے پاس کوئی شکتی نہیں ہے تو"۔ ساکالی نے بڑے پراسرار لہجے میں کہا تو شنکارہ بری طرح سے اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"۔ شنکارہ نے چیخ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"ہاں میری بچی۔ تم نے جس لڑکی کا جسم حاصل کر رکھا ہے اس جسم میں داخل ہوئے تمہیں چھ پہر ہو چکے ہیں اور تم یہ بھول رہی ہو کہ تم اس جسم میں زیادہ سے زیادہ سات پہروں تک ہی رہ سکتی ہو۔ ساتواں پہر پورا ہوتے ہی تمہارا یہ جسم گل سڑ جائے گا اور تمہیں ہر صورت میں اس جسم سے باہر نکلنا ہو گا اور ایسا ہی نیا جسم حاصل کرنا ہو گا۔ ایسی نوجوان لڑکی جو ماورائی طاقتوں کے بارے میں آگاہی رکھتی ہو اور اس کا تعلق کسی ساحر سے ہو۔ کسی عام لڑکی کے جسم میں تم داخل نہیں ہو سکتیں"۔ ساکالی نے کہا۔ اس بار ساکالی کی بات سن کر شنکارہ کا رنگ بدل گیا تھا اور اس کے چہرے پر حقیقی گھبراہٹ طاری ہو گئی تھی۔

"اوہ، اوہ یہ بات تو میں واقعی بھول گئی تھی"۔ شنکارہ نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"چھ پہروں سے پہلے تم اپنی تمام ماورائی شکتیوں کو استعمال کر سکتی ہو۔ مگر اب چونکہ چھ پہر پورے ہو چکے ہیں اس لئے سفلی علوم کا

تم ایک چھوٹا سا منتر بھی نہیں پڑھ سکتیں۔ تم اب عام سی لڑکی بن چکی ہو۔ نہ تم اپنی ماورائی شکتیوں کا استعمال کر سکتی ہو اور نہ ان شکتیوں کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتی ہو۔ اپنے اس جسم کو محفوظ رکھنے کے لئے تمہیں میرے ساتھ کسی تاریک جنگل میں جانا ہوگا۔ یا پھر ......."۔ ساکالی کہتے کہتے رک گئی۔

"یا پھر۔ یا پھر کیا ساکالی"۔ شنکارہ نے بے چینی سے پوچھا۔

"یا پھر تمہیں ایک سفید فام اور ایک سیاہ فام انسان کے خون کا غسل کرنا ہوگا۔ اگر تم اگلے ایک پہر میں ایسے دو انسانوں کے خون کا غسل کر لو گی تو تمہیں اس جسم میں رہنے اور اور اپنی ماورائی شکتیوں کو استعمال کرنے کے لئے اگلے سات پہر اور مل جائیں گے۔ جبکہ تاریک جنگل میں جانے کے بعد اس وقت تک تمہارا یہ جسم محفوظ رہے گا جب تک تم وہاں رہو گی۔ وہاں نہ صرف میں تمہارے لئے تازہ خون بہم پہنچاتی رہوں گی بلکہ ان لڑکیوں کو بھی وہاں لا سکتی ہوں جن میں تم آسانی سے سما سکو"۔ ساکالی کہتی چلی گئی۔

"اوہ، اگر تم ایسا کر سکتی ہو تو جاؤ اور میری مطلوبہ لڑکی کو یہاں لے آؤ۔ میں ابھی اس کے جسم میں سما جاؤں گی"۔ شنکارہ نے کہا تو ساکالی بھیانک انداز میں ہنس پڑی۔

"ایک پہر میں تمہارے لئے تمہاری مطلوبہ لڑکی کو تلاش کرنا میرے لئے بھی مشکل ہے میری بچی"۔ ساکالی نے کہا۔

"تو پھر کہیں سے ایک سفید فام اور ایک سیاہ فام انسان کو لے



آؤ۔ میں انہیں ہلاک کر کے ان کے خون کا غسل کر لیتی ہوں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"مجھے کوئی بھی کام کرنے کے لئے کم از کم دو پہر درکار ہوتے ہیں میری بچی"۔ ساکالی نے کہا تو شنکارہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ، پھر تم کیا کہتی ہو"۔ شنکارہ نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"میں تمہیں یہاں سے دور دراز کے تاریک جنگل میں لے جا سکتی ہوں"۔ ساکالی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شنکارہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا۔

"سیاہ فام اور سفید فام۔ اوہ، ساکالی تم نے کہا ہے کہ اگر میں کسی سیاہ فام اور ایک سفید فام انسان کے خون کا غسل کر لوں تو مجھے اس جسم میں رہنے کے لئے مزید سات پہر مل جائیں گے اور میں اپنی طاقتوں کا بھی استعمال کر سکوں گی"۔ شنکارہ نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے"۔ ساکالی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ عمران ایک سفید فام انسان ہے اور مکاشو سیاہ فام۔ میں ان دونوں کو ہلاک کروں گی اور ان دونوں کے خون کا غسل کروں گی۔ اس طرح ایک تو میں ان دونوں کو ہلاک بھی کر دوں گی دوسرے میں اپنی طاقتوں کو بھی اجاگر کر لوں گی۔ بس ٹھیک ہے۔ آنے دو انہیں۔ اب وہ میرے ہاتھوں ضرور ہلاک ہوں گے"۔ شنکارہ نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"لیکن میری بچی۔ تم ان دونوں کو ہلاک کیسے کرو گی۔ تمہاری

تمام شکتیاں ختم ہو چکی ہیں۔ پھر تم بغیر کسی شکتی کے ان دونوں کو کس طرح سے ہلاک کرو گی"۔ ساکالی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس لڑکی کا میں نے جسم حاصل کر رکھا ہے یہ جدید دور کی لڑائی بھڑائی میں انتہائی حد تک مہارت رکھتی ہے۔ اس انوکھے اور لڑائی بھڑائی کے جدید انداز سے یہ لڑکی بیک وقت دس دس طاقتور انسانوں کا مقابلہ کر سکتی ہے چاہے اس کے مقابلے میں وحشی قبیلوں کے طاقتور اور انتہائی شہ زور سردار ہی کیوں نہ ہوں۔ میں عمران اور جوزف کا مقابلہ کروں گی اور مجھے یقین ہے کہ لڑائی بھڑائی کے مخصوص داؤ پیچ سے میں ان دونوں کو بہت جلد زیر کر لوں گی اور پھر انہیں ہلاک کر کے ان کے خون سے غسل کرنا میرے لئے کچھ مشکل نہیں ہو گا"۔ شنکارہ نے کہا۔

"اوہ، تمہارا مطلب ہے تم ان دونوں کا جسمانی مقابلہ کرو گی"۔ ساکالی نے چونک کر کہا۔

"ہاں اور میری یہ جسمانی لڑائی انتہائی حیرت انگیز، انوکھی اور بے حد زبردست ہو گی۔ جس میں، میں عمران اور جوزف کو شکست دے دوں گی۔ ہر صورت میں"۔ شنکارہ نے کہا۔

"میری بچی، میں پھر کہہ رہی ہوں۔ میری بات مان جاؤ۔ ہم سیاہ دنیا کے شیطان روشنی کی دنیا کے نمائندوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے"۔ ساکالی نے کہا۔

"جو بھی ہو۔ میں ہر حال میں ان کا مقابلہ کروں گی"۔ شنکارہ نے



اٹل لہجے میں کہا۔

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے میری بچی"۔ ساکالی نے غور سے شنکارہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں یہاں سے جاؤں گی، ضرور جاؤں گی مگر عمران اور جوزف کو ہلاک کر کے۔ میں مہا شیطان پر یہ ثابت کر دوں گی کہ شنکارہ سے بڑھ کر نہ کوئی طاقتور ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور شنکارہ اب امر ہونے کے لئے زندہ ہوئی ہے۔ جسے دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی"۔ شنکارہ نے پرغرور انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے میری بچی۔ اگر تم فیصلہ کر ہی چکی ہو تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ بہرحال یہ یاد رکھنا کہ تمہیں ان دونوں کو ساتواں پہر ختم ہونے سے پہلے ہلاک کر کے ان کے خون کا غسل کرنا ہو گا۔ ورنہ ......."۔ ساکالی نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

"میں سمجھتی ہوں ساکالی۔ اور میں تمہاری احسان مند ہوں کہ تم نے مجھے عمران اور جوزف کی حقیقت اور میرے جسم کے ختم ہونے کے بارے میں بتا دیا۔ ورنہ شاید انجانے میں، میں مار کھا جاتی۔ مگر اب ایسا نہیں ہو گا"۔ شنکارہ نے کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجی تو وہ چونک پڑی۔

"اوہ، شاید وہ دونوں یہاں پہنچ چکے ہیں"۔ شنکارہ نے کہا اور تیزی سے کمرے کا خفیہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ اس کمرے میں ایسا فنکشن لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز خفیہ

کمرے میں بھی سنائی دے جاتی تھی۔

دوسرے کمرے میں آکر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ جس میں سے مسلسل سیٹی کی آواز نکل رہی تھی۔ شنکارہ نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو عمران کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو شنکارہ کے ہونٹوں پر سفاکانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"یس شنکارہ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ شنکارہ نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں تمہارے مکاشو کو لے کر آگیا ہوں شنکارہ۔ کہاں ہو تم۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم ساکانی پہاڑی کے قریب آجاؤ۔ اس پہاڑی کی ایک چٹان پر سرخ رنگ کا ایک بچھو بنا ہوا ہے۔ میں وہیں آرہی ہوں۔ اوور"۔ شنکارہ نے کہا۔

"میں اسی پہاڑی کے قریب ہوں شنکارہ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں آرہی ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ شنکارہ نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہونہہ، تم مجھے فنا کرنے کے لئے آئے ہو عمران اور تم نے میرے مکاشو کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ میں تم دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی اور تمہاری مدد سے کاشارا کا جسم حاصل کروں گی مگر تم دونوں نے چونکہ میرے خلاف سازش کی ہے



اس لئے میں تمہیں ہلاک کر کے اور تمہارے خون سے غسل کر کے مہا شیطان پر ثابت کر دوں گی کہ شنکارہ مہان ہے۔ عظیم ماورائی طاقتوں کی مالک صرف شنکارہ ہے"۔ شنکارہ نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک شخص بڑے گھبرائے ہوئے انداز میں اندر آ گیا۔ وہ بری طرح سے زخمی تھا۔

"مارگن تم اور اس حال میں"۔ شنکارہ نے اسے دیکھ کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سب ختم ہو گیا ہے مادام۔ انہوں نے باس جیکب اور ہمارے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے"۔ آنے والے زخمی نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر شنکارہ حقیقتاً اچھل پڑی۔

"جیکب اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کیسے۔ کس نے کیا ہے انہیں ہلاک"۔ شنکارہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔

"میں نہیں جانتا مادام۔ مگر وہ لوگ اندرونی غار سے نکلے تھے۔ ان کے پاس سائنسی اسلحہ تھا جس کی وجہ سے وہ ہم پر حاوی ہو گئے تھے"۔ مارگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اندرونی غار سے"۔ شنکارہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں بتاتی ہوں میری بچی" ۔ اچانک شنکارہ کو ساکالی کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو ساکالی خفیہ کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی۔

"تم یہاں" ۔ شنکارہ نے سر گھما کر مارگن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر اس کے چہرے پر سوائے تکلیف اور خوف کے کوئی تاثر نہ تھا اور نہ ہی وہ ساکالی کی آواز سن کر چونکا تھا۔

"گھبراؤ نہیں میری بچی ۔ یہ مجھے نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی یہ میری آواز سن سکتا ہے ۔ تم نے اپنی ماورائی شکتیوں سے عمران کے جن ساتھیوں کو یہاں لا کر قید کیا تھا۔ یہ سب انہوں نے ہی کیا ہے ۔ تم نے ان سب کو ایک ساتھ اس جگہ ڈال دیا تھا جہاں بھوری چیونٹیاں موجود تھیں۔ ان چیونٹیوں کے کاٹنے کی وجہ سے ان پر سے تمہارا سحر ٹوٹ گیا تھا۔ وہ سب ہوش میں آگئے تھے ۔ ان کے پاس جدید دور کا حیرت انگیز اسلحہ تھا جس کی مدد سے انہوں نے یہاں موجود تمام انسانوں کو ہلاک کر دیا اور پھر وہ سب یہاں سے نکل گئے تھے" ۔ ساکالی نے کہا تو شنکارہ کا چہرہ غصے سے اور زیادہ سیاہ ہو کر مسخ سا ہو گیا۔

"ہونہہ، یہ سب تو واقعی میرے لئے پریشانی کا باعث بن گئے ہیں۔ خیر وہ سب بھاگ کر جائیں گے کہاں۔ میں پہلے عمران اور جوزف کو ہلاک کر کے ان کے خون کا غسل کر لوں پھر جیسے ہی میری ماورائی طاقتیں بحال ہوں گی میں ان سب کو تلاش کر کے ہلاک کروں گی۔ ان میں سے کوئی بھی میرے ہاتھوں زندہ نہیں بچے گا"۔



شنکارہ غرائی۔ اسی لمحے مارگن لڑکھڑا کر گرا اور ساکت ہو گیا۔ شاید شدید زخمی ہونے کی وجہ سے وہ خود کو سنبھال نہ سکا تھا۔

"ہونہہ، میں جا رہی ہوں ساکالی۔ دیکھنا میں عمران اور جوزف کا کیا حشر کرتی ہوں" ۔ شنکارہ نے ساکالی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ غار سے باہر جانے والے راستے کی طرف چل پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید تناؤ اور نفرت تھی۔ جیسے وہ واقعی عمران اور جوزف کو ہلاک کرنے کا عزم کر چکی ہو۔

جوزف نے عمران کو شنکارہ کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی تھی کہ وہ کس طرح افریقہ کے جنگلوں میں موجود سامی گان نامی قبیلے سے یہاں پہنچی تھی۔ جوزف نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ ماورائی دنیا میں شنکارہ کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ اگر کوئی اسے اپنے تابع کر لے تو وہ شنکارہ کی مدد سے پوری دنیا کو تسخیر کر سکتا تھا۔ شنکارہ کے لئے بہت سے سفلی علوم کے ماہر حرکت میں آ گئے تھے اور شنکارہ کے حصول کے لئے خاص طور پر افریقہ کے جنگلوں میں تگ و دو شروع ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ جوزف نے عمران کو کافرستان کے زاشال کے بارے میں بھی تمام تر تفصیلات بتا دی تھیں۔ اس دوران بلیک زیرو جولیا کی کال سن کر واپس آ گیا تھا۔ وہ بھی بڑی حیرت اور دلچسپی سے جوزف کی باتیں سن رہا تھا۔

جوزف کہہ رہا تھا کہ اگر جلد سے جلد شنکارہ کو فنا نہ کیا گیا تو اس کی



وحشت بڑھتی جائے گی اور اگلے چند روز تک وہ مکمل طور پر خون آشام بن جائے گی۔ اس کی پیاس اس حد تک بڑھ جائے گی کہ وہ خود کو زندہ رکھنے کے لئے ہر روز دس پندرہ انسانوں کا خون پیئے گی اور کاشارا کا جسم حاصل کرنے کے لئے وہ اسے اور عمران کو اپنی مدد پر آمادہ کرنے کے لئے وہ پاکیشیا میں خون کی ندیاں بہا دے گی۔ اس کا ارادہ ہے کہ اول تو وہ عمران کو مال و دولت کا لالچ دے گی لیکن عمران اور جوزف اگر اس کی مدد کو آمادہ نہ ہوئے تو وہ پاکیشیا میں خوفناک کارروائیاں کرے گی۔ ہر طرف انسانوں کی لاشیں بکھری پڑی ہوں گی۔ اس کے پاس بے پناہ ماورائی طاقتیں ہیں جن سے کام لے کر وہ املاک کو بھی زبردست نقصان پہنچا سکتی تھی۔ اس لئے شنکارہ کو ان کاموں سے ہر صورت میں روکنا ہو گا اور اسے روکنے کے لئے انہیں شنکارہ کے اس جسم کو فنا کرنا ہو گا جس میں اس نے اپنی بدروح ڈال رکھی ہے۔

"لیکن اس کے لئے ہمیں کرنا کیا ہو گا۔ شنکارہ نے جس پھول وتی کے جسم پر قبضہ کر رکھا ہے۔ کیا اس کو ختم کرنے کے لئے ہمیں کوئی خاص کام کرنا پڑے گا"۔ جوزف کے خاموش ہونے پر عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ شنکارہ ایک بدروح ہے اور اس بدروح کو فنا کرنے کے لئے ہمیں افریقہ کے جنگلوں میں جانا ہو گا۔ شنکارہ کی بدروح صرف اسی صورت میں فنا ہو سکتی ہے جب وہ کاشارا کا جسم حاصل کر لے گی۔ جیسے ہی شنکارہ کی بدروح کاشارا کے جسم میں داخل ہو گی۔ ہم اسی

وقت اس کو فنا کر دیں گے ۔ لیکن اس کے لئے ہمیں بہت وقت لگے گا۔ افریقہ کے جنگلوں میں جا کر ہمیں سب سے پہلے اس لڑکی کاشارا کے جسم کو تلاش کرنا ہو گا جو صدیوں سے کسی غار میں بند ہے ۔ پھر اس کے جسم کو باہر لانا ہو گا۔ اس کے علاوہ افریقہ کے جنگلوں میں جا کر ہمیں بہت سے کام کرنے ہیں ۔ وہاں شنکارہ کے حصول کے لئے جو طاقتیں کام کر رہی ہیں ہمیں ان سے بھی ٹکرانا ہو گا۔ زاشال بھی ہمارے آڑے آئے گا جس کا مقابلہ کرنے اور اسے ہلاک کئے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکیں گے "۔ جوزف کہتا چلا گیا۔

" اوہ ، تو کیا ہمیں شنکارہ کی بات مان لینی چاہئے اور اس کے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں چلے جانا چاہئے "۔ عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ اس کے لئے ہمیں وہاں اکیلے ہی جانا ہو گا باس ۔ اگر ہم شنکارہ کے ساتھ گئے تو وہ آسانی سے ہمارے ہاتھ نہیں آئے گی "۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب "۔ عمران نے چونک کر کہا۔

" باس ۔ کاشارا کا جسم حاصل کرتے ہی شنکارہ کی قوتوں میں ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے وہ کاشارا کے جسم میں سماتے ہی ہمیں اپنی ماورائی قوتوں سے ہلاک کر دے ۔ ایسی صورت میں ہم کسی بھی طرح اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے ۔ اگر ہم خود پہلے جا کر کاشارا کا جسم حاصل کریں اور اس پر چند جڑی بوٹیوں کا عمل کریں تو کاشارا کا جسم ساکت ہو جائے گا۔ شنکارہ کے اس جسم میں



سمانے کے باوجود وہ حرکت میں نہیں آئے گا۔ ایسی حالت میں اگر ہم کاشارا کو اٹھا کر جلتی ہوئی آگ میں پھینک دیں گے تو کاشارا کے ساتھ شنکارہ کی بدروح بھی جل کر فنا ہو جائے گی "۔ جوزف نے کہا۔

" بات وہی ہے ۔ ہمیں شنکارہ کو ہلاک کرنے کے لئے افریقہ جانا ہی پڑے گا "۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

" ہاں باس ۔ یہ بہت ضروری ہے "۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" لیکن جوزف اب کیا کرنا ہے ۔ شنکارہ تمہیں اور عمران صاحب کو اپنا غلام بنانا چاہتی ہے اور تم نے کہا ہے کہ شنکارہ کو فنا کرنے کے لئے شنکارہ کے بغیر تمہیں اور عمران صاحب کو افریقہ کے جنگلوں میں جانا ہو گا۔ کیا شنکارہ تمہیں یا عمران صاحب کو افریقہ کے جنگلوں میں آسانی سے جانے دے گی "۔ بلیک زیرو نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

" اس کے لئے ہمیں شنکارہ پر یہیں قابو پانا ہو گا "۔ جوزف نے کہا۔

" قابو پانے سے تمہاری کیا مراد ہے "۔ عمران نے چونک کر کہا۔

" باس ۔ ہمیں شنکارہ کا پھول وتی والا روپ ختم کر کے اسے دوبارہ بدروح بنانا ہو گا اور پھر ہم اس بدروح کو چاندی کی ایک بوتل میں بند کر لیں گے ۔ چاندی کی بوتل میں قید ہونے کے بعد شنکارہ کی بدروح ہمارے قابو میں آجائے گی ۔ پھر ہم اس بوتل کو لے کر افریقہ کے جنگلوں میں جائیں گے اور کاشارا کے جسم کو حاصل کر کے اس پر چند خاص جڑی بوٹیوں کا عمل کر کے اسے ساکت کر دیں گے اور پھر

ہم شنکارہ کی بدروح کو بوتل سے آزاد کر دیں گے۔بوتل سے نکلتے ہی شنکارہ فوراً کاشارا کے جسم میں سماجائے گی اور پھر ہم اسے فنا کر دیں گے"۔جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔اس کی باتیں سن کر چند لمحے عمران حیرانی سے جوزف کا چہرہ تکتا رہا جیسے جوزف نے کوئی انہونی بات کر دی ہو مگر پھر اس نے کچھ سوچ کر اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ جوزف کی بات سمجھ گیا ہو۔

"کیا تم شنکارہ کی بدروح کو بوتل میں بند کر سکتے ہو"۔عمران نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"یس باس"۔جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کیسے تفصیل بتاؤ"۔عمران نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے ہمیں سات انچ کی بوتل کی ضرورت ہوگی باس۔چاندی کی بنی ہوئی بوتل جس کا منہ لمبا ہو۔اس بوتل میں ہمیں سات مختلف جانوروں کے خون کے سات سات قطرے ڈالنے ہوں گے۔پھر اس بوتل کو لے کر ہم اس جگہ جائیں گے جہاں شنکارہ موجود ہوگی۔اس جگہ میں ایک حصار بناؤں گا اور حصار کے اندر مجھے نوکیلے خنجر اس انداز میں زمین میں گاڑنے ہوں گے کہ ان کے دستے زمین میں اور پھل اوپر کو اٹھے ہوئے ہوں۔اس عمل کو گاری تارا کہتے ہیں۔ہمیں شنکارہ کے ساتھ خالی ہاتھوں لڑنا ہوگا اور اسے اٹھا کر اس حصار میں موجود خنجروں پر اس انداز میں گرانا ہوگا کہ حصار میں موجود تمام خنجر اس کے جسم میں اتر جائے۔ان خنجروں کی تعداد سات



ہوگی اور وہ بھی چاندی کے بنے ہوئے ہوں۔جیسے ہی شنکارہ ان خنجروں پر گرے گی اس کا پھول وتی والا جسم گاری تارا کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔شنکارہ کی بدروح جسم سے نکل آئے گی مگر وہ اس حصار سے باہر نہیں نکل سکے گی۔تب میں لمبے منہ والی بوتل کا دہانہ حصار کے کنارے پر رکھ دوں گا۔بوتل میں موجود سات جانوروں کے خون کی بو سونگھ کر شنکارہ کی بدروح فوراً اس میں گھس جائے گی اور پھر جیسے ہی اس کی بدروح بوتل میں گھسے گی میں بوتل کو اٹھا کر اس کا دہانہ چاندی کے ڈاٹ سے بند کر دوں گا۔اس طرح شنکارہ اس بوتل میں قید ہو جائے گی۔بوتل میں قید ہونے کے بعد وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی"۔جوزف نے کہا۔

"کیا شنکارہ اپنی ماورائی طاقتوں سے اس بوتل سے باہر نہیں نکل سکے گی"۔عمران نے کہا۔

"چاندی کی بوتل سے وہ خود نہیں نکل سکے گی۔مگر اسے فنا کرنے کا وہی طریقہ ہے جو میں بتا چکا ہوں"۔جوزف نے کہا۔

"یہ سب کچھ تمہیں تمہارے فادر جوشوا نے بتایا ہے"۔عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔فادر جوشوا نے کہا ہے کہ شنکارہ کو قابو کرنے کے لئے آپ کو اس کے ساتھ مقابلہ کرنا ہوگا۔جب تک آپ شنکارہ کو قابو کرتے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں سے خنجروں والے دائرے میں نہیں پھینکیں گے۔اس وقت تک شنکارہ کو بوتل میں قید نہیں

کیا جا سکتا"۔ جوزف نے کہا۔

"میں ہی کیوں۔ یہ کام تو تم بھی کر سکتے ہو"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں باس۔ آپ اعلیٰ اوصاف کے مالک ہیں۔ آپ نے آج تک نہ شراب کو چھوا ہے، نہ کسی لڑکی پر بری نظر ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ آپ میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک صالح اور اعلیٰ کردار کے مالک میں ہو سکتی ہیں اور پھر آپ کے سر پر جن نیک بزرگوں کا ہاتھ ہے ان کی وجہ سے آپ کی شخصیت ایسی ہو گئی ہے جس پر ماورائی قوتوں کا شدید اثر نہیں ہو سکتا۔ شنکارہ کو آپ جیسا انسان ہی قابو کر سکتا ہے"۔ جوزف کہتا چلا گیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے جوزف۔ لیکن شنکارہ کے پاس شیطانی طاقتیں ہیں۔ کیا وہ ان شیطانی طاقتوں سے عمران صاحب کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرے گی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ باس جس اعلیٰ کردار کے مالک ہیں وہ باس پر اپنی ساحرانہ طاقتوں کا استعمال نہیں کر سکتی۔ ویسے بھی شنکارہ چند گھنٹوں کے بعد اپنی ساحرانہ قوتیں استعمال کرنے کے قابل نہیں رہے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ، وہ کیوں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"معلوم نہیں باس۔ فادر جوشوا نے مجھے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ اگر آپ شنکارہ کو قابو کریں گے تو اسے آپ کے ساتھ دست بدست

لڑنا ہوگا۔ وہ اور آپ نہ کوئی اسلحہ کریں گے اور نہ ہی شنکارہ ساحرانہ قوتوں کا استعمال کرے گی۔ فادر جوشوا نے کہا تھا کہ شنکارہ نے پھول وتی کا جو جسم حاصل کر رکھا ہے اسے تادیر استعمال رکھنے کے لئے وہ آپ کا اور میرا خون حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جس سے وہ غسل کر کے پھول وتی کے جسم کو کچھ گھنٹوں کے لئے محفوظ رکھ سکتی ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے شنکارہ میرے ساتھ دست بدست فائٹ کے لئے تیار ہو جائے گی"۔ عمران نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد کہا۔

"یس باس۔ آپ شنکارہ سے بات کریں اور اس سے کہیں کہ آپ اس کی بات اس صورت میں مانیں گے اگر وہ آپ کے ساتھ فائٹ کرے گی۔ اگر اس نے آپ کو فائٹ میں شکست دے دی تو آپ اس کے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانے اور اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اگر وہ آپ سے شکست کھا گئی تو اسے واپس افریقہ کے جنگلوں میں جانا ہوگا اور وہ بھی اکیلے۔ وہ آپ کی بات مان لے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"ہونہہ۔ بڑا عجیب و غریب اور پیچیدہ طریقہ ہے شنکارہ کو قابو کرنے کا۔ بہرحال نجانے کیوں شنکارہ کے وجود سے میں بے پناہ نفرت سی محسوس کرنے لگا ہوں۔ اس لئے مجھے اس کے خلاف کام کرنا ہی پڑے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے شنکارہ بے گناہ اور معصوم انسانوں کو کسی قسم کی کوئی زک پہنچائے۔

"تو کیا آپ سچ مچ شنکارہ کا مقابلہ کریں گے"۔ بلیک زیرو نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کا اور میرا جھوٹ موٹ کا مقابلہ ہو۔ جھوٹ موٹ کی لڑائی ہو وہ خود ہی ہلاک ہو جائے اور ہماری اس بدروح سے جان چھوٹ جائے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی نہ چاہتے ہوئے مسکرا دیا۔

"لیکن وہ چاندی کی بوتل اور چاندی کے خنجر"۔ بلیک زیرو نے سر جھٹک کر کہا۔

"تم مٹی کے دیئے لا سکتے ہو کالے صفر۔ پھر ہمیں یہ چیزیں کیوں نہیں مل سکتیں۔ کیوں جوزف"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں ایک ایسی شاپ کے بارے میں جانتا ہوں جہاں سے یہ چیزیں مل سکتی ہیں"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور سات مختلف جانوروں کا خون۔ بوتل میں تم کس کس جانور کا خون ڈالو گے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ایک جانور تو یہیں موجود ہے جس کا نام بلیک زیرو ہے۔ باقی چھ جانور ہمیں چڑیا گھر میں مل جائیں گے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس دیا۔

"میں جانور ہوں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم کیا۔ میں، جوزف، سیکرٹ سروس کے ممبران بلکہ پوری دنیا



کے انسان جانور ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جان روح کو کہتے ہیں اور ور کا مطلب ہے رکھنے والا۔ جو جان رکھتا ہے وہ جانور ہی ہوتا ہے۔ تم زندہ ہو اس لئے تم جانور ہوئے کہ نہیں"۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے ساتھ اس بار جوزف بھی بے اختیار ہنس دیا۔

"اچھا اپنی ہنسی کو بریک لگاؤ اور یہ بتاؤ جولیا نے کال کہاں سے کی تھی اور کیا کہا تھا اس نے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ شنکارہ کی ہی قید میں تھے عمران صاحب۔ شنکارہ نے انہیں غار کے خفیہ حصے میں قید کر رکھا تھا جہاں ان سب کو باری باری ہوش آگیا تو وہ وہاں سے نکل آئے اور انہوں نے آپ کے دیئے ہوئے سائنسی اسلحے کی مدد سے وہاں موجود جیکب اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے انہوں نے ان غاروں میں شنکارہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ انہیں کہیں نظر نہ آئی تھی۔ بہرحال میں نے جولیا سے کہا تھا کہ وہ غاروں سے نکل کر پہاڑیوں میں آ جائیں۔ آپ جوزف کے ساتھ وہاں پہنچ رہے ہیں۔ پھر جیسا آپ کہیں گے وہ آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اگر انہوں نے جیکب اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے تو تم ڈائمنڈ کلب میں فون کر کے بلیک پینتھر کو روک دو کہ وہ

اپنے ساتھیوں کو لے کر کاسانی پہاڑیوں کی طرف نہ جائے ۔ میں انہیں جیکب اور اس کے ساتھیوں سے ممکنہ خطرے سے نپٹنے کے لئے لے جانا چاہتا تھا۔ مگر اب ان کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ممبران سنبھال لیں گے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ جوزف ۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم شنکارہ کو اس کے انجام تک پہنچا دیں ۔ بعد کا کام بعد میں دیکھا جائے گا"۔ عمران نے کہا تو جوزف سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو تہہ خانے سے نکل کر آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اور جوزف تہہ خانے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔



جوزف، عمران کو ایک اینٹیک شاپ پر لے گیا تھا جہاں سے انہیں چاندی کے سات خنجر اور چاندی کی ہی ایک مطلوبہ بوتل مل گئی تھی جس کا منہ لمبا تھا۔ پھر عمران، جوزف کو لے کر چڑیا گھر گیا تھا اور وہاں سے اس نے چڑیا گھر کے ڈائریکٹر سے مل کر اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا حوالہ دے کر آسانی سے سات مختلف جانوروں کا خون نکال کر بوتل میں خون کے سات سات قطرے ٹپکائے اور بوتل کا منہ بند کر کے جیب میں رکھ لی۔ پھر وہ دونوں کاسانی پہاڑیوں کے پاس پہنچ گئے ۔ عمران جیسے ہی وہاں پہنچا سیکرٹ سروس کے ممبر اس کی کار آتے دیکھ کر اس کے پاس پہنچ گئے ۔ جولیا نے عمران کو اس غار کی نشاندہی کی جہاں سے وہ نکلے تھے ۔ اس پہاڑی غار کے اوپر ایک بڑی چٹان تھی جس پر کسی آرٹسٹ نے سرخ رنگ کا بچھو بنا رکھا تھا۔

عمران نے جوزف کو اپنا کام شروع کرنے کی ہدایات دیں تو

جوزف کھلی جگہ پر آ گیا۔ اس نے جیب سے ایک چاندی کا خنجر نکالا اور جھک کر خنجر کی نوک سے وہ زمین پر ایک دائرہ کھینچنے لگا۔ پھر وہ دائرے میں آیا اور خنجر کے دستے کو زمین میں گاڑنے لگا۔

"یہ جوزف کیا کر رہا ہے"۔ جولیا نے حیرت زدہ انداز میں جوزف کو دیکھتے ہوئے عمران سے پوچھا تو عمران نے سنجیدگی سے انہیں ساری حقیقت بتادی۔

"ہونہہ۔ میں ان دقیانوسی باتوں کو نہیں مانتا۔ مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کہ تم جیسا انسان اس احمق کی باتوں پر کیسے یقین کر لیتا ہے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جس طرح مجھے اس بات کا یقین ہے کہ تم میری ہونے والی اس کے بھائی ہو۔ اسی طرح مجھے جوزف پر بھی یقین ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر ان سب کے چہروں پر مسکراہٹیں آگئیں جبکہ تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"مجھے بھی جوزف پر یقین ہے تنویر۔ تم "بدروح" والے کیس کو کیوں بھول رہے ہو۔ اس وقت شاری نے جو کچھ کیا تھا وہ بھی ہمارے سامنے تھا اور اب جو شنکارہ کر رہی ہے وہ سب بھی ہم جانتے ہیں۔ شاری بھی ایک بدروح تھی اور شنکارہ بھی بدروح ہے۔ شاری جیسی بدروح کو اس کے انجام تک پہنچانے کے لئے جوزف نے ہی کام کیا تھا۔ جوزف جس دنیا کا باسی ہے اس سے کوئی بعید نہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ وہ نہ غلط ہوتا ہے اور نہ کبھی غلط ہو سکتا ہے"۔



چوہان نے جوزف کی فیور کرتے ہوئے کہا تو وہ سب اس کی فیور میں سر ہلانے لگے جیسے وہ واقعی چوہان کی اس بات سے متفق ہوں۔

"لو اب سارے باراتی مع دلہن جوزف کے باس کے سر پر سہرا باندھنے پر متفق ہیں۔ اب تم کیا کرو گے۔ جبکہ تم جانتے ہو کہ جوزف کا باس کون ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"کوئی میٹھی گولی مارنا۔ جسے میں کچھ کر کے فوراً کھا سکوں"۔ عمران نے کہا تو ان کی ہنسی تیز ہو گئی۔ اس دوران جوزف دائرے میں ایک خاص ترتیب سے خنجر زمین میں گاڑ چکا تھا جن کے دستے زمین میں گڑے ہوئے تھے اور پھل اوپر اٹھے ہوئے تھے۔

"باس۔ ان سب کو کہیں کہ یہ کہیں چھپ جائیں۔ میں بھی دائرے سے کچھ فاصلے پر موجود چٹان کے پیچھے چھپ جاتا ہوں۔ آپ شنکارہ کو آواز دے کر بلائیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ آپ جیسے ہی شنکارہ کو ان خنجروں پر گرائیں گے میں چاندی کی بوتل لے کر باہر آ جاؤں گا"۔ جوزف نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم شنکارہ کا مقابلہ کر لو گے"۔ جولیا نے عمران کی جانب قدرے پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوشش کروں گا کہ میں تنویر کا اور تنویر میرا رقیب بنا رہے"۔

لڑنا ہوگا۔ وہ اور آپ نہ کوئی اسلحہ کریں گے اور نہ ہی شنکارہ ساحرانہ قوتوں کا استعمال کرے گی۔ فادر جوشوا نے کہا تھا کہ شنکارہ نے پھول وتی کا جو جسم حاصل کر رکھا ہے اسے تادیر استعمال رکھنے کے لئے وہ آپ کا اور میرا خون حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جس سے وہ غسل کر کے پھول وتی کے جسم کو کچھ گھنٹوں کے لئے محفوظ رکھ سکتی ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے شنکارہ میرے ساتھ دست بدست فائٹ کے لئے تیار ہو جائے گی"۔ عمران نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد کہا۔

"یس باس۔ آپ شنکارہ سے بات کریں اور اس سے کہیں کہ آپ اس کی بات اس صورت میں مانیں گے اگر وہ آپ کے ساتھ فائٹ کرے گی۔ اگر اس نے آپ کو فائٹ میں شکست دے دی تو آپ اس کے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جانے اور اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اگر وہ آپ سے شکست کھا گئی تو اسے واپس افریقہ کے جنگلوں میں جانا ہوگا اور وہ بھی اکیلے۔ وہ آپ کی بات مان لے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"ہونہہ۔ بڑا عجیب و غریب اور پیچیدہ طریقہ ہے شنکارہ کو قابو کرنے کا۔ بہرحال نجانے کیوں شنکارہ کے وجود سے میں بے پناہ نفرت سی محسوس کرنے لگا ہوں۔ اس لئے مجھے اس کے خلاف کام کرنا ہی پڑے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے شنکارہ بے گناہ اور معصوم انسانوں کو کسی قسم کی کوئی زک پہنچائے۔



عمران نے بڑی سادگی سے لہجے میں کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کبھی تو سیدھی بات کر لیا کرو"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"منہ اپنا ٹیڑھا کر رہی ہو اور مجھے کہہ رہی ہو کہ سیدھی بات کر لیا کروں"۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

"باس سورج ڈھل رہا ہے۔ ہمیں سورج ڈھلنے سے پہلے ہی شنکارہ کو بوتل میں بند کرنا ہے۔ اگر سورج ڈھل گیا تو ہم شنکارہ کو کسی بھی طرح قابو میں نہیں کر سکیں گے۔ اندھیرے میں اس کی طاقتوں میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے بھائی۔ کیوں ڈرا رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔ پھر عمران کے کہنے پر وہ سب ارد گرد پھیلی ہوئی چٹانوں کی طرف بڑھے اور ان چٹانوں کی آڑ میں چلے گئے۔ جوزف نے جس جگہ حصار بنایا تھا اس سے چند قدموں کے فاصلے پر ایک بڑی چٹان تھی۔ وہ اس چٹان کے عقب میں چلا گیا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے سرخ بچھو والی پہاڑی کی طرف قدم بڑھائے اور غار کے دہانے پر آ گیا۔

"شنکارہ کہاں ہو تم۔ باہر آؤ"۔ عمران نے غار کے دہانے کی طرف منہ کر کے تیز آواز میں کہا۔ اس کی آواز غار میں دور تک لہراتی چلی گئی۔ لیکن جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔ عمران نے دو تین مرتبہ شنکارہ کو پکارا مگر جب شنکارہ کی جواباً کوئی آواز نہ آئی تو عمران نے جیب سے

"تو کیا آپ سچ مچ شنکارہ کا مقابلہ کریں گے"۔ بلیک زیرو نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کا اور میرا جھوٹ موٹ کا مقابلہ ہو۔ جھوٹ موٹ کی لڑائی ہو وہ خود ہی ہلاک ہو جائے اور ہماری اس بدروح سے جان چھوٹ جائے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی نہ چاہتے ہوئے مسکرا دیا۔

"لیکن وہ چاندی کی بوتل اور چاندی کے خنجر"۔ بلیک زیرو نے سر جھٹک کر کہا۔

"تم مٹی کے دیئے لا سکتے ہو کالے صفر۔ پھر ہمیں یہ چیزیں کیوں نہیں مل سکتیں۔ کیوں جوزف"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں ایک ایسی شاپ کے بارے میں جانتا ہوں جہاں سے یہ چیزیں مل سکتی ہیں"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور سات مختلف جانوروں کا خون۔ بوتل میں تم کس کس جانور کا خون ڈالو گے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ایک جانور تو یہیں موجود ہے جس کا نام بلیک زیرو ہے۔ باقی چھ جانور ہمیں چڑیا گھر میں مل جائیں گے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس دیا۔

"میں جانور ہوں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم کیا۔ میں، جوزف، سیکرٹ سروس کے ممبران بلکہ پوری دنیا



کے انسان جانور ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جان روح کو کہتے ہیں اور ور کا مطلب ہے رکھنے والا۔ جو جان رکھتا ہے وہ جانور ہی ہوتا ہے۔ تم زندہ ہو اس لئے تم جانور ہوئے کہ نہیں"۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے ساتھ اس بار جوزف بھی بے اختیار ہنس دیا۔

"اچھا اپنی ہنسی کو بریک لگاؤ اور یہ بتاؤ جولیا نے کال کہاں سے کی تھی اور کیا کہا تھا اس نے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ شنکارہ کی ہی قید میں تھے عمران صاحب۔ شنکارہ نے انہیں غار کے خفیہ حصے میں قید کر رکھا تھا جہاں ان سب کو باری باری ہوش آ گیا تو وہ وہاں سے نکل آئے اور انہوں نے آپ کے دیئے ہوئے سائنسی اسلحے کی مدد سے وہاں موجود جیکب اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے انہوں نے ان غاروں میں شنکارہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ انہیں کہیں نظر نہ آئی تھی۔ بہر حال میں نے جولیا سے کہا تھا کہ وہ غاروں سے نکل کر پہاڑیوں میں آ جائیں۔ آپ جوزف کے ساتھ وہاں پہنچ رہے ہیں۔ پھر جیسا آپ کہیں گے وہ آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اگر انہوں نے جیکب اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے تو تم ڈائمنڈ کلب میں فون کر کے بلیک پینتھر کو روک دو کہ وہ

اپنے ساتھیوں کو لے کر کاسانی پہاڑیوں کی طرف نہ جائے ۔ میں انہیں جیکب اور اس کے ساتھیوں سے ممکنہ خطرے سے نپٹنے کے لئے لے جانا چاہتا تھا۔ مگر اب ان کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ممبران سنبھال لیں گے "۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"آؤ جوزف ۔اب وقت آگیا ہے کہ ہم شنکارہ کو اس کے انجام تک پہنچا دیں ۔ بعد کا کام بعد میں دیکھا جائے گا"۔ عمران نے کہا تو جوزف سرہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو تہہ خانے سے نکل کر آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اور جوزف تہہ خانے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔



جوزف، عمران کو ایک اینٹیک شاپ پر لے گیا تھا جہاں سے انہیں چاندی کے سات خنجر اور چاندی کی ہی ایک مطلوبہ بوتل مل گئی تھی جس کا منہ لمبا تھا۔ پھر عمران، جوزف کو لے کر چڑیا گھر گیا تھا اور وہاں سے اس نے چڑیا گھر کے ڈائریکٹر سے مل کر اور سپر نٹنڈنٹ فیاض کا حوالہ دے کر آسانی سے سات مختلف جانوروں کا خون نکال کر بوتل میں خون کے سات سات قطرے ٹپکائے اور بوتل کا منہ بند کر کے جیب میں رکھ لی۔ پھر وہ دونوں کاسانی پہاڑیوں کے پاس پہنچ گئے ۔ عمران جیسے ہی وہاں پہنچا سیکرٹ سروس کے ممبر اس کی کار آتے دیکھ کر اس کے پاس پہنچ گئے ۔جولیا نے عمران کو اس غار کی نشاندہی کی جہاں سے وہ نکلے تھے ۔اس پہاڑی غار کے اوپر ایک بڑی چٹان تھی جس پر کسی آرٹسٹ نے سرخ رنگ کا بچھو بنا رکھا تھا۔

عمران نے جوزف کو اپنا کام شروع کرنے کی ہدایات دیں تو

جوزف کھلی جگہ پر آ گیا۔ اس نے جیب سے ایک چاندی کا خنجر نکالا اور جھک کر خنجر کی نوک سے وہ زمین پر ایک دائرہ کھینچنے لگا۔ پھر وہ دائرے میں آیا اور خنجر کے دستے کو زمین میں گاڑنے لگا۔

"یہ جوزف کیا کر رہا ہے"۔ جولیا نے حیرت زدہ انداز میں جوزف کو دیکھتے ہوئے عمران سے پوچھا تو عمران نے سنجیدگی سے انہیں ساری حقیقت بتا دی۔

"ہونہہ۔ میں ان دقیانوسی باتوں کو نہیں مانتا۔ مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کہ تم جیسا انسان اس احمق کی باتوں پر کیسے یقین کر لیتا ہے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جس طرح مجھے اس بات کا یقین ہے کہ تم میری ہونے والی اس کے بھائی ہو۔ اسی طرح مجھے جوزف پر بھی یقین ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر ان سب کے چہروں پر مسکراہٹیں آ گئیں جبکہ تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"مجھے بھی جوزف پر یقین ہے تنویر۔ تم "بدروح" والے کیس کو کیوں بھول رہے ہو۔ اس وقت شاری نے جو کچھ کیا تھا وہ بھی ہمارے سامنے تھا اور اب جو شنکارہ کر رہی ہے وہ سب بھی ہم جانتے ہیں۔ شاری بھی ایک بدروح تھی اور شنکارہ بھی بدروح ہے۔ شاری جیسی بدروح کو اس کے انجام تک پہنچانے کے لئے جوزف نے ہی کام کیا تھا۔ جوزف جس دنیا کا باسی ہے اس سے کوئی بعید نہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ وہ نہ غلط ہوتا ہے اور نہ کبھی غلط ہو سکتا ہے"۔



چوہان نے جوزف کی فیور کرتے ہوئے کہا تو وہ سب اس کی فیور میں سر ہلانے لگے جیسے وہ واقعی چوہان کی اس بات سے متفق ہوں۔

"لو اب سارے باراتی مع دلہن جوزف کے باس کے سر پر سہرا باندھنے پر متفق ہیں۔ اب تم کیا کرو گے۔ جبکہ تم جانتے ہو کہ جوزف کا باس کون ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"کوئی میٹھی گولی مارنا۔ جسے میں کیچ کر کے فوراً کھا سکوں"۔ عمران نے کہا تو ان کی ہنسی تیز ہو گئی۔ اس دوران جوزف دائرے میں ایک خاص ترتیب سے خنجر زمین میں گاڑ چکا تھا جن کے دستے زمین میں گڑے ہوئے تھے اور پھل اوپر اٹھے ہوئے تھے۔

"باس۔ ان سب کو کہیں کہ یہ کہیں چھپ جائیں۔ میں بھی دائرے سے کچھ فاصلے پر موجود چٹان کے پیچھے چھپ جاتا ہوں۔ آپ شنکارہ کو آواز دے کر بلائیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ آپ جیسے ہی شنکارہ کو ان خنجروں پر گرائیں گے میں چاندی کی بوتل لے کر باہر آ جاؤں گا"۔ جوزف نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم شنکارہ کا مقابلہ کر لو گے"۔ جولیا نے عمران کی جانب قدرے پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوشش کروں گا کہ میں تنویر کا اور تنویر میرا رقیب بنا رہے"۔

عمران نے بڑی سادگی سے لہجے میں کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کبھی تو سیدھی بات کر لیا کرو"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"منہ اپنا ٹیڑھا کر رہی ہو اور مجھے کہہ رہی ہو کہ سیدھی بات کر لیا کروں"۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

"باس سورج ڈھل رہا ہے۔ ہمیں سورج ڈھلنے سے پہلے ہی شنکارہ کو بوتل میں بند کرنا ہے۔ اگر سورج ڈھل گیا تو ہم شنکارہ کو کسی بھی طرح قابو میں نہیں کر سکیں گے۔ اندھیرے میں اس کی طاقتوں میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے بھائی۔ کیوں ڈرا رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔ پھر عمران کے کہنے پر وہ سب ارد گرد پھیلی ہوئی چٹانوں کی طرف بڑھے اور ان چٹانوں کی آڑ میں چلے گئے۔ جوزف نے جس جگہ حصار بنایا تھا اس سے چند قدموں کے فاصلے پر ایک بڑی چٹان تھی۔ وہ اس چٹان کے عقب میں چلا گیا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے سرخ بچھو والی پہاڑی کی طرف قدم بڑھائے اور غار کے دہانے پر آ گیا۔

"شنکارہ کہاں ہو تم۔ باہر آؤ"۔ عمران نے غار کے دہانے کی طرف منہ کر کے تیز آواز میں کہا۔ اس کی آواز غار میں دور تک لہراتی چلی گئی۔ لیکن جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔ عمران نے دو تین مرتبہ شنکارہ کو پکارا مگر جب شنکارہ کی جواباً کوئی آواز نہ آئی تو عمران نے جیب سے



ٹرانسمیٹر نکال لیا اور اس پر مارٹن کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر لگا ایک گرین بلب جل اٹھا۔

"ہیلو۔ ہیلو عمران کالنگ۔ اوور"۔ عمران نے گرین بلب کو آن ہوتا دیکھ کر تیزی سے کہا۔

"یس شنکارہ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد شنکارہ کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بتایا تھا کہ انہوں نے غار میں ہر جگہ دیکھ لیا تھا لیکن وہاں انہیں شنکارہ کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔ جس کی وجہ سے عمران سوچ رہا تھا کہ کسی وجہ سے شنکارہ یہاں سے نکل نہ گئی ہو۔

"میں تمہارے مکاشو کو لے کر آیا ہوں شنکارہ۔ کہاں ہو تم۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کاسانی پہاڑی کے قریب آ جاؤ۔ اس پہاڑی کی ایک چٹان پر سرخ رنگ کا ایک بچھو بنا ہوا ہے۔ میں وہیں آ رہی ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے شنکارہ کی آواز سنائی دی۔

"میں اسی پہاڑی کے قریب ہوں شنکارہ۔ اوور"۔ عمران نے چٹان پر سرخ بچھو کے نشان کو دیکھ کر کہا۔

"اوکے۔ میں آ رہی ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے شنکارہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران نے جگالی کرنے والے انداز میں منہ چلایا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو مختلف چٹانوں کے

پیچھے سے اسے سیکرٹ سروس کے ممبران کے سر دکھائی دیئے جو اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عمران مسکراتا ہوا غار کے دہانے سے ہٹتا چلا گیا۔ تقریباً سات منٹ بعد اچانک عمران نے غار کے دہانے سے کسی کو باہر آتے دیکھا۔ غار میں چونکہ قدرے اندھیرا تھا اس لئے وہ ایک سایہ سا معلوم ہو رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں سایہ غار کے دہانے تک آ گیا۔ عمران نے دیکھا وہ شنکارہ ہی تھی۔ اس کا سیاہ اور بھیانک چہرہ چمک رہا تھا اور اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ جیسے ان میں انگارے سے دہک رہے ہوں۔ اس کی نظریں عمران پر گڑی ہوئی تھیں۔ وہ قدم بہ قدم چلتی ہوئی آگے آئی اور ارد گرد دیکھنے لگی۔ پھر وہ ایک دائرے اور دائرے میں سیدھے کھڑے خنجروں کو دیکھ کر چونک پڑی۔

"یہ کیا ہے"۔ شنکارہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چوں چوں کا مربہ"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"چوں چوں کا مربہ۔ یہ چوں چوں کا مربہ کیا ہوتا ہے"۔ شنکارہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے تمہیں چوں چوں کے مربے کا نہیں پتہ۔ حیرت ہے۔ ہماری تو یہ بے حد مرعوب غذا ہے۔ بس دو چار چوں چوں پکڑے ان کی گردن مروڑی اور پھر ان کا مربہ بنا لیا۔ یہ الگ بات ہے کہ چوں چوں کا مربہ کھانے سے بدہضمی ہو جاتی ہے مگر بدہضمی صرف انہی لوگوں کو ہوتی ہے جو چوں چوں کا مربہ کھاتے ہیں۔ میں نے نہ آج تک چوں چوں دیکھا ہے اور نہ ان کا مربہ کھایا ہے۔ اگر تم کہو تو



تمہارے لئے لا دوں کہیں سے"۔ عمران نے مزاحیہ سے انداز میں کہا۔

"ہونہہ، فضول باتیں مت کرو"۔ شنکارہ نے اسے گھور کر کہا۔

"تو پھر کیا کروں۔ تم ہی بتا دو"۔ عمران نے معصومیت سے کہا۔

"مکاشو کہاں ہے"۔ شنکارہ نے زخمی ناگن کی طرح پھنکار کر کہا۔

"کون مکاشو"۔ عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میرا غلام"۔ شنکارہ غرائی۔ اسی لمحے شنکارہ کے عقب میں ایک سایہ سا لہراتا دکھائی دیا۔ اس سائے کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ سائے نے شنکارہ سے کچھ کہا تو شنکارہ بے اختیار چونک کر اس کی طرف مڑ گئی۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے"۔ شنکارہ نے ہنکارہ بھرے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر دوبارہ عمران کی جانب دیکھنے لگی۔

"عمران میں جانتی ہوں۔ مکاشو اور تمہارے ساتھی یہیں ہیں اور وہ میرے خوف سے چھپے ہوئے ہیں۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ میں تمہیں اور مکاشو کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی اور افریقہ کے جنگلوں کی پہاڑیوں کے غار میں دبے ہوئے کاشارا کے جسم کو تم دونوں کے ذریعے حاصل کروں گی۔ لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔ کاشارا کا جسم حاصل کرنے میں خود جاؤں گی۔ اس کے لئے مجھے اس جسم کی ضرورت ہے جس میں، میں نے اپنی روح ڈال رکھی ہے۔ میرا

یہ جسم ختم ہونے والا ہے۔اس جسم کی حفاظت کے لئے مجھے تمہارے اور مکاشو کے خون کی ضرورت ہے۔ میں تم دونوں کو ہلاک کر کے تمہارے خون سے غسل کروں گی تو میرا یہ جسم اسی طرح برقرار رہے گا اور پھر میں واپس افریقہ کے جنگلوں میں چلی جاؤں گی۔ پھر میں اپنی طاقتوں کے ذریعے کاشارا کا جسم حاصل کر لوں گی۔ کاشارا کا جسم حاصل کرتے ہی مجھے ہمیشہ کی زندگی مل جائے گی اور پھر اس ساری دنیا پر شنکارہ کا راج ہوگا۔ صرف شنکارہ کا"۔ شنکارہ نے عمران سے مخاطب ہو کر آخری الفاظ بڑے متکبرانہ انداز میں کہے تھے۔

"میرا خون تو کڑوا ہے۔جو تمہیں کسی بھی طرح ہضم نہیں ہوگا۔ البتہ تم اپنے مکاشو اور میرے ایک ساتھی کا خون حاصل کر لو۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ان کے خون سے چاہے تم غسل کرنا یا اپنی پیاس بجھا لینا۔ مکاشو کے علاوہ میرے جس ساتھی کا خون لذیذ اور انتہائی میٹھا ہے وہ میری ہونے والی جورو کا بھائی ہے۔ کہو تو آواز دے کر اسے یہیں بلا لوں"۔ عمران نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا۔ اس کی بات سن کر تنویر تو غصے سے بل کھا کر رہ گیا تھا البتہ اس کے دوسرے ساتھی جو چٹانوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے بے اختیار مسکرا دیئے تھے۔

"نہیں۔مجھے تمہارا اور صرف مکاشو کا خون چاہئے"۔ شنکارہ غرائی۔

"ارے باپ رے۔ تم تو مجھے ڈرا رہی ہو شنکارہ"۔ عمران نے گھبرانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔شنکارہ نے عمران کی بات کا



کوئی جواب نہ دیا اور قدم بڑھاتی ہوئی عمران کے قریب آ گئی۔

"تم نے اور مکاشو نے یہاں میری ہلاکت کا سامان کیا ہے۔یہی سامان اب تمہاری اور مکاشو کی ہلاکت کا باعث بنے گا عمران۔ میں تم دونوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں گی"۔ شنکارہ نے غضبناک لہجے میں کہا۔اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا شنکارہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس نے انتہائی پھرتی سے جوجستو کا خوفناک وار کیا۔اس کا بایاں بازو برق رفتاری سے عمران کے دائیں پہلو سے رگڑ کھاتا ہوا نکلا اور اس کا دایاں گھٹنا پوری قوت سے عمران کے پیٹ سے ٹکرایا۔ عمران بری طرح سے ڈکراتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے انداز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ شنکارہ نے اچانک اور نہایت خوفناک انداز میں وار کیا تھا جس کی عمران کو شاید توقع نہ تھی۔ لیکن شنکارہ کے اس زبردست وار پر وہ دل ہی دل میں اسے داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ شاید پھول وتی زبردست فائٹر تھی۔ شنکارہ نے چونکہ اس کے جسم پر قبضہ کر رکھا تھا۔اس لئے اس نے جدید انداز کے فائٹروں کی طرح عمران پر حملہ کیا تھا۔

اسی لمحے شنکارہ نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس نے اچھل کر قلابازی کھائی اور پھر وہ ہاتھوں اور پیروں کے بل قلابازیاں کھاتی ہوئی ماہر جمناسٹک کی طرح عمران کے قریب آ گئی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف ہونا چاہا مگر شنکارہ نے الٹی قلابازی کھاتے ہوئے دونوں ٹانگیں جوڑ کر عمران کی ٹھوڑی پر ماردیں۔ عمران اچھلا

اور پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ شنکارہ واقعی ایک خوفناک اور ماہر لڑاکا ثابت ہو رہی تھی۔ جس نے عمران جیسے فائٹر کو لمحوں میں زمین پر گرا دیا تھا۔

شنکارہ تیزی سے قلابازی کھاتے ہوئے سیدھی ہوئی اور اس نے اونچی چھلانگ لگائی اور عین عمران پر گرتی چلی گئی۔ اس نے فضا میں ہی اپنے گھٹنے موڑ لئے تھے۔ شاید وہ گھٹنوں کے بل عمران کے سینے پر گر کر اس کی پسلیاں توڑ دینا چاہتی تھی مگر اس سے پہلے کہ شنکارہ عمران پر گرتی عمران تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو شنکارہ واقعی گھٹنوں کے بل اس کے سینے پر گر کر اس کی کئی پسلیاں توڑ دیتی۔ عمران کو کروٹ بدلتے دیکھ کر شنکارہ نے تیزی سے اپنے پیر کھولے اور فضا میں گھوم کر پیروں کے بل زمین پر آ کھڑی ہوئی۔ لیکن ساتھ ہی وہ تیزی سے گھومی اور اس کی دائیں ٹانگ نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی عمران کی جانب بڑھی۔ عمران نے خود کو جھکاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اچانک شنکارہ کی ٹانگ پکڑی اور اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا۔ شنکارہ الٹ کر گر پڑی۔ عمران کے لئے اتنا موقع ہی کافی تھا وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ شنکارہ نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

"تم آج میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتے عمران"۔ شنکارہ غرائی۔

"دیکھتے ہیں"۔ عمران مسکرایا۔ ساتھ ہی وہ یکلخت اوپر کو اچھلا۔ دوسرے ہی لمحے شنکارہ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی اور وہ



دھپ سے سائیڈ کے بل زمین پر جا گری۔ عمران نے فضا میں چھلانگ لگا کر گھومتے ہوئے لیفٹ ہک پوری قوت سے شنکارہ کے پہلو میں مار دیا تھا۔ شنکارہ جیسے ہی زمین پر گری اس کا جسم حیرت انگیز طور پر اس طرح اوپر کو اچھلا جیسے گیند پوری قوت سے زمین سے ٹکرا کر اوپر کو اچھلتی ہے فضا میں اچھلتے ہی اس نے اپنے جسم کو موڑا اور پھر اس نے اپنی ٹانگیں پھیلا کر پوری قوت سے عمران کے سر پر مارنی چاہیں مگر عمران نے جھکائی دیتے ہوئے نہ صرف شنکارہ کا وار بچایا بلکہ وہ یکلخت اچھلا اور اس نے فضا میں قلابازی کھاتے ہوئے اپنی ٹانگ گھما کر شنکارہ کی کمر پر اس زور سے ماری کہ شنکارہ فضا میں رول ہوتی ہوئی دور جا گری۔ جبکہ عمران نے فضا میں ایک اور قلابازی کھائی اور پیروں کے بل زمین پر آ کھڑا ہوا۔

شنکارہ اٹھی۔ اب اس کا چہرہ غیض و غضب سے بری طرح سے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہ خونخوار نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھی اور پھر اس نے لانگ جمپ لگاتے ہوئے ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگا دی۔ اس بار عمران اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلا تھا۔ جیسے ہی شنکارہ اڑتی ہوئی اس تک آئی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے تڑپا۔ اس نے پہلے اپنے جسم کو کمان کی طرح جھکایا پھر یکلخت سیدھا ہوتے ہوئے اس نے شنکارہ کو فضا میں ہی دبوچ لیا جیسے باز چڑیا کو دبوچتا ہے۔ عمران نے شنکارہ کو پہلوؤں سے پکڑ کر دونوں ہاتھوں کو اس زور سے گردش دی کہ شنکارہ کسی تیز رفتار پنکھے کی طرح گھوم کر

رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹانگیں چلاتی عمران نے اسے پوری قوت سے فضا میں اچھال دیا۔ جیسے ہی شنکارہ فضا میں بلند ہو کر نیچے آئی۔ عمران نے اچھل کر اپنے دونوں ہاتھ زمین سے ٹکائے اور پھر اس نے نیچے آتی ہوئی شنکارہ کے کاندھے اور پہلو میں اس انداز میں پیر مارے کہ شنکارہ چیختی ہوئی ایک بار پھر فضا میں بلند ہوئی اور پھر بری طرح سے رول ہوتی ہوئی عین اس حصار میں موجود خنجروں پر جا گری جو جوزف نے اس کے لئے لگا رکھے تھے۔ شنکارہ کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بے حد تیز اور لرزہ خیز تھیں۔ وہ منہ کے بل ان خنجروں پر گری تھی اور اس کے جسم میں ساتوں خنجر آر پار ہو گئے تھے۔ ان خجروں میں اس کا جسم پرویا گیا تھا اور وہ یوں زور زور سے جھٹکے کھا رہی تھی جیسے وہ جان کنی کے عالم میں بمتلا ہو گئی ہو۔

"ویل ڈن باس۔ ویل ڈن۔ یہ کام کیا ہے تم نے"۔ شنکارہ کو دائرے میں گڑے خنجروں پر گرتے دیکھ کر اچانک جوزف نے چیخ پڑنے والے انداز میں کہا اور پھر چٹان کے عقب سے بھاگتا ہوا عمران کے پاس آگیا۔ شنکارہ کا جسم خنجروں میں پھنسا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ چٹانوں کے عقب سے سیکرٹ سروس کے ممبر حیرت اور جس دلچپی سے عمران اور شنکارہ کی فائٹنگ دیکھ رہے تھے شنکارہ کو خنجروں پر گرتے دیکھ کر وہ بھی چٹانوں کے پیچھے سے نکل آئے تھے اور پھر تیز تیز چلتے ہوئے وہ عمران اور جوزف کے قریب آگئے۔

"کیا یہ ہلاک ہو گئی ہے"۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر



پوچھا۔

"ابھی اس نے بتایا نہیں ہے"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"بتایا نہیں ہے۔ کیا مطلب۔ کیا نہیں بتایا ہے اس نے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ یہ ہلاک ہوئی ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا تو جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے اور عمران کی جانب غصیلی نظروں سے گھورنے لگی۔

"اوہ، یہ اسے کیا ہو رہا ہے"۔ اچانک چوہان نے کہا تو وہ سب چونک کر شنکارہ کی جانب دیکھنے لگے۔ شنکارہ کا جسم اب ساکت ہو گیا تھا۔ اب اس کا جسم سیاہ رنگ سے سفید ہونا شروع ہو گیا تھا اور پھر یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا جسم پتھر کی طرح سخت ہو گیا ہو۔ پھر اس کا پتھریلا جسم چونے کی طرح ابلنے لگا پھر اس کا چونے کی طرح ابلتا ہوا جسم زمین پر پھیلنے لگا پھر چونے کی طرح ابلتے ہوئے جسم سے سیاہ دھواں سا نکلنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے شنکارہ کا جسم مکمل طور پر پگھل گیا۔ پھر اچانک اس ملغوبے سے سیاہ دھواں سا اٹھا اور ایک جگہ جمع ہوتا چلا گیا اور پھر اس دھوئیں نے ایک انسانی قد کاٹھ اختیار کر لیا۔ دھوئیں میں اس انسان کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسی لمحے دھوئیں نما وہ جسم جوزف کے بنائے ہوئے دائرے میں چکرانے لگا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں کوئی شیشے کا بنا ہوا بہت بڑا ستون ہو۔ دھواں اس شیشے کے ستون سے نکلنے کے لئے چکرا رہا تھا۔ لیکن اسے جیسے وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ مل رہا ہو۔ پھر اچانک ماحول تیز اور

انتہائی کریہہ ناک چیخوں سے گونجنے لگا۔ دھویں نما جسم دائرے میں بری طرح چکراتا ہوا چیخ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر جوزف نے جیب سے چاندی کی لمبے منہ والی بوتل نکالی اور اس کا چاندی کا ڈاٹ نکال کر تیزی سے دائرے کی طرف بڑھ گیا۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبر حیرت سے آنکھیں پھیلائے اس دھویں نما جسم کو دیکھ رہے تھے جس کی تیز اور لرزا دینے والی چیخوں سے ماحول گونج رہا تھا۔ چیخیں اس قدر تیز اور خوفناک تھیں کہ انہوں نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔

جوزف دائرے کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے لمبی گردن والی بوتل نیچے رکھی اور آہستہ آہستہ اس کا منہ دائرے کے قریب لے گیا۔ پھر اس نے بوتل کا منہ دائرے میں رکھ دیا۔ اب بوتل کا منہ دائرے میں تھا اور بوتل کا بڑا حصہ دائرے سے باہر تھا۔ جسے جوزف نے پکڑ رکھا تھا۔

جوزف نے جیسے ہی بوتل کا منہ دائرے میں کیا۔ دھویں نما جسم نے ایک ہولناک چیخ ماری اور اس کا جسم تیزی سے چکراتا ہوا نیچے آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے دھویں نے ایک لمبی لہر کا روپ دھارا اور پھر دھویں کی لہر انہیں بوتل کے منہ کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ وہ سب جیسے دم سادھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔

دھویں کی لہر کا ایک سرا بوتل کے منہ تک آیا اور پھر انہوں نے اس دھویں کو بوتل کے کھلے دہانے میں داخل ہوتے دیکھا۔ سانپ



کی طرح بل کھاتا ہوا دھواں تیزی سے بوتل میں داخل ہو رہا تھا اور پھر جیسے ہی اس کا آخری سرا بوتل میں داخل ہوا جوزف نے تیزی سے بوتل کو اٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا چاندی کا ڈاٹ بوتل کے منہ پر رکھ کر زور زور سے ہاتھ مارتے ہوئے بوتل کا منہ بند کر دیا۔

"میں نے شنکارہ کو قابو کر لیا۔ میں نے شنکارہ کی روح کو بوتل میں بند کر لیا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میں کامیاب ہو گیا باس۔ میں کامیاب ہو گیا"۔ جوزف نے بوتل کا منہ بند کرنے کے بعد خوشی سے ناچتے ہوئے کہا۔ شنکارہ کی بدروح کو بوتل میں جاتے اور بوتل میں بند ہوتے دیکھ کر عمران کے چہرے پر بھی طمانیت آ گئی تھی اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے بھی چہرے کھل اٹھے تھے۔

"اسے کہتے ہیں خس کم جہاں پاک"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ جوزف۔ تم نے واقعی شنکارہ جیسی بدروح کو نئے اور انوکھے انداز میں قید کر کے بہت بڑا کام کر دکھایا ہے۔ ویری گڈ"۔ جولیا نے جوزف کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران"۔ جولیا نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اسی لمحے جوزف پر ایک سایہ سا جھپٹا۔ اس سے پہلے کہ جوزف کچھ سمجھتا سائے نے یکلخت اس سے چاندی کی بوتل چھینی اور پھر ان سب نے چاندی کی بوتل سمیت سائے کو آسمان پر پرواز کرتے دیکھا۔ سایہ جوزف سے بوتل چھین کر تیزی سے آسمان کی طرف بلند ہو گیا تھا اور جوزف "ارے

ارے" کر تارہ گیا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ یہ سایہ کیا تھا اور بوتل کہاں لے گیا ہے"۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"گنڈاپ کی دلدلوں کی بوڑھی بدروح۔ اوہ۔ یہ گنڈاپ کی بوڑھی بدروح ساکالی تھی۔ وہ شنکارہ کو اپنے ساتھ لے گئی ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"اب کیا ہو گا۔ کیا وہ شنکارہ کو بوتل سے آزاد کر دے گی"۔ نعمانی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں، یہ تو اور اچھا ہو گیا ہے۔ بدروح ساکالی چاندی کی بوتل لے گئی ہے۔ اب شنکارہ اس بوتل سے کبھی آزاد نہیں ہو سکے گی"۔ جوزف نے مطمئن لہجے میں کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب"۔ چوہان نے حیرانی سے پوچھا۔

"اگر بوتل ہمارے پاس رہتی تو شنکارہ کی بدروح زیادہ سے زیادہ نوے دنوں تک اس بوتل میں قید رہ سکتی تھی۔ نوے دنوں کے بعد وہ خود بخود بوتل سے آزاد ہو جاتی اور ہمارے لئے خطرے کا باعث بن سکتی تھی۔ جس کے لئے ہمیں لامحالہ افریقہ کے جنگلوں میں جانا پڑتا۔ لیکن اب ہمیں افریقہ کے جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"وہ کیوں"۔ سب نے حیرت سے کہا۔



"چاندی کی بوتل کو ساکالی کے ناپاک ہاتھ لگ چکے ہیں اور وہ اس بوتل کو لئے گنڈاپ کی دلدلوں میں اتر جائے گی۔ دلدل سے بوتل کو نکالنے کے لئے اگر ماورائی طاقتوں کے عامل کوشش بھی کریں گے تو انہیں نو سال لگ جائیں گے۔ خود بخود اس بوتل سے نکلنا اب شنکارہ کے لئے ناممکن ہو گیا ہے۔ قطعی ناممکن"۔ جوزف نے کہا۔

"گڈ، اس کا مطلب ہے۔ اب ہمیں شنکارہ کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی افریقہ کے جنگلوں میں جانے کی ضرورت ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"نو سال کوئی زیادہ عرصہ نہیں ہے۔ جانا تو ہمیں ہو گا مگر اب اس کی فوری ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایک فائدہ ضرور ہوا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کیسا فائدہ"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"جوزف نے کہا تھا کہ شنکارہ کے حصول کے لئے بہت سی شیطانی ذریتیں یہاں آ سکتی ہیں۔ اب جبکہ شنکارہ کو ساکالی نامی بدروح لے گئی ہے تو ظاہر ہے شیطانی ذریتیں یہاں کیا کرنے آئیں گی۔ کیوں جوزف"۔ عمران نے کہا اور پھر سوالیہ نظروں سے جوزف کی طرف دیکھنے لگا۔

"یس باس۔ اب ہمیں یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب ہم جب چاہیں آزادی سے افریقہ کے جنگلوں میں جا سکتے ہیں"۔ جوزف نے کہا۔

"شکر ہے۔ ورنہ فوراً افریقہ کے جنگلوں میں جانے کے خیال سے ہی میری روح فنا ہوئی جا رہی تھی"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"وہ کیوں"۔ جولیا نے کہا۔

"افریقہ کے جنگلوں میں جوزف دی گریٹ کی بہت جان پہچان ہے وہ جب بھی افریقہ کے جنگلوں میں جاتا ہے بہت سی بلیک بیوٹیاں اس کے پیچھے لگ جاتی ہیں اور میں تو ویسے بھی جوزف کا باس ہوں۔ اگر جوزف کے پیچھے ایسی بیوٹیاں لگیں گی تو میرے پیچھے ظاہر ہے ان کا جھمگٹا ہی ہوگا۔ اب تم خود سوچو۔ میں ایک وائٹ بیوٹی اور اس کے بھائی کو ہی نہیں سنبھال سکتا۔ بیسیوں بلیک بیوٹیوں کو کیا خاک سنبھالوں گا۔ کیوں تنویر"۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب قہقہے لگائے بغیر نہ رہ سکے۔ جبکہ عمران کی بات سن کر تنویر اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ عمران کی بوٹیاں اڑا دے۔

ختم شد



عمران سیریز میں زیرولینڈ کے سلسلے کا ہنگامہ خیز ناول

# بلیک جیک کی واپسی

مصنف ظہیر احمد

بلیک جیک .. آپ کا جانا پہچانا مجرم جو زندہ تھا۔ کیا واقعی ----؟

بلیک جیک .. جو زیرولینڈ کا سپریم ایجنٹ بن گیا تھا۔

بلیک جیک .. جسے زیرولینڈ والوں نے سپر مین بنا دیا تھا۔

عمران .. جسے بلیک جیک کے زندہ ہونے کا یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

وائٹ پیلس .. ایک ایسی عمارت جو پاکیشیا کے لئے خصوصی اہمیت کی حامل تھی۔

وائٹ پیلس .. جس کی تصویر اسرائیل کے ٹاپ ایجنٹس کے پاس تھی۔

وائٹ پیلس .. میں کیا تھا۔ جس کی تلاش کے لئے اسرائیلی ایجنٹ سرگرداں تھے؟

ڈبل اوالیون .. ایک ایسا محلول جس کے چند قطرے پاکیشیا کے سینکڑوں انسانوں کی ہلاکت کا باعث بن سکتے تھے۔

ڈبل اوالیون .. جسے ایک پاکیشیائی سائنسدان نے مجرموں کے حوالے کر دیا تھا۔

کیوں ----؟

بلیک جیک .. جو عمران کا روپ دھار کر رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ کیا وہ جوزف اور جولیا کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔؟

گھوسٹ .. بلیک جیک کا نیا روپ۔ کیا وہ عمران کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے بعد واقعی بھوت بن گیا تھا۔

جوزف .. جس نے بلیک جیک سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ۔۔۔؟

وہ لمحہ .. جب جوزف رانا ہاؤس میں بلیک جیک پر سائنسی حملے کرنے پر مجبور ہو گیا۔

وہ لمحہ .. جب جولیا نے بلیک جیک پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ مگر بلیک جیک پر ان گولیوں کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ کیوں ۔۔۔؟

وہ لمحہ .. جب جوزف اور بلیک جیک ایک دوسرے پر موت بن کر جھپٹ رہے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی دور کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ کیوں ۔۔۔؟

بلیک جیک .. جس کو قابو کرنے کے لئے عمران نے انتہائی انوکھا طریقہ اختیار کیا۔ وہ طریقہ کیا تھا ۔۔۔؟

بلیک جیک .. جس نے خود کو گھوسٹ منوانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر ۔۔۔؟

بلیک جیک کی واپسی کس طرح ہوئی
اور وہ ہلاک ہونے کے باوجود کیسے زندہ تھا؟

انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز اور انوکھے موضوع کے حامل اس ناول کو آپ مدتوں فراموش نہیں کر سکیں گے

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

## آپ کے خطوط
## اور ان کے جواب

عبدالاحد شیخ لاڑکانہ سے لکھتے ہیں ۔" سب سے پہلے میں آپ کو جاسوسی ادب کے میدان میں قدم رکھنے پر مبارک باد دیتا ہوں ۔ میں نے آپ کے تمام ناول پڑھنے کے لئے خرید لئے ہیں ۔ آپ کے زبردست اور معیاری ناول جیسا کہ کرسٹل بلٹ، مجرم ایکسٹو، ایکسٹو کی موت، کراسٹی، بدروح اور بلیک جیک کو پڑھا تو یقین کریں کہ مجھے اور میرے بے شمار دوستوں کو آپ کے ناول بے حد پسند آئے ۔ جس طرح آپ بچوں کے ادب میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں اسی طرح عمران سیریز لکھ کر آپ نے ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیا ہے ۔ میری اور میرے دوستوں کی آپ سے گزارش ہے کہ آپ زیرو لینڈ پر زیادہ سے زیادہ لکھیں ۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خضر حیات عنایت فرمائے اور آپ کے قلم میں برکت اور بے مثال پختگی عطا فرمائے ۔"

محترم عبدالاحد شیخ صاحب ۔ میں آپ کا اور آپ کے تمام دوستوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے میرے ناول پسند کئے اور مجھے اس قدر عزت مرحمت فرمائی ۔ آپ نے زیرو لینڈ پر زیادہ سے زیادہ لکھنے کے لئے کہا ہے تو محترم اس ماہ پراسرار اور ماورائی ناول "شنکارہ" کے ساتھ آپ زیرو لینڈ کے سلسلے کا ایک انوکھا اور دلچسپ

ناول بھی پڑھیں گے ۔ اس طرح آپ کی خواہش پوری ہو جائے گی ۔ میں آئندہ بھی اسی طرح آپ کے لئے لکھتا رہوں گا اس لئے آپ بس مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔

ناصر محمود بورے والا سے لکھتے ہیں ۔ " میں ہر ماہ آپ کے ناول بڑے شوق سے پڑھتا ہوں ۔ اس ماہ آپ کے نئے ناول " وائٹ کوبرا" اور " کراسٹی ان ایکشن " پڑھے تو صحیح معنوں میں معلوم ہوا کہ ایکشن کیا ہوتا ہے ۔ مجھے ناول اس قدر پسند آئے کہ میں آپ کو خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ناول لکھتے رہیں گے ۔ آپ میرے خط کو ضرور شائع کریں " ۔

محترم ناصر محمود صاحب ۔ آپ نے میرے ناول پڑھ کر انہیں پسند کیا یقین کریں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے مجھے میری محنت کی صحیح قیمت مل گئی ہو ۔ آپ جیسے قارئین کی پذیرائی اور پرخلوص محبت کی وجہ سے ہی میں اس قابل ہوا ہوں کہ آپ کے لئے دلچسپ، ایکشن، سسپنس اور مزاح سے بھرپور ناول تحریر کر سکوں ۔ دیکھ لیں آپ کا خط شائع کر دیا گیا ہے اس لئے امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

عبدالرزاق، محمد ریاض (مدینہ لائبریری) بورے والا سے لکھتے ہیں ۔ " آپ کو مدینہ لائبریری اور تمام پڑھنے والوں کی طرف سے عمران سیریز لکھنے پر مبارک باد ہو ۔ آپ کے ناول ہمارے بے شمار دوست بہت شوق سے پڑھتے ہیں اور ان سب کو ہر ماہ آپ کے نئے ناول کا شدت سے انتظار رہتا ہے ۔ ہمارے پاس آپ کے اور مظہر کلیم ایم اے کے پانچ سو سے زائد ناول موجود ہیں جن کے لئے ہمیں " بک سیور کارڈز" کی ضرورت ہے ۔ کیا یہ کارڈز ہمیں ارسال کئے جا سکتے ہیں " ۔

محترم عبدالرزاق، محمد ریاض صاحبان ۔ ناولوں کو پسندیدگی اور خط لکھنے کا شکریہ ۔ آپ نے " بک سیور کارڈز" منگوانے کا مطالبہ کیا ہے تو محترم آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کارڈز ارسال کر دیئے جائیں گے ۔ یہ کارڈز آپ دوستوں کے لئے ہی تیار کئے گئے ہیں ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

عمران سیریز میں سسپنس ایکشن اور نان سٹاپ ایکشن کا طوفان لئے

ایک حیرت انگیز اچھوتا اور انتہائی شاندار ایڈونچر

**خاص نمبر**

مکمل ناول

# مشن سائی گان

مصنف
ظہیر احمد

مشن سائی گان — کافرستان' ایکریمیا اور اسرائیل جنہوں نے اس بار نہایت خفیہ طور پر پاکیشیا کو مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹانے کا پروگرام بنالیا۔

ٹاپ میزائل — جو پاکیشیا کی تباہی کے لئے تیار کئے گئے تھے۔

ٹاپ میزائل — جن سے صرف چند گھنٹوں میں پاکیشیا کے انسان مکھی مچھروں کی طرح ہلاک ہو جاتے۔

کرنل راکیش — جس نے عمران کو پاکیشیا میں اپنے پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جبکہ جزیرہ مگوڈیا پر عمران کے ساتھی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے تھے۔

جوزف — جسے کرنل راکیش نے اغوا کر لیا اور اس پر انسانیت سوز تشدد کی انتہا کر دی۔

جوزف — جس کا رواں رواں کھینچ لیا گیا تھا مگر دیوزاد جوزف نے ان کے سامنے زبان نہ کھولی تھی۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ — جب جوزف' کرنل راکیش اور اس کے ساتھیوں پر شدید زخمی ہونے کے باوجود موت بن کر جھپٹ پڑا۔

عمران — جو مشن سائی گان کا تار و پود بکھیرنے کے لئے اندھا دھند اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

جزیرہ مگوڈیا — جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ کیوں ——؟

جزیرہ مگوڈیا — جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف پنڈت نارائن کے حوالے کیا جانا تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران کو کافرستان کے پرائم منسٹر سے ایکریمی صدر بن کر بات کرنا پڑی۔

وہ لمحہ — جب کافرستانی پرائم منسٹر نے خود ہی عمران کو آپریشنل سپاٹ بتا دیا۔ کیوں؟

عمران — جس پر اچانک اور نہایت خوفناک جان لیوا حملے شروع کر دیئے گئے۔ کیوں؟

عمران — جسے ہلاک کرنے کے لئے کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس حرکت میں آ گئی۔

کرنل راکیش — جس نے عمران کو پاکیشیا میں اپنے پیچھے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جبکہ اس طرف کے ساتھی جزیرہ مگوڈیا خوفناک حالات کا شکار ہو گئے تھے۔

ٹاپ میزائل — جن پر سائی گان آئی لینڈ پر نہایت تیزی سے کام کیا جا رہا تھا۔

جزیرہ مگوڈیا — جہاں حکومت مگوڈیا کے خلاف ایک انتہائی تباہ کن کھیل کھیلا جا رہا تھا۔

جزیرہ مگوڈیا اور جزیرہ جاڈیا کے درمیان ہونے والی کشمکش اس قدر خوفناک صورتحال اختیار کر گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی بری طرح ان میں پھنس کر مشن سائی گان کو یکسر بھول گئے تھے۔

کیا — عمران ٹاپ میزائلوں کو پاکیشیا پر فائر ہونے سے روک سکا ——؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی سائی گان آئی لینڈ پر جا سکے ——؟

کافرستان' ایکریمیا اور اسرائیل اس بار اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

ایک ایسا مشن۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے قدم قدم پر موت کے پھندے لگے ہوئے تھے۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز

# غدار ایجنٹ

ظہیر احمد